سِیَرُ الصَّحَابِیَات

مع

اُسْوۂ صَحَابِیَات

ازواجِ مطہراتؓ بناتِ طاہراتؓ اور اکابر صحابی عورتوں کے مفصل سوانح زندگی اور ان کے علمی، مذہبی، اخلاقی معاشرتی کارنامے نہایت دلنشین انداز میں تحریر ہیں

مصنفین
مولانا سعید انصاری ندویؒ
مولانا عبدالسلام ندویؒ

مقدمہ: علامہ سید سلیمان ندویؒ

دارُالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2213768

طباعت : 2000ء

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

پریس : احمد پرنٹنگ کارپوریشن

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف کورنگی کراچی نمبر ۱۴

ادارۃ الاسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور

ادارۃ القرآن 437/D گارڈن ایسٹ لسبیلہ کراچی

مکتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

کشمیر بک ڈپو، چنیوٹ بازار فیصل آباد

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت العلوم ۲۶ نابھ روڈ، پرانی انارکلی لاہور

مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار راولپنڈی

الفیصل تاجران کتب اردو بازار لاہور

فہرست مضامین سیر الصحابیات

فہرست مضامین اسوۂ صحابیات

دیباچہ طبع اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (جمعه)

اسلام کا مقصد وحید تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا۔ اس کی شہنشاہی میں پست و بلند، شاہ و گدا، امیر و غریب، وضیع و شریف، عالم و جاہل، عورت و مرد سب میانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیمات، احکام و قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام سنایا۔ جس سے مذہب، اخلاق، تمدن اور سیاست کا قالب بدل گیا اور اس میں وہ نئی روح حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اسلام اپنا فرض اولین خیال کرتے تھے۔

اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی۔ مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن کے چمن آرا تھے۔ لیکن ان میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد و عورت) کی جدوجہد کو وسائل ترقی میں شامل کر لیا اس لئے جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیا رنگ وبو پیدا ہو گیا۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے، روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے یونان اس کو شیطان کہتا ہے تورات اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدایا خدا کے برابر مانتا ہے لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب سے جداگانہ ہے، وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرہ انسانیت کی غازہ سمجھی جاتی ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبۃً ان کی قدر تھی، لیکن جب اسلام آیا اور خدا نے ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی[1] عرب

---

(۱) بخاری شریف ج ۱ ص ۸۶۹

جاہلیت کے رسم دختر کشی پر نظر ڈال کر پیغمبر اسلام ﷺ کے اس قول پر

یا انجشة اروید ك بالقواریر (انجشہ! دیکھنا یہ آبگینے ہیں)

غور کرو تو تم کو حضرت عمرؓ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کر دیئے بلکہ ان کو مردوں کے مساوی درجہ دیکر مکمل انسانیت قرار دیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:

الرجل راع علیٰ اهله وهو مسئول والمراة راعية علي بيت زوجها وهي مسئولة

مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے متعلق جواب طلب ہوگا اور عورت شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی (ج ۲ ص ۷۸۳)

سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے:

ليس تملكون منهن شيئاً غير ذالك الا ان ياتين بفاحشة مبينة

تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے، لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔

اس بناء پر اسلام میں عورت کی جو قدر و منزلت قائم ہوئی وہ بلحاظ نتائج دیگر اقوام و مذاہب سے بالکل مختلف تھی' تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے' لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ ان افسانہائے پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش کا کس قدر حصہ تھا؟ تو دفعتہً ہر طرف خاموشی چھا جائے گی اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہو کر رہ جائے گا' یونان بلاشبہ اپنی "ربات النوع" کو پیش کر سکتا ہے ہندوستان متعدد عصمت و عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا ہے' یورپ کا "گولڈن ڈیڈس" چند جنگ آزما عورتوں کو منظر عام پر لا سکتا ہے لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظر آئے گا کہ اس کے اوراق بھی صنف نازک کے عظیم الشان کارناموں سے خالی ہیں مصر اس سلسلہ میں آسیہؓ بنت مزاحم کو پیش کرے گا' تورات مریم اخت ہارون کو آگے بڑھائے گی ناصرہ مریم عذرا کو سامنے لائے گا ان خاتونوں کی مذہبی بزرگی اور عظمت مسلم ہے لیکن کیا ان مقدس اور پاک خاتونوں کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟

بخلاف اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کتاب خاص صحابیات کے حالات میں ہے اس لئے ہم صرف ان ہی کارناموں کو پیش کریں گے جو صحابیات سے متعلق ہیں' کیونکہ یہ صنف نازک کا پہلا قدم تھا جو ترقی کی راہ میں اٹھایا گیا۔

صحابیاتؓ کے کارنامے تمدن کے تمام عنوانات پر منقسم ہیں اور ہم ان کو اجمالاً اس مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔

مذہبی کارنامے:

مذہبی خدمات کے سلسلے میں سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیاتؓ نے جس جوش' جس خلوص' جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ غزوہ احد میں جب کہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے حضرت ام عمارہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں' کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں ابن قمیہ جب دراتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ نے بڑھ کر روکا چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی(۱) جنگ مسیلمہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا (ابن سعد ج ۸ ص ۳۰۴)

غزوہ خندق میں حضرت صفیہؓ نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملہ کو روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔(۲)

غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم کا خنجر لیکر نکلنا ایک مشہور(۳) بات ہے جنگ یرموک میں' جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھی حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ' حضرت ام ابانؓ' ام حکیمؓ' خولہؓ' ہند اور ام المومنین حضرت جویریہؓ نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسماءؓ بنت یزید نے جو انصار کے قبیلہ سے تھیں خیمے کے چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۳)

نہ صرف بری بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی صحابیاتؓ شرکت کرتی تھیں ۲۸ ہجری

(۱) ابن هشام ص ٨٤ (۲) زرقانی ج ۲ ص ۱۲۹ (۳) صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۳

میں جزیرہ قبرص پر حملہ ہوا تو حضرت ام حرامؓ اس میں شامل ہوئیں۔(۱)

میدان جنگ میں اس کے علاوہ صحابیاتؓ اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں مثلاً (۱) پانی پلانا (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھا کر میدان جنگ سے لے جانا (۴) چرخہ کاتنا (۵) تیر اٹھا کر دینا (۶) خورد ونوش کا انتظام کرنا، پکانا (۷) قبر کھودنا (۸) فوج کو ہمت دلانا، چنانچہ حضرت عائشہؓ ام سلیمؓ ام سلیطؓ نے غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا (۲) ام سلیم اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لئے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں (۳) ربیعؓ بنت معوذ وغیرہ نے شہداء و مجروحین کو قتل گاہ سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا (۴) ام زیاد اشجعیہ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی وہ تیر اٹھا کر لاتی اور ستو پلاتی تھیں (۵) حضرت ام عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہؓ کے لئے کھانا تیار کیا تھا (۶) اعواث اور امارث وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھیں، بچوں اور عورتوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی (۷) اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کی خیمہ گاہ تک آگیا تو ہندؓ اور خولہؓ وغیرہ نے پرجوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳)

اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بہت بڑی خدمت ہے اور صحابیات نے اس سلسلے میں خاص کوششیں کی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی دعوت پر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔(۸) ام سلیمؓ کی ترغیب سے ابو طلحہؓ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔(۹) عکرمہ اپنی بیوی ام حکیمؓ کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے (۱۰) اور ام شریک دوسیہؓ کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب النکاح)

اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیاتؓ میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ادا کیا ہے ۳۵ھ ہجری میں جب حضرت عثمانؓ

---

(۱) صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۹ (۲) صحیح بخاری (۳) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۲
(۴) بخاری کتاب الطب هل يداوى الرجل المرأة (۵) ابوداؤد ج اول ص ۲۷۰
(۶) صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۵ (۷) طبری ج ۶ ص ۲۳۱۷ (۸) اسدالغابہ ج ۵ ص ۵۶۳
(۹) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۱۹ (۱۰) اصابہ ج ۸ ص ۱۰۶

شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی، جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا۔

نماز کی امامت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات نے اس کو بھی کبھی عورتوں کے مجمع میں انجام دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ ام ورقہؓ بنت عبداللہ اور سعدہؓ بنت قمامہ عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ ام ورقہؓ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنالیا تھا جہاں وہ ہمیشہ امامت کرتی اور اذان دیتی تھیں (۱) (عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے)

سیاسی کارنامے:

صحابیاتؓ نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں چنانچہ حضرت شفاء بنت عبداللہ اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمرؓ ان کی تحسین کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے۔(۲) حضرت عمرؓ نے بسا اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔(۳)

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رقیقہؓ بنت صیفی نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں، سرور عالم ﷺ کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی (۴) چنانچہ آپ ﷺ خوابگاہ میں حضرت علیؓ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔(۵)

عورت کے سیاسی اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ دشمنوں کو پناہ دے سکتی ہے اور امام اس کے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانے میں ام ہانیؓ نے جو حضرت علیؓ کی ہمشیرہ تھیں ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا (۶)

قد اجرنا من اجرت و آمنا من امنت

"تم نے جس کو پناہ یا امان دی ہم نے بھی دی"

علمی کارنامے:

اسلامی علوم یعنی قرآت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ اور ام ورقہؓ نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔(۷) ہند

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۹۴ (۲) کتاب الام شافعی ج ۱ ص ۱۴۵ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۷۴
(۳) ایضا ص ۴۸۷ (۴) اصابہ ج ۸ ص ۳۲ (۵) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۵ (۶) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۴ (۷) فتح الباری ج ۹ ص ۷۴۷

بنت اسدؓ، ام ہشام بنت حارثہؓ، رائطہ بنت حیانؓ اور ام سعدؓ بنت سعد لن ربیع بعض حصوں کی حافظہ تھیں ام سعدؓ قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔(۱)

تفسیر میں حضرت عائشہؓ کو خاص کمال تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے آخر میں ان کا تفسیر کا معتدبہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات عموماً اور حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں(۲) حضرت عائشہؓ کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہؓ نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں ان کے علاوہ ام عطیہؓ اور اسماء بنت ابوبکرؓ، ام ہانیؓ اور فاطمہؓ بنت قیس بھی کثیر الروایہ گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہؓ کے فتاویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں (۳) حضرت ام سلمہؓ کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے حضرت صفیہؓ، حفصہؓ، ام حبیبہؓ، جویریہؓ، میمونہؓ، فاطمہ زہراؓ، ام شریکؓ، ام عطیہؓ، اسماء بنت ابوبکرؓ، لیلیٰ بنت قائفؓ، خولہؓ بنت تویتؓ، ام الدرداءؓ، عاتکہؓ بنت زید، سہلہؓ بنت سہیل، فاطمہؓ بنت قیس، زینبؓ بنت ابو سلمہؓ، ام ایمنؓ، ام یوسفؓ، ام سلمہؓ کے فتاوے ایک مختصر رسالے میں جمع کیے جا سکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہؓ کو خاص مہارت تھی، اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔ (۴)

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھیں، مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہؓ کو پوری واقفیت تھی (۵) خطابات میں اسماءؓ بنت سکن کا خاص شہرہ تھا۔(۶) تعبیر میں اسماءؓ بنت عمیس مشہور تھیں (۷)

طب اور جراحی میں رفیدہ اسلمیہؓ، ام مطاعؓ، ام کبشہؓ، حمنہ بنت جحشؓ، معاذہؓ، لیلیٰؓ، امیمہؓ، ام زیادؓ، ربیع بنت معوذؓ، ام عطیہؓ، ام سلیمؓ کو زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہؓ کا خیمہ جس میں جراح خانہ تھا۔ مسجد نبوی ﷺ کے پاس تھا۔(۸)

شاعری میں خنساءؓ، سعدیٰؓ، صفیہؓ، عاتکہؓ، امامہ مریدیہؓ، ہندؓ بنت حارث، زینبؓ بنت عوام اروی، عاتکہؓ بنت زید، ہندؓ بنت اثاثہ، ام ایمنؓ، قتیلہؓ، عبدریہ کبشہؓ بنت رافع، میمونہؓ

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۸۶ (۲) ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۲۶ (۳) اعلام الموقعین ابن قیم ج ۱ ص ۱۳ (۴) ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۲۶ (۵) مسند (۶) اصابہ ج ۸ ص ۱۲ (۷) ایضاً ص ۹
(۸) ابن سعد ج ۸ ص ۲۱۳

بلویہ، نعمؓ، رقیہؓ زیادہ نامور ہیں۔ خنساء کا جواب آج تک عورتوں میں نہیں پیدا ہوا۔ ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔

عملی کارنامے :

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے جس میں حیاکت، فلاحت، کتابت، تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں اسد الغابہ اور مسند امام احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیاتؓ عموماً کپڑا بنا کرتی تھیں، جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔(۱)

کاشت کاری تمام صحابیات نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھی۔ مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشت کاری کرتی تھیں مہاجر عورتوں میں حضرت اسماء کا بھی یہی مشغلہ تھا۔(۲)

لکھنا بہت سی صحابیات جانتی تھیں۔ حضرت شفاء بنت عبداللہؓ کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے، جنہوں نے ایام جاہلیت میں ہی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا شفاءؓ کے علاوہ حضرت حفصہؓ، ام کلثومؓ بنت عقبہ اور کریمہؓ بنت المقداد بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔(۳)

صحابیات میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں چنانچہ حضرت خدیجہؓ کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام (۴) سے تھی۔ حولاءؓ، ملیکہؓ، ثقفیہؓ اور بنت مخربہؓ عطر کی تجارت کیا کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۲، ۵۴۸)

سینا عام تھا، چنانچہ فاطمہؓ بنت شیبہ وغیرہ کے حالات سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات پر انصار کی لڑکیاں گیت گالیتی تھیں، بلکہ کبھی کبھی شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی اشعار گائے ہیں اور فریعہؓ بنت معوذؓ نے جو حدیث روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ مدینہ میں ایک بی بی تھیں جن کا نام ارنبؓ تھا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت عائشہؓ نے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کو بھیجا ہے ارنبؓ کا تذکرہ اصابہ میں آیا ہے۔ (اسد الغابہ ج ۸ ص ۴)

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۸ و مسند ج ۵ ص ۱۶۶ (۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۸۶ (۳) فتوح البلدان بلاذری ص ۴۷۷، ۴۸۷ (۴) اصابہ ج ۸ ص ۶۱

ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہؓ لحن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں اور خاص آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔ (مسند ج ٦ ص ٣٠٠، ٣٠٢)

ان صنعتوں کے علاوہ بعض صحابیات اور کام بھی جانتی تھیں، مثلاً حضرت سودہؓ طائف کی کھالیں درست کرتیں اور ان کو دباغت دیتی تھیں(۱) حضرت زینب بھی دست کار تھیں۔ (اسد الغابہ ایضاً ص ٤٦٥)

اس تمام تفصیل کے بعد اب ہم کو اس کتاب کے متعلق عرض کرنا ہے۔

انتخاب و ترتیب :

یہ کتاب صحابیاتؓ کے حالات میں ہے اور سیر الصحابہؓ کی آخری جلد ہے صحابیاتؓ کے حالات میں اگرچہ بعض مخصوص کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً ابن اثیر المتوفی ٦٣٠ھ نے تاریخ النساء کے نام سے ایک کتاب لکھی، جو ناپید ہے۔(۲) اس کے علاوہ اسماء الرجال کی تمام کتابوں میں ان کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا۔ چنانچہ ابن مندہ المتوفی ٣٩٥ھ ابو نعیم (متوفی ٤٠٣ھ) قاضی ابن عبدالبر (المتوفی ٤٦٣ھ) اور ابو موسیٰ اصفہانی (المتوفی ٥٨١ھ) نے اپنی کتابوں میں ان کے حالات لکھے ہیں۔

قاضی ابن عبدالبر کی کتاب کا نام استیعاب ہے، اس میں ٣٩٨ صحابیاتؓ کے حالات ہیں جن میں مکررات ہیں اصابہ میں لکھا ہے کہ استیعاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے خیال میں تمام صحابہؓ کا استقصاء کر لیا تھا، حالانکہ اگر صحابہ کو چھوڑ کر صرف صحابیات کو لیا جائے تب بھی یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے، طبقات الصحابہؓ میں جو محمد بن سعد زہری کاتب واقدی کی تصنیف ہے، اور تیسری صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے ٦٢٧ عورتوں کے حالات درج ہیں، جن میں ٩٣ غیر صحابیات ہیں۔ ابن سعد نے اپنی کتاب کی آٹھویں جلد مستقل عورتوں کے حالات میں لکھی ہے۔

قاضی صاحب کے بعد علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ٦٣٠ھ نے اسد الغابہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی، جس میں عورتوں کے حالات کا ایک حصہ مخصوص کیا اس میں ١٠٢٢ صحابیاتؓ کے نام ہیں۔ جن میں مکررات کے علاوہ ٧٦ مجہول عورتیں بھی ہیں۔

نویں صدی میں حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ٨٥٢ھ نے اسماء الرجال پر دو

(۱) اسد الغابہ ج ٥ ص ٤٤٠ (۲) ایضاً ص ٤٧٢

نہایت ضخیم کتابیں لکھیں۔ تہذیب التہذیب اور اصابہ فی تمیز الصحابہ، تہذیب کی بارہویں جلد کا ایک حصہ عورتوں کے حالات میں ہے جس میں ٣٢٢ عورتوں کے تذکرے ہیں۔ ان میں مکرر نام بھی آگئے ہیں اور تابعیات کے حالات بھی البتہ اصابہ کی آٹھویں جلد خاص صحابیاتؓ کے حالات میں ہے جس میں ١٥٤٥ عورتوں کا تذکرہ ہے، اس میں مکررات بھی ہیں اور کنیتیں بھی۔ اصابہ میں صحابیات کی سب سے بڑی تعداد مذکور ہے۔ (یہ تعداد تخمینی ہے)

تاہم ان تمام کتابوں میں چند خصائص مشترک ہیں (۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسماء الرجال کے مصنفین کا مقصد محض ناموں کا استقصاء ہوتا ہے ان کو اپنے مقصد کے لحاظ سے اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو واقعات ہاتھ آئے ہیں، ان سے کوئی مفید تاریخی نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ یہ بحث ان کے فن سے خارج ہے (۲) کثرت سے ان کو ایسے نام لکھنے پڑتے ہیں جن کے حالات دوسرے طریقوں سے بالکل معلوم نہیں ہوتے یہ وہ نام ہیں جو بر سبیل تذکرہ کسی حدیث میں آگئے ہیں (۳) بعض جگہ صرف کنیت یا لقب لکھ دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ ان کا کوئی حال ان کو معلوم نہ ہو سکا (۴) کہیں بالکل مبہم تذکرہ کرتے ہیں مثلاً امرأت (ایک عورت) اور اس کے بعد کوئی واقعہ لکھتے ہیں، اس سے زیادہ کا علم ہی نہیں ہوتا (۵) عموماً جن عورتوں کے حالات پہلے لکھ جاتے ہیں ان کا کنیتوں اور القاب میں دوبارہ تذکرہ کرتے ہیں جس سے تکرار پیدا ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ ان تمام کتابوں میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہے، تہذیب میں تو تابعیات تک کے حالات ہیں البتہ طبقات ابن سعد اس نکتہ چینی میں شامل نہیں ہے، وہ ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے پہلے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں، پھوپھیوں، ان کی لڑکیوں اور ازواج مطہراتؓ کے تراجم ہیں پھر قریش اور عام مہاجرات کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد انصاریاتؓ کے حالات ہیں، جن میں ہر خاندان کا ذکر جدا جدا ہے۔ آخر میں ان عورتوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بجائے ازواج مطہراتؓ سے روایت کی ہے اور یہ حصہ صحابیاتؓ سے بالکل الگ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابیات کے استقصاء اور ان کی سیرتوں کی ترتیب کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا، لیکن موجودہ زمانہ میں فن سیرت نگاری نے جو ترقی کی ہے، ان کے لحاظ سے یہ تمام کتابیں ناکافی تھیں، نیز مسلمانوں کا موجودہ تنزل ان کی کتابوں کو

نئے آب ورنگ سے پیش کرنے کا داعی تھا۔ اس بناء پر ہم نے کتب اسماء الرجال کے ساتھ صحاح ستہ اور مسند امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا مطالعہ کر کے مفید معلومات کا اضافہ کیا اور بالکل جدید انداز سے صحابیات کی سیرتیں مرتب کیں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں مناقب پر زیادہ زور دیا جاتا تھا، ہم نے ان کے بجائے مذہبی، سیاسی، علمی اور اخلاقی کارناموں پر زیادہ توجہ کی اور ان کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو ایک مردہ قوم کے قالب میں جان ڈال سکتی ہیں۔ یہ وہ خیال تھا جس نے خود بخود صحابیاتؓ کی تعداد کو گھٹادیا، جس سے ہمارا دائرہ انتخاب بھی بہت کچھ محدود ہو گیا۔

اس کتاب میں ۴۵ صحابیات کی سوانح عمریاں ہیں جو شرائط مذکورہ کے ساتھ لکھی گئی ہیں اور اس بنا پر یہ کتاب فن اسماء الرجال میں داخل ہونے کے بجائے صحابیاتؓ کی تاریخ بن گئی ہے۔ جس میں ان کے محاسن کمال کا ایک خال وخط نظر آتا ہے۔

واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مد نظر رکھی گئی ہے اور ان کو روایت ودرایت کی کسوٹی پر جانچ لیا گیا ہے، اسی بناء پر بہت سے واقعات جو عام کتابوں میں متداول ہیں، اس کتاب میں نہیں ملیں گے۔

(اس میں ناظرین کو صحابیات کے حالات میں بعض ایسی روایتیں ملیں گی جو مسائل فقہیہ کے معارض ہیں۔ اس لئے یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ یہ کتاب تذکرہ و تراجم کی ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پاکیزہ جماعت کی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے مسائل فقہیہ کی تشریح اور روایات مختلفہ کی تطبیق وترجیح اس کا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے اختلافی مسائل فقہیہ میں اس کتاب کو اپنے عمل کے لئے سند بنانا صحیح نہ ہوگا۔

ناظرین کی سہولت کے لئے اس قسم کی مندرجہ روایات پر نوٹ دے دیئے گئے ہیں۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مجھ سے تحریر میں کچھ فرد گزاشتیں ہوگئی ہوں لیکن انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے۔

وقد قال اللہ تعالیٰ :- لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

سعید انصاری
دار المصنفین اعظم گڑھ
۵ محرم ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

از علامہ سید سلیمان ندویؒ

دار المصنفین نے سیر الصحابہ کا جو سلسلہ لکھا اور شائع کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اس کو مقبولیت بخشی اور بہت سے سعادت مندوں کو اس سے علمی و عملی فائدے پہنچائے اس سے امید ہے کہ اس سلسلہ کے لکھنے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ اجر آخرت بھی ملے گا۔

اس سلسلہ کو دار المصنفین کے حسب ذیل رفقاء نے لکھ کر پورا کیا ہے۔

(۱) مولانا عبد السلام صاحب ندوی

(۲) مولانا حاجی معین الدین صاحب ندوی مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

(۳) مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی

(۴) مولانا سعید احمد انصاری صاحب

یہ سیر الصحابیات آخر الذکر رفیق کے قلم سے نکلی ہے اور یہ پہلی دفعہ آج سے ۲۳ برس پہلے ۱۳۴۱ھ میں چھپی تھی، اور اب وہ دوبارہ شائع کی جارہی ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن پر ہمارے ایک اور رفیق مولانا محمد اویس صاحب نگرامی ندوی نے نظر ثانی کی ہے، حوالوں کی تصحیح، بعض غلطیوں کی اصلاح اور بعض مطالب میں مناسب ترمیم بھی انہوں نے کی ہے جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس کے بعد اپنی افادیت میں پہلے سے بہتر اور انشاء اللہ مؤلف اور مصحح دونوں کے لئے خیر جاری ثابت ہوگی۔

مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہیں ان کے سامنے سعادت مند خواتین کا کوئی اسوہ موجود نہیں اس لئے ان کا راہ سے ہٹنا دور از عقل نہیں۔ لیکن اگر

ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس کتاب کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری‘ خدا ترسی‘ پاکیزگی‘ عفت اور اصلاح و تقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ سکتی ہیں اور دنیا و آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ

۴ شعبان ۱۳۶۳ھ

(۱) حضرت خدیجہؓ

نام ونسب :

خدیجہ نام‘ ام ہند کنیت‘ طاہرہ لقب۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی‘ قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے مکہ آکر اقامت کی۔ عبدالدار ابن قصی کے‘ جو ان کے ابن عم تھے‘ حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہؓ پیدا ہوئیں۔(۱)

سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بناء پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔(۲)

نکاح :

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لئے ورقہ بن نوفل کو جو برادرزادہ اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے‘ منتخب کیا‘ لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔(۳)

اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی‘ جس میں حضرت خدیجہؓ کے باپ لڑائی کے لئے نکلے اور مارے گئے۔(۴) یہ عام الفیل سے ۲۰ سال بعد کا واقعہ ہے۔(۵)

تجارت :

باپ اور شوہر کے مر جانے کے بعد حضرت خدیجہؓ کو سخت دقت واقع ہوئی ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دیکر مال تجارت بھیجتی تھیں۔ ایک مرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت ﷺ

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸، ۱۰ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۶۰ (۳) استیعاب ج ۲ ص ۳۷۸
(۴) طبقات ج ۸ ص ۹ (۵) ایضاً ص ۸۱ ج ۱ ق ۱

سے کہا کہ تم کو خدیجہؓ سے جا کر ملنا چاہیئے ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہوگا کہ تم بھی ساتھ جاتے۔ میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمہارے لئے سرمایہ مہیا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ ﷺ کے حسن معاملت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لیکر شام کو جائیں، جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دوں گی" آنحضرت ﷺ نے قبول فرمالیا اور مال تجارت لیکر میسرہ (غلام خدیجہؓ) کے ہمراہ بصرہ تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سالہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا۔(۱)

حضرت خدیجہؓ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آتی ہیں:

حضرت خدیجہؓ کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن کار کنان قضاو قدر کی نظر انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ مال تجارت لیکر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام بھیجا۔ نفیسہ بنت منیہ (یعلی بن امیہ کی ہمشیر) اس خدمت پر مقرر ہوئی آپ ﷺ نے منظور فرمایا(۲) اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ حضرت خدیجہؓ کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے، تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کر سکتی تھیں۔ اسی بناء پر حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست تمام مراتب طے کئے۔

تاریخ معین پر ابو طالب اور تمام روسائے خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ طلائی درہم مہر قرار پایا اور خدیجہ طاہرہؓ حرم نبوت ہو کر ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ یہ بعثت نبوی ﷺ سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔(۳)

---

(۱) طبقات ج:اق:۱ ص ۸۱ (۲) ایضاً ص:۸۲ (۳) اصابہ ج۸ ص:۶۰

اسلام:

پندرہ برس کے بعد جب آنحضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام سنایا، وہ سننے سے پہلے مؤمن تھیں کیونکہ ان سے زیادہ آپ ﷺ کے صدق دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ قصہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشة انها قالت اول ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحة فی النوم فکان لا یری رویا الاجاء ت مثل فلق الصبح، ثم حبب الیه الخلاء و کان یخلوا بغارحراء فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله و یتزود لذلك ثم یرفع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جاء الحق وهو فی غار حراء فجاء ه الملك فقال اقرأ فقلت ما ان بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذ نی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاکرم.

فرجع بها رسول الله ﷺ یرجف فؤ اده فدخل علی خدیجة بنت خویلد فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة کلا والله ما یخزیك الله ابد اانك لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علیٰ نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی ابن عم خدیجة وکان امرأ تنصر فی الجاهلیة و کان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ماشاء الله ان یکتب و کان شیخاً کبیراً قدعمی فقالت له خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن اخیك فقال له ورقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبر رسول الله ﷺ خبر مارای فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل الله علی موسیٰ یٰلیتنی فیها جذعاً یٰلیتنی اکون حیا اذ یخرجك قومك فقال رسول الله ﷺ اومخرجیّ هم. قال نعم، لم یات رجل قط بمثل ما جئت به الاعودی و ن

یدرکنی یومك انصرك نصرا مؤذرا ثم لم ینشب ورقة ان توفی وفتر الوحی (۱)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنخضرت ﷺ پر وحی کی ابتداء رؤیائے صادقہ سے ہوئی۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدہ صبح کی طرح نمودار ہو جاتا تھا اس کے بعد آپ خلوت گزین ہو گئے۔ چنانچہ کھانے پینے کا سامان لیکر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں تحنث یعنی عبادت کرتے تھے جب سامان ہو چکتا تو پھر خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جاکر مراقبہ میں مصروف ہوتے' یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ' آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں' اس نے زور سے دبایا' پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں' پھر اس نے دوبارہ زور سے دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھ' پھر میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں' اسی طرح تیسری بار دبا کر کہا پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا' جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے' آنخضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو جلال الہی سے لبریز تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ' مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ' لوگوں نے کپڑا اوڑھایا تو ہیبت کم ہو گئی۔ پھر حضرت خدیجہؓ سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا "مجھ کو ڈر ہے" حضرت خدیجہؓ نے کہا آپ متردد نہ ہوں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں' مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں' پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہبا نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے' اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے' حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ اپنے بھتیجے (آنخضرت ﷺ) کی باتیں سنو۔ بولے ابن الاخ تم نے کیا دیکھا؟ آنخضرت ﷺ نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی۔ آنخضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں۔ جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری وزنی مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لئے رک گئی۔

---

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲'۳

اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی' آنخضرت ﷺ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں۔ ابن سعد کہتے ہیں (۱)

مکث رسول اللہ ﷺ و خدیجة یصلیان سرا ماشاء اللہ

آنخضرت ﷺ اور خدیجہؓ ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے۔

عفیف کندی سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے اور حضرت عباسؓ کے گھر میں فروکش ہوئے صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر تھی' دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف آکر کھڑا ہوا۔ پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عفیف نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے حضرت عباسؓ نے جواب دیا ہاں! پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے یہ میرا بھتیجا محمد ہے' یہ دوسرا بھتیجا علیؓ ہے' اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہؓ) ہے میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے' اور وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے دنیا میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں۔ (۲)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں' درایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طرق ہیں' محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے۔ بغوی' ابویعلی اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے' حاکم' ابن خثیمہ' ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں آنخضرت ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں آنخضرت ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہؓ کا اثر کام کر رہا تھا اور پر گزر چکا ہے کہ آغاز نبوت میں جب آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھ کو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا "آپ متردد نہ ہوں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام

---

(۱) طبقات ج ۸ ص ۱۰ (۲) ایضاً ص ۱۰'۱۱

کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی اور تشفی دی۔ استیعاب میں ہے۔(۱)

فکان لا یسمع من المشرکین شیئاً یکرہ من ردعلیه و تکذیب له الافرج الله عنه بما تثبته و تصدقه و تخفف عنه و تهون علیه ما یلقی من قومه

آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ بھی پہنچتا حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔

سن ۷ نبوی میں جب قریش نے اسلام کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے حضرت خدیجہؓ بھی ساتھ آئیں' سیرت ابن ہشام میں ہے (۲)

وھی عند رسول الله ﷺ و معه فی الشعب

اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں۔

تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہؓ کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا' چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو کہ حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا تھا' تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس بھیجے' راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا اتفاق سے ابو البختری کہیں سے آگیا۔ وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو رحم آیا ابو جہل سے کہا' ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔(۳)

وفات :

حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان ۱۰ نبوی (ہجرت سے تین سال قبل)(۴) انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی' اس لئے ان کی لاش مبارک اسی طرح دفن

---

(۱) طبقات ج ۲ ص ۷٤٠ (۲) سیرت ابن هشام ج ۱ ص ۱۹۲
(۳) سیرت ابن هشام ج ۱' ص ۱۹۲ (٤) بخاری ج ۱' ص ۵۵۱

کر دی گئی۔

آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی قبر حجون میں ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔(۱)

حضرت خدیجہؓ کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آنحضرت ﷺ اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا اور اب وہ نہایت بے رحمی اور بے باکی سے آنحضرت ﷺ کو ستاتے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے تھے۔

اولاد :

حضرت خدیجہؓ کے بہت سی اولاد ہوئی۔ ابوہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے' دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا۔ آنحضرت ﷺ سے چھ (۶) اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں۔ نام حسب ذیل ہیں (۲)

(۱) حضرت قاسمؓ' آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے لڑکے تھے' ان ہی کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے صغر سنی میں مکہ میں انتقال کیا۔ اس وقت پیروں چلنے لگے تھے (۲) حضرت زینب آنحضرت کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں (۳) حضرت عبد اللہ نے بہت کم عمر پائی چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے (۴) حضرت رقیہؓ (۵) حضرت ام کلثومؓ (۶) حضرت فاطمہ زہرؓ۔ ان سب میں ایک ایک سال کا چھوٹا بڑا پا تھا۔ حضرت خدیجہؓ اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا' یعنی صاحب ثروت تھیں' اس لئے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا وہ ان کو کھلاتی تھی اور دودھ پلاتی تھی۔

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کو بعض خصوصیتیں حاصل ہیں' وہ آنحضرت ﷺ کی پہلی بیوی ہیں' وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت ابراہیمؑ کے سوا

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۸' ص ۱۱ (۲) زرقانی ج ۲ ص ۲۲۱

آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد ان ہی سے پیدا ہوئی۔

فضائل و مناقب:

ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہؓ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ ﷺ کی تائید میں نہ اٹھی۔ کوہ حرا، وادیٔ عرفات، جبل فاران، غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا۔ لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی یہ آواز حضرت خدیجہؓ طاہرہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی جو اس ظلمت کدۂ کفر و ضلالت میں انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

حضرت خدیجہؓ وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ چنانچہ مسند امام احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا "خدا میں کبھی لات و عزیٰ کی پرستش نہیں کروں گا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجئے عزیٰ کو جانے دیجئے یعنی انکا ذکر بھی نہ کیجئے"[۱] آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے ان ہی نے اس پر لبیک کہا آنحضرت ﷺ اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی، وہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے ابن ہشام میں ہے۔

وکانت له وزیر صدق علی الاسلام

وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور اس دولت و ثروت کے جو ان کو حاصل تھی حضور ﷺ کی خدمت خود کرتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ خدیجہؓ برتن میں کچھ لا رہی ہیں، آپ ان کو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔[۲]

آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن حارثہؓ سے سخت محبت تھی لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کو آزاد کیا اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت ﷺ کے غلام تھے۔

---

(۱) مسند ج ٤ ص ۲۲۲ (۲) صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۹

آنحضرت ﷺ کو بھی حضرت خدیجہؓ سے بے انتہا محبت تھی آپ ﷺ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تھا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ گو میں نے خدیجہؓ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے اس پر آپ ﷺ کو اس پر رنجیدہ کیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ "خدا نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے" (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۳)

ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت ﷺ سے ملنے آئیں اور استیذان کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی، آپ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپ جھجک اٹھے اور فرمایا "کہ ہالہ ہوں گی" حضرت عائشہؓ بھی موجود تھیں، ان کو رشک ہوا، بولیں کہ کیا آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو مر چکیں اور خدا نے ان سے اچھی آپ کو بیویاں دیں" صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی[۱] اور میری اولاد ان ہی سے ہوئی" حضرت خدیجہؓ کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے:

خیر نسائها مریم بنت عمران خیر نسائها خدیجة بنت خویلد

"عالم میں افضل ترین عورت مریمؑ اور خدیجہؓ ہیں"

ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہؓ آئیں تو فرمایا:

بشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه ولا نصب[۲]

ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت مشقت نہ ہوگی۔

---

(۱) سیرت النبی جلد دوم ص ٤٠١ طبع دوم (۲) بخاری باب تزویج النبی ﷺ خدیجة و فضلها.

(۲) حضرت سودہؓ

نام ونسب :

سودہ نام تھا۔ قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے : سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔ ماں کا نام شموس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں ان کا پورا نام ونسب یہ ہے : شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن النجار۔

نکاح :

سکرانؓ بن عمرو سے جو ان کے والد کے ابن عم تھے، شادی ہوئی۔

قبول اسلام :

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے اس بنا پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لئے آمادہ ہوئی تو اس میں حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں اور سکرانؓ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہؓ حرم نبوت بنتی ہیں :

ازواج مطہراتؓ میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں حضرت خدیجہؓ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ نہایت پریشان وغمگین تھے یہ حالت دیکھ کر خولہؓ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہؓ کے متعلق تھا آپ ﷺ کے ایماء سے وہ حضرت سودہؓ کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا **انعم صباحا** پھر نکاح کا پیغام سنایا انہوں نے کہا ہاں محمد (ﷺ) شریف کفو ہیں لیکن

سودہؓ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے اور سودہؓ کے والد نے نکاح پڑھایا چار سو درہم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (حضرت سودہؓ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ یہ کیا غضب ہو گیا چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت ونادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۶۱)

حضرت سودہؓ کا نکاح رمضان ۱۰ھ نبوی میں ہوا اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہؓ کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اس لئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہؓ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہؓ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۶ تا ۳۹ وزرقانی ج ۳ ص ۲۶۰)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہؓ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گا چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔(۱)

عام حالات :

نبوت کے تیرھویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زیدؓ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہؓ وغیرہ کو لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہؓ زہرا حضرت زیدؓ کے ہمراہ مدینہ آئیں۔

۱۰ھ ہجری میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو حضرت سودہؓ بھی ساتھ تھیں چونکہ وہ بلند وبالا اور فربہ اندام تھیں اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں، اس لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے کے قبل ان کو چلا جانا چاہئے کیونکہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہو گی۔(۲)

وفات :

ایک دفعہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سب سے پہلے کون مرے گا؟ فرمایا کہ جس کا ہاتھ

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۶۰ و طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۸ و ۳۹

(۲) صحیح بخاری ج ۱، ص ۲۲۸

سب سے بڑا ہے' لوگوں نے ظاہری معنے سمجھے' ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا حضرت سودہؓ کا تھا(۱) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ ﷺ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی۔ بہر حال واقدی نے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۵۴ ہجری بتایا ہے۔(۲) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔(۳)

حضرت عمرؓ نے ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لئے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۲۲ ہجری ہوگا خمیس میں یہی روایت ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح ہے(۴) اور اس کو امام بخاری' ذہبی' جزری' ابن عبد البر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد :

آنحضرت ﷺ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی' پہلے شوہر (حضرت سکرانؓ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا جس کا نام عبد الرحمن تھا' انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔(۵)

حلیہ :

ازواج مطہرات میں حضرت سودہؓ سے زیادہ کوئی بلند وبالا نہ تھا حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں(۶) زرقانی میں ہے کہ ان کا ڈیل لانبا تھا۔(۷)

فضل وکمال :

حضرت سودہؓ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے صحابہؓ میں حضرت عباسؓ' ابن زبیرؓ اور یحییٰ ابن عبد الرحمن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے۔

اخلاق :

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں (۸)

---

(۱) طبقات ج ۸ ص ۳۷ (۲) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۷' ۳۹ (۳) اسد الغابہ و استیعاب وخلاصہ تہذیب حالات سودہؓ (۴) زرقانی ج ۲ ص ۲۶۲ (۵) زرقانی ج ۱ ص ۲۶۰
(۶) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۷ (۷) زرقانی ج ۳ ص ۴۵۹ (۸) طبقات ج ۸ ص ۳۷

ما من الناس امرأة احب الیّ ان اکون فی مسلاخها من سودة

"سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی"

اطاعت اور فرماں برداری میں وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "میرے بعد گھر میں بیٹھنا"(۱) چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں' فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔(۲)

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور حضرت عائشہؓ کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں' ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی' لانے والے سے پوچھا' اس میں کیا ہے؟ وہ بولا درہم' بولیں' کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔(۳) طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔(۴)

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں وہ اور حضرت عائشہؓ آگے پیچھے نکاح میں آئی تھیں لیکن چونکہ ان کا سن بہت زیادہ تھا اس لئے جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شاید آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں اور یہ شرف صحبت سے محروم ہو جائیں۔ اس بناء پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔(۵)

مزاج تیز تھا' حضرت عائشہؓ ان کی بے حد معترف تھیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحرا کو جارہی تھیں' راستہ میں حضرت عمرؓ مل گئے چونکہ حضرت سودہؓ کا قد نمایاں تھا انہوں نے پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے اس لئے بولے سودہؓ تم کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہؓ کو سخت ناگوار گزرا' آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور حضرت عمرؓ کی شکایت کی اسی واقعہ کے بعد آیت

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۹۱ (۲) طبقات ج ۸ ص ۳۸ (۳) اصابہ ج ۸ ص ۱۸ (۴) ایضاً ص ۶۵ حوالہ خثیمہ (۵) صحیح بخاری و مسلم' کتاب النکاح جواز هبة نوبتها لضرتها

حجاب نازل ہوئی۔(۱)

بایں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ﷺ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا، اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ آپ ﷺ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے۔(۲)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے پاس آ رہی تھیں، دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا، تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا، دجال نے خروج کیا حضرت سودہؓ یہ سن کر گھبرا گئیں۔ ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے، قریب تھا، فوراً اس کے اندر داخل ہو گئیں حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہنستی ہوئی آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی آپ ﷺ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے یہ سن کر حضرت سودہؓ باہر آئیں تو مکڑی کا جالا بدن پر لگا ہوا تھا، اس کو باہر آکر صاف کیا۔(۳) (میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سند اضعیف ہے)

(۳) حضرت عائشہؓ

نام و نسب:

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔

حضرت عائشہؓ بعثت کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں صدیق اکبرؓ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئیں اس بنا پر حضرت عائشہؓ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۲)

---

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶ (۲) ابن سعد ج ۸ ص ۳۷ (۳) اصابہ ج ۸ ص ۶۵

حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔ وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی وائل کے بھائی افلح حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں(۱) رضائی بھائی بھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا۔(۲)

نکاح:

تمام ازواج مطہراتؓ میں یہ شرف صرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی کنواری بیوی تھیں آنحضرت ﷺ سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں لیکن جب حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہؓ بنت حکیم نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لیکر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ذکر کیا تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہؓ ان کے گھر میں گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آجائے گا۔ بہر حال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خولہ کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ سے عقد کر دیا۔ پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔ یہ سنہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس تھی۔

یہ نکاح اسلام کی سادگی حقیقی تصویر تھا عطیہ اس کا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہؓ خود کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۰)

نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کا قیام مکہ میں تین سال تک رہا۔ سنہ ۱۳ نبوی میں آپ ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ تھے اور اہل و عیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومانؓ، اسماءؓ اور عائشہؓ کو لے آئیں مدینہ میں آکر حضرت عائشہؓ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں۔ اشتداد مرض سے سر کے بال جھڑ گئے۔(۳) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم

---

(۲) بخاری ج ۱ ص ۳۲۰ (۳) ایضاً ص ۳۶۱ (۳) صحیح بخاری باب الہجرة

عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال کی تھی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آکر آواز دی، ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی، ماں کے پاس آئیں انہوں نے منہ دھویا، بال درست کئے، گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر بعد خود آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔(۱) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی۔

حضرت عائشہؓ کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی (۱) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بناء پر جب خولہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ "کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا انت اخی فی الاسلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو (۲) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہؓ کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات:

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہؓ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ میں نے عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔(۲)

غزوہ مصطلق میں کہ ۵ھ ہجری کا واقعہ ہے، حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ تھیں واپسی میں ان کا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلہ کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا تمام صحابہؓ پریشان تھے آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے اسید بن حضیرؓ نے کہا "اے آل ابوبکر! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا یعنی منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی، احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن جس

---

(۱) صحیح بخاری تزویج عائشہؓ وسیرۃ النبی ج ۲۔
(۲) بخاری ج ۲ ص ۵۸۱

واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے بعد لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ "بالکل افتراء ہے" اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۹ھ ہجری میں تحریم اور ایلاء و تخییر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہؓ کے حالات میں آئے گی البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے، دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن فاقے آتے رہتے تھے۔ ازواج مطہرات گو شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جنس سے ممتاز ہوگئی تھیں تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو سکتی تھی خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جارہا ہے اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اس کا ادنیٰ حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ان واقعات کا اقتضاء تھا کہ ان کے صبر و قناعت کا جام لبریز ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپ ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے۔ دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہوگئے لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ آنحضرت ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ ﷺ نے بالاخانہ پر تنہا نشینی اختیار کی واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی لیکن جب حضرت عمرؓ نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ آپ نے ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" یہ سن کر حضرت عمرؓ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالاخانہ سے اتر آئے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھیں" بولیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں ارشاد ہوا کہ "مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے"

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرما دیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور رسول ﷺ اور ابدی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے چونکہ حضرت عائشہؓ ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں آپ نے ان کو ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا انہوں نے کہا کہ میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول ﷺ کو لیتی ہوں" تمام اور ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۲، و صحیح مسلم باب الایلاء)

ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ ۱۳ دن علیل رہے، جن میں ۸ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عمیم کی بناء پر ازواج مطہراتؓ سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر میں رہوں گا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام فرمانے کا تھا ازواج مطہراتؓ نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔

ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات) کو آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا کہ عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا، جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۹)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر غشی طاری ہوتی تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ ﷺ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر یہ الفاظ ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ خدمت اقدس میں آئے آپ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ

میں مسواک تھی مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا حضرت عائشہؓ سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمٰنؓ سے مسواک لیکر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی آپ ﷺ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی حضرت عائشہؓ فخریہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ ﷺ نے منہ میں لگایا"

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتہ بدن کا بوجھ معلوم ہوا دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئی تھیں اور روح پاک ﷺ عالم اقدس میں پرواز کر گئی تھی حضرت عائشہؓ نے آہستہ سے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہؓ کے ابواب مناقب کے سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کا مدفن بننا نصیب ہوا اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی چونکہ ازواج مطہرات کے لئے خدا نے دوسری شادی ممنوع کر دی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہؓ نے ۴۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد وحید قرآن و حدیث کی تعلیم تھا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہؓ کے لئے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ کی جس قدر دلجوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں "ابن خطابؓ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے(۱) حضرت عمرؓ نے تمام ازواج مطہرات کیلئے دس دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کا وظیفہ بارہ ہزار تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔(۲)

حضرت عثمانؓ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہؓ مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لئے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علیؓ سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے جمل

---

(۱) مستدرک حاکم ج ۴ ص ۸ (۲) مستدرک

اونٹ کو کہتے ہیں' چونکہ حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہو گئی یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آگئی تھی۔ تاہم حضرت عائشہؓ کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضہ نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ بقیع میں اور ازواج کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے بعد ایک جرم کیا ہے۔(۱) ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں **وقرن فی بیوتکن** اے پیغمبر ﷺ کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔(۲)

حضرت علیؓ کے بعد حضرت عائشہؓ اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔

وفات:

امیر معاویہؓ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ ہجری میں حضرت عائشہؓ نے رحلت فرمائی اس وقت سڑسٹھ (۶۷) برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں قاسم بن محمدؓ' عبداللہ بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن ابی عتیقؓ' عروہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے قبر میں اتارا اس وقت حضرت ابوہریرہؓ مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اس لئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اولاد:

حضرت عائشہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی ابن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ایک ناتمام بچہ ساقط ہو گیا تھا اس کا نام عبداللہ تھا اور اسی کے نام پر انہوں نے کنیت رکھی تھی لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے تعلق سے تھی جن کو انہوں نے متبنیٰ بنایا تھا۔

حلیہ:

حضرت عائشہؓ خوش رو اور صاحب جمال تھیں' رنگ سرخ و سفید تھا۔

---

(۱) کتاب الجنائز و مستدرک حاکم ج ۴ ص ۸
(۲) طبقات ابن سعد جز ثانی

فضل و کمال:

علمی حیثیت سے حضرت عائشہؓ کو نہ صرف عورتوں پر' نہ صرف دوسری امہات المؤمنین پر نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر' بلکہ باستثنائے چند' تمام صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی جامع ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔

ما اشكل علينا اصحاب محمد ﷺ حديث قط
فسألنا عائشة الا وجدنا عندها منه علماً

"ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملے ہوں"

امام زہریؒ جو سرخیل تابعین تھے' فرماتے ہیں:

كانت عائشة اعلم الناس يسئلها الاكابر من اصحاب رسول الله ﷺ (۱)

"عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے"

عروہ بن زبیر کا قول ہے:

مارأت احدا اعلم بالقرآن ولا بفريضة ولا بحلال ولا بفقه ولا بشعر ولا بطب ولا بحديث العرب ولا نسب من عائشة

"قرآن' فرائض' حلال و حرام' فقہ' شاعری' طب' عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا"

امام زہری کی ایک شہادت ہے:

لو جمع علم الناس كلهم ثم علم ازواج النبي ﷺ فكانت عائشة وسعهم علماً

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم وسیع تر ہو گا"

حضرت عائشہؓ کا شمار مجتہدین صحابہؓ میں ہے اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند ہیں کہ بے تکلف ان کا نام حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ' عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ کے زمانہ

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ قسم ۲ ص ۲۶

میں فتویٰ دیتی تھیں اور اکابر صحابہؓ پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کئے ہیں ان کو علامہ سیوطیؒ نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے اس رسالہ کا نام عید الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہؓ علی الصحابہؓ ہے۔

حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہؓ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں ۱۷۴ حدیثوں پر شیخین نے اتفاق کیا ہے امام بخاری نے منفرداً ان سے ۵۸ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۶۸ حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سماع موتی وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحیں کی ہیں۔

طب کے متعلق وہی عام معلومات تھیں جو گھر کی عورتوں کو عام طور پر ہوتی ہیں البتہ تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات، ان کے رسم و رواج، ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بعض اہم واقعات ان سے منقول ہیں، مثلاً آغاز وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعہ افک، نزول قرآن اور اس کی ترتیب، نماز کی صورتیں، آنحضرت ﷺ کے مرض الموت کے حالات، غزوہ بدر، غزوہ احد، خندق، قریظہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے ضروری حالات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات، خلافت صدیقی، حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہراتؓ کا دعویٰ میراث، حضرت علیؓ کا ملال خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل حالات ان ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی میں موسیٰ ابن طلحہ کا یہ قول نقل ہے۔

ما رایت افصح من عائشة (مستدرک حاکم ج ٤ ص ١١)

"میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا"

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہیں تاہم جہاں حضرت عائشہؓ کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں

فمارای رویا الاجاءت مثل فلق الصبح

"آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا"

آپ ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آجاتا تھا اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں۔

مثل الجمان

"پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے"

واقعہ افک میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھیں اس کو اس طرح بیان کرتی ہیں:

ما اکتحل بنوم

"میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا"

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز تھیں جنگ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں ایک تقریر میں فرماتی ہیں:

"لوگو! خاموش، خاموش تم پر میرا مادری حق ہے، مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے سوا اس شخص کے جو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے، مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے۔ میں آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی ہوں خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مؤمن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا۔ اور پہلا

شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد اسلام کی رسی جب ہلنے ڈلنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے دونوں سرے تھام لئے جس نے نفاق کی باگ روک دی، جس نے ارتداد کا چشمہ خشک کر دیا، جس نے یہود کی آتش افروزی سرد کی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش بر آواز تھے، اس نے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا، دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے اٹھا لیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے" (عقد الفرید باب الخطیب ص: ۱۴)

حضرت عائشہؓ گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو کعب بن مالکؓ کا پورا قصیدہ یاد تھا اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس شعر تھے۔ کعبؓ کے علاوہ ان کا دیگر جاہلی اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے جن کو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں، چنانچہ وہ حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہؓ نہ صرف ان تمام علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں، چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جن کو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا وہ حسب ذیل ہیں:

عروہ بن زبیرؓ، قاسم بن محمدؒ، ابو سلمہ بن عبدالرحمنؒ، مسروقؒ، عمرۃؒ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہؒ، معاذۃ عدویہؒ

اخلاق و عادات:

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہؓ بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع

تھیں غیبت سے احتراز کرتی تھیں احسان کم قبول کرتیں اگرچہ خود ستائی ناپسند تھی تاہم نہایت خوددار تھیں، شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا۔

ان کا سب سے نمایاں وصف جود و سخا تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ (مستدرک حاکم ج: ۴ ص: ۱۳)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جو ان کے متبنی تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہئے حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ ابن زبیرؓ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے ان کا غصہ فرو ہوا۔ (صحیح بخاری باب مناقب)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے اور مجھ کو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر پڑھ لیتی تھیں۔ رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتی تھیں۔ ذکوان ان کا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتیں۔ غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سڑسٹھ (۶۷) ہے۔ (شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

(۴) حضرت حفصہؓ

نام ونسب :

حفصہؓ نام، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے حفصہؓ بنت عمرؓ ابن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا جو مشہور صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعونؓ کی ہمشیر تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ حقیقی بھائی بہن ہیں۔

حضرت حفصہؓ بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح :

پہلا نکاح خنیسؓ بن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے۔

اسلام :

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

ہجرت اور نکاح ثانی :

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی غزوہ بدر میں خنیسؓ نے زخم کھائے اور واپس آکر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمرؓ کو حفصہؓ کے نکاح کی فکر ہوئی اسی زمانہ میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی۔ انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا چند یوم کے بعد ملاقات ہوئی تو صاف انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ حضرت عمرؓ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا اس کے بعد خود رسالت پناہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا تو تم کو ناگوار گزرا لیکن میں نے اسی بنا پر جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں آپ ﷺ کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ

ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۱ و اصابہ ج ۸ ص ۵۱)

وفات :

حضرت حفصہؓ نے شعبان ۴۵ ہجری میں انتقال کیا۔ یہ امیر معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی۔ اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لے گئے ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم عبداللہ، حمزہؓ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہؓ کے سن وفات میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ جمادی الاول ۴۱ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کا سن ۵۹ سال کا تھا لیکن اگر سن وفات ۴۵ ہجری قرار دیا جائے تو ان کی عمر ۶۳ سال کی ہو گی۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۷ ہجری میں انتقال کیا یہ روایت اس بناء پر پیدا ہو گئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا حضرت حفصہؓ نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۷ ہجری میں فتح ہوا لیکن یہ سخت غلطی ہے، افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا اس دوسری فتح کا فخر معاویہؓ بن خدیج کو حاصل ہے، جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔

حضرت حفصہؓ نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمرؓ ان کی نگرانی میں دیکر گئے تھے اُن کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۷۱)

اولاد :

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل وکمال :

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں اور وہ یہ ہیں، عبداللہ بن عمرؓ حمزہؓ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت ابو عبیدؓ (زوجہ عبداللہ) حارثہؓ بن وہب، مطلب بن ابی وادعہؓ ام مبشر انصاریہ عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام (زرقانی ج ۳ ص ۲۷۱)

حضرت حفصہؓ سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں(۱) جو انہوں نے آنحضرت ﷺ اور

---

(۱) زرقانی ج۳ ص ۲۷۱

حضرت عمرؓ سے سنی تھیں۔

تفقہ فی الدین کے لئے واقعہ ذیل کافی ہے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحابؓ بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔ حضرت حفصہؓ نے اعتراض کیا خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وان منکم الا واردھا "تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہوگا" آپ ﷺ نے فرمایا ہاں' لیکن یہ بھی تو ہے ثم ننجی الذین اتقو ونذر الظالمین فیھا جثیا (پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے) (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۸۵)

اسی شوق کا اثر تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی حضرت شفاؓ کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حفصہؓ کو منتر سکھلا دو۔ (مسند امام احمد ص ۲۸۱)

اخلاق:

ابن سعد میں ان کے اخلاق کے متعلق ہے:

انھا صوامة قوامة

"وہ (یعنی حفصہؓ) صائم النہار اور قائم اللیل ہیں"۔

دوسری روایت میں ہے:

ماتت حفصة حتی ما تفطر (اصابہ ج ۸ ص ۵۲)

"انتقال کے وقت تک صائم رہیں"

اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ اس کو فتنہ سمجھ کر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے' لیکن حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ گو کہ اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک رہنا چاہئے کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہوگا اور ممکن ہے کہ تمہاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۸۹)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں' مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں بتائی تھیں' اس میں بہت سی موجود تھیں اس سے اور عبداللہ بن عمرؓ سے ایک دن راہ میں ملاقات ہوگئی' انہوں نے اس کو بہت سخت

سست کہا' اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا ابن عمرؓ نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہؓ کو خبر ہوئی تو بولیں' تم کو اس سے کیا غرض؟ تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔ (۲)

حضرت حفصہؓ کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی دوبدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ "ہم لوگ جاہلیت میں عورتوں کو ذرا برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے' اسلام نے ان کو درجہ دیا اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی ایک دن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھ کو رائے دی" میں نے کہا تم کو رائے و مشورہ سے کیا واسطہ "بولیں" ابن خطاب! تم کو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں' حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر جواب دیتی ہے' یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں" میں اٹھا اور حفصہؓ کے پاس آیا میں نے کہا بیٹی! میں نے سنا ہے تم رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہو "بولیں" ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں' تم اس عورت (حضرت عائشہؓ) کی ریس نہ کرو جس کو رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔ (بخاری ج ۲ کتاب التفسیر و فتح الباری ج ۸ ص ۵۰۴)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ رو رہی تھیں' آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو حفصہؓ نے کہا ہے کہ "تم یہودی کی بیٹی ہو" آپ نے فرمایا حفصہؓ خدا سے ڈرو پھر حضرت صفیہؓ سے ارشاد ہوا تم نبی کی بیٹی ہو' تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو' حفصہؓ تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے (۱)

ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ سے کہا کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں' ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہن بھی' حضرت صفیہؓ کو ناگوار گزرا' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو' میرے شوہر محمد ﷺ میرے باپ ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ ہیں"

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں جو

---

(۱) ترمذی باب فضل ازواج النبی ﷺ (۲) مسند ج ۶ ص ۲۸۳ و مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیاد

تقرب نبوی ﷺ میں دوش بدوش تھے اس بناء پر حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں، چنانچہ واقعہ تحریم جو ۹ھ ہجری میں پیش آیا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا۔ ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینبؓ کے پاس کہیں سے شہد آگیا تھا انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت مقررہ سے دیر ہو گئی حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا، حضرت حفصہؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا چاہیئے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے (۱) (مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں) آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۹)

يا ايها النبى لم تحرم ما احل الله لك تبتغى مرضات ازواجك

"اے پیغمبر! اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو"

کبھی کبھی (حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ میں) باہم رشک و رقابت کا اظہار بھی ہو جایا کرتا تھا ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں رسول اللہ ﷺ راتوں کو حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تا کہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں، آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہؓ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہؓ نے آپ کو نہیں پایا اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں "خداوندا! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے" (۲)

---

(۱) مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں

(۲) صحیح بخاری و سیرۃ النبی جلد دوم

(۵) حضرت زینبؓ ام المساکین

نام اور نسب :

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ "چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسی لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں، آنحضرت ﷺ سے پہلے عبداللہ بن جحشؓ کے نکاح میں تھیں عبداللہ بن جحشؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔

(اصابہ ج ۸ ص ۹۴، ۹۵ (سیرۃ النبی ج ۲)

(۶) حضرت ام سلمہؓ

نام و نسب:

ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ بنو فراس سے تھیں، اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ابو امیہ (حضرت ام سلمہؓ کے والد) مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے، اسی لئے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان ہی کے آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔ (اصابہ ج ۸ ص ۲۴۰)

نکاح :

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہؓ

کے چچازاد اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا۔

اسلام :

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

ہجرت حبشہ :

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔

ہجرت مدینہ :

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہؓ اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہؓ کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی۔ اس لئے حضرت ابو سلمہؓ ان کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے اور یہ اپنے گھر واپس آگئی تھیں (ادھر سلمہ کو ابو سلمہؓ کے خاندان والے حضرت ام سلمہؓ کے پاس سے چھین لے گئے) اس لئے ام سلمہؓ کو اور بھی تکلیف تھی۔ چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ ۷۔۸ دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا ایک دن ابطح سے انکے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ گھر آکر لوگوں سے کہا کہ "اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اسکے حوالہ کر دو، روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لیکر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے؟" کہا "مدینے کا" پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے، جواب میں بولیں "خدا اور یہ بچہ" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا، تم تنہا کبھی نہیں جاسکتیں" یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہؓ اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہؓ سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں"

یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

قبا پہنچیں تو لوگ ان کا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو ان کو یقین نہیں آتا تھا، (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفاء کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہؓ مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابو امیہ کی بیٹی ہیں، ابو امیہ چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے اس لئے حضرت ام سلمہؓ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔(۱)

وفات ابو سلمہؓ، نکاح ثانی اور خانگی حالات :

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابو سلمہؓ بڑے شہہ سوار تھے بدر اور احد میں شریک ہوئے غزوہ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی ۴ھ ہجری میں ان کا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔(۲) حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی اور آنحضرت ﷺ خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کہرام مچا تھا حضرت ام سلمہؓ کہتی تھیں "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو کہ خداوند! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابو سلمہؓ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے (نو) تکبیریں کہیں لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا! یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے وفات کے وقت ابو سلمہؓ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں آنحضرت ﷺ نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت ام سلمہؓ حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کا پیغام دیا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے انکار کیا ان کے بعد حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کا پیغام لیکر پہنچے حضرت ام سلمہؓ نے کہا مجھے چند عذر ہیں (۱) میں سخت غیور عورت ہوں (۲) صاحب عیال ہوں (۳) میرا سن زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرمایا، حضرت ام سلمہؓ کو اب عذر کیا ہو سکتا

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۰۷ (۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۳

تھا؟ اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمر تھا) کہا اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کرو۔(۱)

شوال ۴ھ ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی حضرت ام سلمہؓ کو ابو سلمہؓ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا' خداوند تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت سے تبدیل کردیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے:

فلما توفي ابو سلمة ذكرت الذي كان حدثني فقلت فلما اردت ان اقول اللهم عضني خيرا منه قلت في نفسي اعاض خيرا من ابي سلمة؟ ثم قلتها فعاضني الله محمد ﷺ

"جب ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے زیادہ بیان کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا! مجھے ابو سلمہؓ سے بہتر جانشین دے تو دل کہتا کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون مل سکتا ہے؟ لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہؓ کے جانشین آنحضرت ﷺ ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو دو چکیاں' گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا یہی سامان اور بی بیوں کو بھی عطا ہوا تھا۔ (مسند ج ۶ ص: ۲۹۵)

بہت حیادار تھیں' لہذا جب آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہؓ فرط غیرت سے لڑکی (زینبؓ) کو گود میں بٹھالیتیں آپ یہ دیکھ کر واپس جاتے حضرت عمار بن یاسرؓ کو جو حضرت ام سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے' معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین لے گئے۔ (ایضاً)

لیکن بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی اور جس طرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں نکاح سے قبل آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ان کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ کو بڑا رشک ہوا۔ ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے۔

حزنت حزنا شديدا۔ (ایضاً ج ۴. ص: ۲۴۱)

"یعنی مجھ کو سخت غم ہوا"

آنحضرت ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی' یہی وجہ ہے کہ ایک موقعہ پر جب تمام ازواج مطہراتؓ کو (سوائے حضرت عائشہؓ کے) حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض

(۱) سنن نسائی ص ۵۱۱

کرنا تھا' تو انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کو ہی اپنا سفیر بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے۔ ایک میں حضرت عائشہؓ' حضرت حفصہؓ' سودہؓ شامل تھیں دوسرے میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج تھیں' چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو زیادہ محبوب رکھتے تھے' اس لئے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیے بھیجتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ کی جماعت نے ان سے کہا۔ حضرت عائشہؓ کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کے خواہاں ہیں' اس بناء پر رسول اللہ ﷺ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ حضرت ام سلمہؓ نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا۔ تیسری مرتبہ کہا "ام سلمہؓ! عائشہ کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ' کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو(۱) حضرت ام سلمہؓ نے کہا "**اتوب الى الله عزوجل من اذاك يا رسول الله**" "میں آپ کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ شب باش ہوتے تو ان کا بچھونا (حضور ﷺ کی جانماز کے سامنے (بچھتا تھا) آنحضرت) ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے (اور یہ سامنے ہوتی تھیں)(۲)

آنحضرت ﷺ کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں حضرت سفینہؓ جو آنحضرت ﷺ کے مشہور غلام ہیں' دراصل حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے' ان کو آزاد کیا تو یہ شرط کی کہ جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی۔(۳)

عام حالات:

حضرت ام سلمہؓ کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں' فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ ﷺ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً عمار بن یاسر پر نظر پڑی' فرمایا "(افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا" (مسند ج ۲ ص ۲۸۹)

محاصرہ بنو قریظہ (۵ ھ) میں یہود سے گفتگو کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۲۲ (۳) ایضاً ص ۳۶۱

نے حضرت ابو لبابہؓ کو بھیجا تھا اثنائے مشورہ میں ابو لبابہؓ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا کہ تم لوگ قتل کئے جاؤ گے ،لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا' چند دنوں تک یہی حالت رہی' پھر توبہ قبول ہوئی آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے' اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا "ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہوگئی" عرض کی "تو کیا میں ان کو یہ مژدہ سنا دوں" فرمایا "ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہؓ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا "ابو لبابہؓ! مبارک ہو' تمہاری توبہ قبول ہوگئی اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۵۳ و ابن سعد ج ۳ ص ۵۴)

اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات بعض دور کے اعزہ و اقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں۔ اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے اس لئے ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں آیا کرتے تھے ایک دن آئے تو آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے فرمایا ان سے پردہ کرو' بولیں "وہ تو نابینا ہیں" فرمایا "تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو" (مسند ج ۶ ص ۲۹۶)

صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں صلح کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے' تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص آمادہ نہ ہوا (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں' اس لئے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہؓ سے شکایت کی' انہوں نے کہا "آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں' بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں" آپ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۸۰)

حضرت ام سلمہؓ کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۷۲)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں' مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کڑکڑاہٹ کی آواز ان کے کانوں تک آئی تھی۔ (استیعاب ج ۲ ص ۸۰۳)

۹ ھ ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھی آئے' وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں' ان سے بھی گفتگو کی' حضرت ام سلمہؓ نے جواب دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۰)

عجبالك يا ابن الخطاب دخلت في كل شئ حتى تبتغى

ان تدخل بين رسول الله ﷺ وازواجه .

"عمرؓ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔

چونکہ جواب نہایت خشک تھا اس لئے حضرت عمرؓ چپ ہوگئے اور اٹھ کر چلے آئے رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہؓ کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے۔

حجۃ الوداع میں جو ۱۰ ھ ہجری میں ہوا اگرچہ ام سلمہؓ علیل تھیں تاہم ساتھ آئیں جبہان (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام مکاتب کے پاس اسقدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد کر سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (مسند ج ۶ ص ۳۰۸' ۲۸۹)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو' تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنا' چنانچہ ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۹' ۲۲۰)

۱۱ ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ علیل ہوئے' مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت ﷺ' حضرت عائشہؓ کے مکان میں منتقل ہوگئے حضرت ام سلمہؓ اکثر آپ کو دیکھنے کے لئے جایا کرتی تھیں ایک دن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہؓ چیخ اٹھیں۔ آنحضرت

ﷺ نے منع کیا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔(۱) ایک دن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی چونکہ گوارا نہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا لیکن جب غشی طاری ہوگئی تو ام سلمہؓ اور (اسماء بنت عمیس نے دوا پلادی (۲) بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اس کا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں اسی روز حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے جو حبشہ ہو آئی تھیں وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجوں کے ہوں گے' اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا' آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنالیتے ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں' قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے۔(۳)

وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کان میں باتیں کیں تھیں حضرت عائشہؓ اسی وقت بے تابانہ پوچھنے لگیں لیکن حضرت ام سلمہؓ نے توقف کیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پوچھا۔ (طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۴۰)

۶۱ھ ہجری میں حضرت حسینؓ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں' نہایت پریشان ہیں' سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے' پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا حال ہے' ارشاد ہوا' حسینؓ کے مقتل سے واپس آرہا ہوں' حضرت ام سلمہؓ بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے(۴) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسینؓ کو قتل کیا اللہ ان کو قتل کرے اور حسینؓ کو ذلیل کیا' خدا ان لوگوں پر لعنت کرے۔ (مسند ج ۶ ص ۲۹۸)

۶۳ھ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ آگیا جہاں ابن زبیرؓ جا پناہ گزین تھے' چونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا بعض کو شبہ ہوا اور حضرت ام سلمہؓ سے دریافت کیا بولیں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیابان میں وہیں دھنس جائے گا" ام سلمہؓ نے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں لیکن قیامت کے دن اپنے نیتوں کے مطابق اٹھیں گے (حضرت ابو جعفرؓ) فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں

---

(۱) طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۱۳ (۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ و طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۳۲
(۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم (۴) صحیح ترمذی ص ۲۲۴

پیش آئے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۹۳' ۴۹۴)

وفات :

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی ۶۳ھ ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہؓ نے انتقال فرمایا اس وقت ۸۴ برس کا سن تھا حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا۔ (۱) اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابوسفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا' چونکہ حضرت ام سلمہؓ نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے' اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابوہریرہ کو بھیج دیا۔ (طبری کبیر ج ۳ ص ۲۴۴۳)

اولاد :

حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔

سلمہؓ' حبشہ میں پیدا ہوئے' آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت حمزہؓ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔

عمرؓ' آنحضرت سے حضرت ام سلمہؓ کا نکاح انہی نے کیا تھا حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں فارس اور بحرین کے حاکم تھے۔

درہ' ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے' حضرت ام حبیبہؓ نے کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں آنحضرت ﷺ سے کہا' ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے' اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔(۲)

زینبؓ' پہلے برہ نام تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے زینب رکھا۔(۳)

حلیہ :

اصابہ میں ہے :

کانت ام سلمة موصوفة بالجمال البارع

یعنی حضرت ام سلمہؓ نہایت حسین تھیں۔

ابن سعدؓ (۴) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہؓ کو ان کے حسن کا حال

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۶
(۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۴ (۳) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۲ (۴) ابن سعد ج ۸ ص ۶۶

معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں، مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند ج ۶ ص ۲۸۹)

فضل و کمال:

علمی حیثیت سے اگرچہ تمام ازواج بلند رتبہ رکھتی تھیں، تاہم حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا ان میں کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں۔ (۱)

کان ازواج النبی ﷺ یحفظن من حدیث النبی ﷺ

کثیراً ولا مثلا لعائشةؓ و ام سلمةؓ

" آنحضرت کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا"

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔

کیف نسال احداً و فینا ازواج النبی ﷺ (۲)

"آنحضرت ﷺ کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں"

حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے (۳) تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سر بر تھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں ایک مرتبہ کسی نے پوچھا آنحضرت ﷺ کیوں کر قرات کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔ (۴)

حدیث میں حضرت عائشہؓ کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا ان سے ۳۷۸ روایتیں مروی ہیں اس بناء پر وہ محدثین صحابہؓ کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا ایک دن بال گوندھوا رہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے ایھا الناس (اے لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا۔ (۵)

مجتہد تھیں، صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۲۶ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۱۷
(۳) ایضاً ص ۳۱۲ (۴) ایضاً ص ۳۰۰، ۳۰۲ (۵) ایضاً ۳۰۱

صاحب العقل البالغ والرائ الصائب (اصابہ ج ۸ ص ۲۴)

"یعنی وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں"

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے (۱) ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی کا ایک کرشمہ ہے۔

ان کی نکتہ سنجی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے آنحضرت ﷺ بھی پڑھتے تھے، چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ کے سلسلہ سے سنی تھی، مروان نے ان کے پاس تصدیق کے لئے آدمی بھیجا۔

انہوں نے کہا مجھ کو ام سلمہؓ سے یہ حدیث پہنچی ہے،

حضرت ام سلمہؓ کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا بولیں۔

یغفر اللہ لعائشة لقد وضعت امری علی غیر موضعه (۲)

"یعنی خدا عائشہ کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی"

الم اخبرھا ان رسول اللہ ﷺ قد نھی عنھما (۳)

"کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے"

حضرت ابو ہریرہؓ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ خود آنحضرت ﷺ جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا اس خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں۔ فضل بن عباسؓ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ کو زیادہ علم ہے، (۴) اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا۔ (۵)

---

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۳ (۲) مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۹ یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج ۲ ص ۲۳۹ (۳) مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۳ (۴) ایضاً ج ۶ ص ۳۰۶، ۳۰۷ (۵) ایضاً ص ۳۰۶

ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے دریافت کیا کہ (آنحضرت ﷺ کی اندرونی زندگی) کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا آپ ﷺ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔ (ایضاً ص ۳۰۹)

حضرت ام سلمہؓ جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کو تشفی ہو جائے ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا، وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آکر حضرت ام سلمہؓ کو یہ خبر سنائی تو بولیں نعم واشفیك! ذرا ٹھہرو! میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حدیث سنی ہے۔ (ایضاً ص ۲۹۷)

حضرت ام سلمہؓ کو حدیث و فقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا اور یہ وہ فن تھا جس کے حضرت حذیفہؓ عالم خصوصی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان کے پاس آئے تو بولیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا اور نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمٰنؓ گھبرا کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا:

"خدا کی قسم! سچ سچ کہنا میں انہی میں ہوں"؟ حضرت ام سلمہؓ نے کہا نہیں، لیکن تمہارے علاوہ کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔ (مسند احمد ص ۳۰۷ ج ۶)

حضرت ام سلمہؓ سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے، ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، اسامہ بن زیدؓ، ہند بنت الحارث الفراسیہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عمرؓ، زینبؓ (اولاد حضرت ام سلمہؓ) مصعبؓ بن عبداللہ (برادرزادہ) نبہانؓ (غلام مکاتب) عبداللہ بن رافعؓ، نافعؓ، شعبہؓ، پسر شعبہ، ابو بجیرؓ، خیرہؓ والدہ حسنؓ بصری، سلیمان بن یسارؓ، ابو عثمان النہدی، حمیدؓ، ابو سلمہؓ، سعیدؓ بن مسیب، ابو وائل، صفیہؓ بنت محصنؓ، شعبیؒ، عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام، عکرمہؓ، ابو بکر بن عبدالرحمٰنؓ، عثمانؓ بن عبداللہ بن مواہب، عروہ بن زبیرؓ، کریبؓ مولیٰ ابن عباسؓ، قبیصہ بن زویبؓ، نافع مولا ابن عمرؓ، یعلی بن مملک رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اخلاق وعادات:

حضرت ام سلمہؓ نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا آنحضرت ﷺ نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا (۱) ہر مہینہ میں تین دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔ (۲) ثواب کی متلاشی رہتیں۔ ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں اس بناء پر آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ مجھ کو اس کا ثواب بھی ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۸)

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں آیت تطہیر ان ہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کو بلا کر کمبل اوڑھایا اور کہا خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر" حضرت ام سلمہؓ نے یہ دعا سنی تو بولیں یا رسول اللہ! ﷺ میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں، ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہو۔ (صحیح ترمذی ص: ۵۳۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے، تو حضرت ام سلمہؓ نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (۳)

ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی، وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہؓ نے روکا کہ یہ فعل آنحضرت ﷺ کی روش کے خلاف ہے، آنحضرت ﷺ کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا ترب وجهك الله! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (۴)

فیاض تھیں اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آکر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے فرمایا بیٹا اسکو خرچ کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہؓ ایسے ہیں جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے۔ (۵)

---

(۱) ایضاً ج ۶ ص ۳۱۵، ۳۲۲ (۲) ایضاً ص ۲۸۹
(۳) ایضاً ج ۶ ص ۲۸۹ (۴) ایضاً ج ۶ ص ۳۰۱ (۵) ایضاً ص ۲۹۰

ایک مرتبہ چند فقراء جن میں عورتیں بھی تھیں' ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا ام الحسن بیٹھی تھیں' انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے کہا ہم کو اس کا حکم نہیں ہے اس کے بعد لونڈی سے کہا کہ ان کو کچھ دے کر رخصت کرو' کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ (استیعاب ج ۲ ص ۸۰۳)

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا یہ اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبرکا رکھ چھوڑے تھے جن کی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں (۱) آنحضرت ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی۔

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات (۲)

مناقب :

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس بیٹھی تھیں حضرت جبرائیلؑ آئے اور باتیں کرتے رہے ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا "ان کو جانتی ہو" بولیں دحیہ تھے لیکن جب آپ نے اس واقعہ کو لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل تھے (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے) (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۱ مطبوعہ مصر)

(۷) حضرت زینبؓ بنت جحش

نام و نسب :

زینب نام' ام الحکم کنیت' قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔ والدہ کا نام امیمہ تھا۔ جو عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں اس بناء پر حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام :

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں۔ اسد الغابہ میں ہے۔ (۳)

---

(۱) مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۶ (۲) ایضاً ص: ۳۰۱ (۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۳

کانت قدیمۃ الاسلام

"قدیم اسلام تھیں"

نکاح :

آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کے ساتھ جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے' ان کا نکاح کر دیا' اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک سطح پر لا کھڑا کر دیا ہے' اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں' لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے' کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے' قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقویٰ" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر و ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے اس بناء پر اگرچہ حضرت زیدؓ بظاہر غلام تھے' تاہم چونکہ (وہ مسلمان اور مرد صالح تھے' اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ حضرت زینبؓ کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد اور بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

تزوجھا لیعلمھا کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (ایضاً ج ۵ ص ۴۶۳)

"یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح زیدؓ سے اس لئے کیا تھا کہ ان کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں"

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا' لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی گئی حضرت زیدؓ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی اور طلاق دے دینا چاہا۔ (صحیح ترمذی ص: ۵۳۱)

جاء زید بن حارثۃ فقال یا رسول اللہ ان زینب اشتد علی لسانھا وانا اریدان اطلقھا (فتح الباری ج: ۸ ص: ۴۰۳ تفسیر سورہ احزاب)

زید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

لیکن آنحضرت ﷺ بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں قرآن مجید میں ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ

وَاتَّقِ اللّٰهَ (احزاب . ۵)

اور جب کہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لئے رہو اور خدا سے خوف کرو۔

لیکن یہ کسی طرح صحبت بر آ نہ ہو سکے۔ اور آخر حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دیدی حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی بہن تھیں اور آپ ہی کی تربیت سے پلی تھیں آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید غلام رہ چکے تھے اس لئے حضرت زینبؓ کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ

(احزاب . ۵)

"اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیئے"

آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تم زینبؓ کے پاس میرا پیغام لیکر جاؤ، زیدؓ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا۔ اور کہا زینبؓ! رسول اللہ ﷺ کا پیغام لایا ہوں" جواب ملا "میں بغیر استخارہ کئے کوئی رائے قائم نہیں کرتی" یہ کہا اور مصلی پر کھڑی ہو گئیں ادھر رسول اللہ ﷺ پر وحی آئی فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا اور نکاح ہو گیا آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیمؓ نے جو آنحضرت ﷺ کی خالہ اور حضرت انسؓ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا، غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت انسؓ کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا، ۳۰۰ آدمی شریک دعوت ہوئے کھانے کے

وقت آنحضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دی تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس چلے جاتے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۰۳ تفسیر سورہ احزاب)

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوئی رسول اللہ ﷺ فرط مروت سے خاموش تھے بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے اسی مکان میں حضرت زینبؓ بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ کی جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے اطلاع دی آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی۔

یاایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام غیر نظرین انه ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث. ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم والله لا یستحی من الحق واذا سألتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب. (احزاب . ۷)

" اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے، تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر مانگو۔

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ھ ہجری کا ہے۔

حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اٹھ گئی پردہ کا حکم ہوا نکاح کے لئے وحی الہی آئی، ولیمہ میں تکلف ہوا اسی بناء پر حضرت زینبؓ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ (ترمذی ص ۵۳۱ اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۴)

ازواج مطہرات میں جو بیبیاں حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینبؓ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔

ھی التی کانت تسامینی منھم فی المنزلة عند رسول اللہ ﷺ (۱)

"ازواج میں سے وہی رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں"

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہؓ زہرا کو اپنا سفیر بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور وہ ناکام واپس ہوئیں تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لئے حضرت زینبؓ کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لئے زیادہ موزون تھیں۔ انہوں نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہؓ اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہؓ چپ سن رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں حضرت زینبؓ جب تقریر کر چکیں تو مرضی پاکر کھڑی ہوئیں اور اس زور و شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"کیوں نہ ہو! ابو بکرؓ کی بیٹی ہے" (۲)

وفات:

آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا۔

اسرعکن لحاقابی اطولکن یداً

"تم میں مجھ سے جلدی وہ ملے گا جس کا ہاتھ لمبا ہوگا"

یہ استعارةً فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات اس کو حقیقت سمجھیں، چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں، حضرت زینبؓ اپنی فیاضی کی بناء پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا خود انتظام کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی، حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جوان کے گھر میں داخل

---

(۱) صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (۲) ایضاً

ہوا کرتا تھا چنانچہ اسامہ بن زیدؓ محمد بن عبد اللہ بن جحشؓ عبد اللہ بن ابی احمدؓ بن جحش نے ان کو قبر میں اتارا اور بقیع میں سپرد خاک کیا۔ (۱)

حضرت زینبؓ نے ۲۰ ہجری میں انتقال کیا اور ۵۳ برس کی عمر پائی، واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت ۳۵ سال کی تھی لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے عام روایت کے مطابق ان کا سن ۳۸ سال کا تھا۔

حضرت زینبؓ نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا جس کو ولید بن عبد الملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شامل کر دیا گیا۔ (طبری ص ۲۴۴۹ ج ۱۳)

حلیہ:

حضرت زینبؓ کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزون اندام تھیں۔ (۲)

فضل و کمال:

روایتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہؓ زینبؓ بنت ابی سلمہ، محمد بن عبد اللہ بن جحشؓ (برادر زادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔ رضی اللہ عنھم

اخلاق:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔

کانت زینبؓ صالحة صوامة قوامة (۳)

"یعنی حضرت زینب نیک، روزہ دار اور نماز گزار تھیں"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لم ار امراة قط خیرا فی الدین من زینبؓ واتقی اللہ واصدق حدیثا و اوصل للرحم واعظم صدقة واشد ابتذالا لنفسھا فی العمل الذی تصدق بہ و تقرب بہ الی اللہ ما عدا سورة من حدة کانت فیھا تسرع منھا الفیئة (۴)

"یعنی میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست

---

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۱۔ مسلم ص ۳۴۹ ج ۲، اسد الغابہ ص ۴۶۵ ج ۵
(۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۸۳ (۳) زرقانی بحوالہ ابن سعد (۴) مسلم ج ۲ ص ۳۳۵ (فضل عائشہ)

گفتار، زیادہ فیاض، مخیر اور خدا کی رضاجوئی میں زیادہ سر گرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی، جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔"

حضرت زینبؓ کا زہد و تورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ شریک تھیں آنحضرت ﷺ نے ان سے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

ماعلمت الا خیراً

"مجھ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں"

حضرت عائشہؓ کو انکے اس صدق و اقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے حضرت زینبؓ اس معاملہ میں کچھ بول اٹھیں حضرت عمرؓ نے ڈانٹا آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو، یہ اواہ (۱) ہیں (یعنی خاشع و متضرع ہیں)

نہایت قانع اور فیاض طبع تھیں، خود اپنے دست وبازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقراء اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہو گئی اور وہ گھبرا گئے (۲) ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کا سالانہ نفقہ بھیجا انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دو برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا! اس سال کے بعد میں عمرؓ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں گی اور دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہو گیا۔ (۳)

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۹۳
(۲) اصابہ ص: ۱۱۳ ج: ۸ بحوالہ ابن سعد
(۳) ابن سعد ج ۸ ص ۷۸

(۸) حضرت جویریہؓ

نام ونسب:

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔ حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہؓ کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج: ۲ ق: ۱ ص: ۴۵)

نکاح:

حضرت جویریہؓ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی:

حضرت جویریہؓ کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں، آنحضرت کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے، بریدہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا ۲ شعبان ۵ھ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے، پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے پہنچ چکیں تھیں اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعتہً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوئے جن کی تعداد تقریباً ۶ سو تھی غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں ابن اسحٰق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے حضرت جویریہؓ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ "مکاتبت کرلو" یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو" ثابت نے ۹ اوقیہ سونے

پر منظور کیا حضرت جویریہؓ کے پاس روپیہ نہ تھا چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، آنحضرت ﷺ کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہؓ بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحٰق نے حضرت عائشہؓ کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہؓ نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا، غرض وہ آنحضرت کے پاس گئیں آپ ﷺ نے فرمایا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کہ تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں" حضرت جویریہؓ راضی ہو گئیں آپ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی اور ان سے شادی کر لی۔

لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہؓ کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا حضرت جویریہؓ جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ "میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے، میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے حارث نے جا کر جویریہؓ سے کہا کہ محمد ﷺ نے تیری مرضی پر رکھا ہے، دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا انہوں نے کہا "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے ان کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔(۱)

حضرت جویریہؓ سے جب آپ ﷺ نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے، دفعتہً رہا کر دیئے گئے فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔(۲)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے

---

(۱) ابن سعد ج ۸ ص ۸۴
(۲) ابو داؤد کتاب العتاق ج ۲ ص ۱۰۵، طبقات ج ۲ ق ۱ ص ۴۶، صحیح مسلم ص ۶۱

حق میں مبارک نہیں دیکھا ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۲۰)

حضرت جویریہ کا نام برہ تھا آنحضرت ﷺ نے بدل کر جویریہؓ رکھا کیونکہ اس میں بد فالی تھی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱)

وفات:

حضرت جویریہؓ نے ربیع الاول سنہ ۵۰ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کا سن ۶۵ برس تھا مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حلیہ:

حضرت جویریہؓ خوبصورت اور موزون اندام تھیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔(۱)

كانت امرأة حلوة ملاحة لا يراها احد الا اخذت بنفسه

فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس، جابر، ابن عمر، عبید بن السباق، طفیل، ابو ایوب، مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبد اللہ بن شداد بن الہاد کریب (رضی اللہ عنہم)

اخلاق:

حضرت جویریہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں آنحضرت ﷺ گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ (ترمذی ص ۵۹۰)

جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں حضرت جویریہؓ سے دریافت کیا کل روزہ سے تھیں؟ بولیں "نہیں" فرمایا "تو کل رکھو گی؟" جواب ملا "نہیں" ارشاد ہوا "تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے" (بخاری ج ۱ ص ۲۶۷)

(دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا اس لئے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے ائمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالکؒ سے بھی جواز کی روایت ہے بعض

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۲۰

شافعیہ نے اس سے روکا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۴ ص ۲۰۴، امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملالیا جایا کرے (بذل المجہود جلد ۳ ص ۱۶۹) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق ہے اور دونوں سے اس کا تعلق نہیں ہے)

آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی اور ان کے گھر آتے جاتے تھے، ایک مرتبہ آکر پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملا، میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا "اسے اٹھالاؤ کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا اس کو پہنچ چکا" (۱)

(۹) حضرت ام حبیبہؓ

نام ونسب:

رملہ نام، ام حبیبہؓ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے: رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا جو حضرت عثمانؓ کی حقیقی پھوپھی تھیں حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (۲)

نکاح:

عبیداللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ (۳)

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور حبش کو ہجرت کی حبش میں جاکر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا ام حبیبہؓ سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آگیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو عبیداللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی مے نوشی کی عادت ہو گئی آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ (۴)

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۴۰۰ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۸۴
(۳) ایضاً (۴) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۶ بحوالہ ابن سعد

نکاح ثانی:

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہؓ کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہؓ جہاز میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ پر اتریں، آنحضرت اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ ۷ ہجری یا ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ (۱) اس وقت حضرت ام حبیبہؓ کی عمر ۳۶، ۳۷ برس کی تھی۔

حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے متعلق مختلف روایتیں ہیں، ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روایتوں کے مطابق ہے البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحب زادیوں کا مہر چار چار سو درہم تھا۔ اس بناء پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے، اس موقع پر ہم کو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابو سفیان کو نظر اٹھا کے دیکھنا اور اس کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بناء پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ۳ چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہؓ سے شادی کر لیجئے آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی (۲) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہؓ ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں، لیکن یہ راوی کا وہم ہے، چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی، ابن اثیر، بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں کی ہیں اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات:

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے بھائی امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ ہجری

---

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۲۷ (و تاریخ طبری واقعات ۶ ہجری) (۲) مسلم ج ۲ ص ۳۶۱

میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں اس وقت ۷۳ برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے مکان میں تھی (حضرت علیؓ بن حسینؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے مکان کا ایک گوشہ کھدولیا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ " رملہ بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا۔(۱)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا (کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں کبھی ہو جایا کرتا تھا) اس لئے مجھ کو معاف کر دو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی) تو بولیں تم نے مجھ کو خوش کیا خدا تم کو خوش کرے۔(۲)

اولاد :

پہلے شوہر سے دو لڑکے پیدا ہوئے عبداللہ اور حبیبہ، حبیبہؓ نے نبوت کی آغوش میں تربیت پائی اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ :

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابو سفیان کی زبانی منقول ہے۔(۳)

عندی احسن العرب واجمله ام حبیبه

"میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے"

فضل و کمال :

حضرت ام حبیبہؓ سے حدیث کی کتابوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں راویوں کی تعداد بھی کم نہیں بعض کے نام یہ ہیں حبیبہؓ (دختر) معاویہ اور عتبہؓ پسران ابو سفیانؓ، عبداللہ بن عتبہ ابو سفیان بن سعید ثقفی (خواہر زادہ) سالم بن سوار (مولیٰ) ابو الجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابو سلمہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ابو صالح السمان، شہر بن حوشب

اخلاق :

حضرت ام حبیبہؓ کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب

---

(۱) استیعاب ج ۲ ص ۷۵۰ (۲) اصابہ جلد ۸ ص ۸۵ بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جز نساص ۷۱)
(۳) صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۶۱

ان کے باپ (ابو سفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے حضرت ام حبیبہؓ نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا ابو سفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا (اسقدر عزیز ہے! بولیں یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں، ابو سفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی) (اصابہ ج:۸ ص ۸۵ بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں، ان کے بھانجے ابو سفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو لیکر کلی کی تو بولیں تم کو وضو کرنا چاہئیے، کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔(۱) یہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا، پھر حضور ﷺ نے اس کو باقی نہیں رکھا حضور ﷺ اور صحابہؓ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے (اور اگر پہلے سے وضو ہوتا) تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اسی قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہؓ کے حالات میں آئندہ ملے گی)

ابو سفیان کا انتقال ہوا تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ کسی پر تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے (البتہ شوہر کے لئے چار مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہئیے) (بخاری ج ۲ ص ۸۰۳)

آنحضرت ﷺ سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں فما برحت اصلیهن بعد! میں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں، اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اویس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانے میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔ (مسند ج ۶ ص ۳۲۷)

فطرۃً نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیجئے "فرمایا کیا یہ تمہیں پسند ہے؟" بولیں (ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں اس لئے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کے سعادت میں میرے ساتھ

---

(۱) مسند ج ۲ ص ۳۲۶

میری بہن بھی شریک ہو) (۱)

(۱۰) حضرت میمونہؓ

نام ونسب :

میمونہ نام، قبیلہ قریش سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے : میمونہ بنت حارث بن حزن ابن مجیر بن ہزم بن روبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمتہ بن خصیفہ بن قیس بن عیلان بن مضر والدہ قبیلہ حمیر سے تھیں ان کا نام و نسب حسب ذیل ہے :

ہندبنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطتہ بن جرش۔

نکاح :

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا (۲) لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی پھر ابو درہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابو درہم نے ۷ھ ہجری میں وفات پائی تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے انتساب کی کوشش کی۔

آنحضرت ﷺ ذوالقعدہ ۷ھ ہجری میں عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے، اسی احرام کی حالت میں حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا، (۳) حضرت عباسؓ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔ (۴) آنحضرت ﷺ عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ واپس ہوئے تو سرف میں جو مدینہ کے راستے پر مکہ سے دس میل ہے (۵) قیام فرمایا، ابو رافع (آنحضرت ﷺ کے غلام) حضرت میمونہؓ کو لیکر سرف پہنچے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی (۶) یہ آنحضرت ﷺ کا آخری نکاح تھا (۷) اور حضرت میمونہؓ سب سے آخری بیوی تھیں۔

وفات :

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور سرف ہی میں انہوں نے انتقال بھی کیا (۸) حضرت ابن عباسؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا صحاح میں ہے

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۷٦٤ (باب و امهاتکم التی ارضعنکم و یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب)

(۲) زرقانی ص ۲۸۸ ج ۳ (۳) بخاری ص ٦۱۱ ج ۲ (٤) نسائی ص ۵۱۳ (۵) تهذیب ٤۵۳ ج ۱۲ (٦) ابن سعد ص ۸۹ ج۲ ق ۱ (۷) ذیل المذیل طبری ج ۱۳ ص ۲٤۵ (۸) بخاری ج: ۲ ص ٦۱۱ و مسند احمد ج ٦ ص ۳۳۳۔

کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا "یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں" جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو باادب آہستہ لے چلو (۱) "سال وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

فضل وکمال :

حضرت میمونہؓ سے (۴٦) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بعض سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ پراگندہ ہوئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار میری کنگھا کرتی تھیں اور (آج کل ان کے ایام کا زمانہ ہے) بولیں کیا خوب! آنحضرت ﷺ ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتے تھے، اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے، بیٹا! کہیں یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے۔ (۲)

حضرت میمونہؓ سے جن بزرگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں :

حضرت ابن عباسؓ، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبدالرحمٰن بن السائب یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبید اللہ الخولانی (ربیب تھے) ندبہ (کنیز تھیں) عطا بن یسار، سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس، کریب (ابن عباس کے غلام) عبیدہ بن سباق، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ غالیہ بنت سبیع۔

اخلاق :

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

انها کانت اتقانا الله واوصلنا للرحم (اصابہ ج۸ ص ۱۹۲، بحوالہ ابن سعد

"میمونہ خدا سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں"

احکام نبوی ﷺ کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی، ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہ ابن عباسؓ کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے بچھونے دور دور بچھے ہیں، خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش ہو گئی ہے، لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ (بیوی کے ایام کا زمانہ ہے) اپنا بستر ان سے الگ کر لیتے ہیں آکر حضرت میمونہؓ سے بیان کیا تو بولیں ان سے جا کر کہو کہ رسول

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۷۵۸۔

(۲) مسند ج ۱٦ ص ۳۳۱

اللہ ﷺ کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگوں کے بچھونوں پر آرام فرماتے تھے۔ (مسند ج ۶ ص ۳۳۲)

ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جاکر نماز پڑھے گی، خدا کی شان وہ اچھی ہو گئی اور سفر کی تیاریاں شروع کیں جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کے پاس آئی تو بولیں، تم یہیں رہو اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ (ایضاً ص ۳۳۳)

حضرت میمونہؓ کو غلام آزاد کرنے کا بہت شوق تھا، ایک لونڈی کو آزاد کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تم کو اس کا اجر دے) (ایضاً ص ۳۳۲)

حضرت میمونہ کبھی کبھی قرض لیتی تھیں ایک بار زیادہ رقم قرض لے لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا "آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے" (ایضاً)

(۱۱) حضرت صفیہؓ

نام ونسب:

اصلی نام زینبؓ تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا تھا صفیہ کہتے تھے اس لئے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہؓ کو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے باپ کا نام حی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور حضرت ہارونؑ کی نسل میں شمار ہوتا تھا ماں جس کا نام ضرد تھا، سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح:

حضرت صفیہؓ کی شادی پہلے اسلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی اسلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا

کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا، حضرت صفیہؓ کے بھائی اور باپ بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ کلبی نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے انتخاب کرنے کی اجازت دی انہوں نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہ کو دے دیا وہ تو صرف آپ کے لئے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں، چنانچہ حضرت دحیہؓ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہؓ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا (۱)

خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی (۲) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے ان کو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں۔ (طبقات ج ۸ جزء نساء ص ۸۶)

عام حالات:

حضرت صفیہؓ کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے ایام محاصرہ میں جو ۳۵ھ ہجری میں ہوا تھا حضرت صفیہؓ نے ان کی بے حد مدد کی تھی، جب حضرت عثمانؓ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آکر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہؓ نے کہا، مجھ کو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں، میں واپس جاتی ہوں، تم خچر کو چھوڑ دو، گھر واپس آئیں تو حضرت حسنؓ کو اس خدمت پر مامور کیا اور وہ انکے مکان سے حضرت عثمانؓ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج ۱ ص ۱۲۷ بحوالہ ابن سعد)

وفات:

حضرت صفیہؓ نے رمضان ۵۰ھ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال کی تھی، ایک لاکھ ترکہ چھوڑا اور ایک ثلث کے لئے اپنے یہودی بھانجے کے لئے وصیت کر گئیں۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۹۶)

---

(۱) بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی العقد، مسلم ج ۱ ص ۵۴۶ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۱۲۶

حلیہ:

کوتاہ قامت اور حسین تھیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۵۴۸)

فضل وکمال:

حضرت صفیہؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت زین العابدینؒ اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہؓ بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہؓ بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں صہیرہؓ کا بھی یہی مقصد تھا اس لئے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کئے ایک فتویٰ نبیذ کا تھا حضرت صفیہؓ نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں۔(۱)

اخلاق:

حضرت صفیہؓ میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے اسد الغابہ(۲) میں ہے:

كانت عاقلة من عقلاء النساء

"وہ نہایت عاقلہ تھیں۔"

زرقانی میں ہے: (۳)

كانت صفية عاقلة حليمة فاضلة

"یعنی صفیہ عاقل، فاضل اور حلیم تھیں"

حلم وتحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آرہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبیں تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ نے ان کو یہودیہ کہا ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمرؓ سے جا کر ان کی شکایات کیا کرتی تھی، چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لئے ایک شخص

---

(۱) مسند جلد ۶ ص ۳۷۷ (۲) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۰ (۳) زرقانی ج ۳ ص ۷۲۹۶

کو بھیجا حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں اس کے بدلے خدا نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے، البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں وہ میرے خویش واقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا" حضرت صفیہؓ خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔(۱)

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش! آپ کی بیماری مجھ کو مل جاتی" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں (۲) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے ایک بار آپ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں حضرت صفیہؓ کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہو گیا حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ تھے آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ ایک اونٹ صفیہ کو دے دو انہوں نے کہا کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے (۳) ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے ان کی قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے (۴) (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے)

ایک بار آپ ﷺ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ رو رہی ہیں، آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا "عائشہؓ اور حفصہؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں ہم آپ ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچا زاد بہن بھی ہیں" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ "ہارونؑ میرے باپ، موسیٰؑ میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اس لئے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔(۵)

سفر حج میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا تھا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں، آپ نے رداء اور

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۱۲۷ زرقانی ج ۳ ص ۲۹۶ (۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۹۶ بحوالہ ابن سعد
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۱۲۶ بحوالہ ابن سعد وزرقانی ج ۳ ص ۲۹۶ (۴) ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۳
(۵) ترمذی ص ۶۳۸ باب فضل ازواج النبی

دست مبارک سے ان کے آنسو پوچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔(۱)

حضرت صفیہؓ سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں‘ چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کو اپنے سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔(۲)

کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس تحفۃً بھیجا کرتی تھیں‘ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اس کا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

(۱۲) حضرت زینبؓ

نام ونسب:

آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں‘ بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئیں۔

نکاح:

ابو العاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات:

نبوت کے تیرہویں سال جب آنحضرت ﷺ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل وعیال مکہ میں رہ گئے تھے حضرت زینبؓ بھی اپنی سسرال میں تھیں غزوہ بدر میں ابو العاص کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے عبداللہ بن جبیر انصاری نے ان کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہا کئے گئے کہ مکہ جاکر حضرت زینبؓ کو بھیج دیں گے۔(طبقات ج۸ ص ۲۰)

ابو العاص نے مکہ جاکر حضرت زینبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا‘ چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا‘ کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا‘ ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ سے زمین پر گرادیا وہ حاملہ تھیں‘ حمل ساقط ہوگیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ "اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا" لوگ ہٹ گئے تو ابو سفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا "تیر روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے" انہوں نے تیر

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۹۶ (۲) زرقانی ج: ۳ ص: ۲۹۶

ترکش میں ڈال دیئے ابو سفیان نے کہا محمد ﷺ کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے‘ ہم کو زینبؓ کے روکنے کی ضرورت نہیں جب شور وہنگامہ کم ہو جائے اس وقت چھپے چوری لے جانا" کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینبؓ کو لے کر مکہ واپس آئے۔ چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے زید بن حارثہؓ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بھیج دیا تھا وہ بطن یاجج میں تھے کنانہ نے زینبؓ کو ان کے حوالہ کیا وہ ان کو لے کر روانہ ہوگئے۔(۱)

حضرت زینبؓ مدینہ میں آئیں اور اپنے شوہر ابو العاص کو حالت شرک میں چھوڑا جمادی الاولیٰ ۶ھ ہجری میں ابو العاص‘ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ۱۷۰ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ مقام عیص میں قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار کئے گئے اور مال واسباب لوٹ میں آیا ان ہی میں ابو العاص بھی تھے ابو العاص آئے تو حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی اور ان کی سفارش سے آنحضرت ﷺ نے ان کا مال بھی واپس کر دیا ابو العاص نے مکہ جاکر لوگوں کی امانتیں حوالہ کیں اور اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں آئے حضرت زینبؓ نے ان کو حالت شرک میں چھوڑا تھا اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہوگئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو حضرت زینبؓ دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کوئی جدید نکاح نہیں ہوا‘ لیکن دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے لیکن فقہاء نے دوسری صورت پر عمل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا‘ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو نکاح اول سے تعبیر کیا ورنہ بعد تفریق نکاح ثانی ضروری ہے۔

ابو العاصؓ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔(۲)

---

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۲۳ (۲) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۱

وفات:

نکاح جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں اور ۸ھ ہجری میں انہوں نے انتقال کیا حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور ام عطیہؓ نے غسل دیا جس کا طریقہ خود آنحضرت ﷺ نے بتلا دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، خود قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔(۱)

اولاد:

حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑی، علیؓ اور امامہؓ، علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہنچے، ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی فتح مکہ میں یہی آنحضرت ﷺ کے ردیف تھے امامہ عرصہ تک زندہ رہیں اور ان کا حال آگے آئے گا۔

اخلاق و عادات:

آنحضرت ﷺ اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھیں حضرت انسؓ نے ان کو ریشمی چادر اوڑھے دیکھا تھا، جس پر زرد دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔(۲)

(۱۳) حضرت رقیہؓ

نام و نسب:

مشہور روایت کے مطابق یہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں جو قبل نبوت پیدا ہوئیں۔

نکاح:

پہلے ابولہب کے بیٹے (عتبہ) سے شادی ہوئی یہ قبل نبوت کا واقعہ ہے آنحضرت ﷺ کی تیسری صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوئی تھی

اسلام:

جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ نے دعوت اسلام کا اظہار فرمایا تو

(۱) طبقات ج ۸ ص ۲۴ بخاری ج ۱ ص ۱۶۷ و مسلم ج ۱ ص ۳۴۶ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۸ (۲) طبقات ج ۸ ص ۲۲

ابولہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا "اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی آنحضرت ﷺ نے حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی۔

عام حالات:

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمانؓ نے حبش کی طرف ہجرت کی حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئیں، جب واپس آئیں تو مکہ کی سرزمین پہلے سے زیادہ خونخوار تھی چنانچہ دوبارہ ہجرت کی مدت تک آنحضرت ﷺ کو ان کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا ایک عورت نے آکر خبر دی کہ "میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے" آنحضرت ﷺ نے دعا دی اور فرمایا کہ ابراہیم اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بی بی کو لیکر ہجرت کی ہے۔(۱)

اس مرتبہ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں، جب یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھیں مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی جہاں انہوں نے حضرت حسانؓ کے بھائی اوس بن ثابتؓ کے گھر میں قیام کیا۔

وفات:

۲ھ ہجری میں جو غزوہ بدر کا سال تھا۔ حضرت رقیہؓ کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی آنحضرت ﷺ اس زمانہ میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غزوہ کو روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا(۲) عین اسی دن جس دن زید بن حارثہؓ نے مدینہ میں آکر فتح کا مژدہ سنایا حضرت رقیہؓ نے وفات پائی، آنحضرت ﷺ غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے، لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "عثمانؓ ابن مظعون پہلے جاچکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ" اس فقرہ نے عورتوں میں کہرام برپا کر دیا حضرت عمرؓ کوڑا لے کر مارنے کے لئے اٹھے آپ نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "رونے میں کچھ حرج نہیں لیکن نوحہ و بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہیئے" سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہراؓ بھی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں وہ قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۷ (۲) بخاری ج ۱ ص ۴۴۲

اولاد :

حبش کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام عبداللہ تھا حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبداللہ اسی کے نام پر تھی چھ سال تک زندہ رہا ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرہ پر چونچ ماری اور جاں بحق تسلیم ہو گیا یہ جمادی الاول ۴ھ ہجری کا واقعہ ہے عبداللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حلیہ :

حضرت رقیہؓ خوب رو اور موزون اندام تھیں۔ زرقانی میں ہے۔(۱)

کانت بارعة الجمال

"وہ نہایت جمیل تھیں"

(۱۴) (۳) حضرت ام کلثومؓ

نام ونسب :

یہ تیسری صاحب زادی ہیں اور کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔

نکاح :

۳ھ ہجری میں جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کر لیا بخاری میں ہے کہ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمانؓ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا "میں تم کو عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمانؓ کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں تم اپنی لڑکی کی مجھ سے شادی کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کر دیتا ہوں" بہر حال نکاح ہوا اور نکاح کے بعد ام کلثومؓ ۶ برس تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہیں۔

وفات :

شعبان ۹ھ ہجری میں وفات پائی آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابو طلحہؓ، حضرت علیؓ، فضل

---

(۱) استیعاب ج ۲ ص ۷۴۷، طبقات ج ۸ ص ۲۴ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۶، ۴۵۷ زرقانی ج ۳ ص ۲۶۲

بن عباس اور اسامہؓ بن زید نے قبر میں اتارا۔(۱) طبقات ج ۸ ص ۲۵، ۲۶، بخاری ج ۱ ص ۱۷۱

اولاد :

کوئی اولاد نہیں ہے۔

(۱۵) (۴) حضرت فاطمہ زہرا

نام ونسب :

فاطمہؓ نام زہرا لقب تھا۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے کم سن تھیں سن ولادت میں اختلاف ہے ایک روایت ہے کہ ۱ھ بعثت میں پیدا ہوئیں۔ ابن اسحق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر میں ہوئی تھی اس بناء پر بعضوں نے دونوں روایتوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ ۱ھ بعثت کے آغاز میں حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئی ہوں گی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے اس لئے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہو گا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر جب ہو رہی تھی، پیدا ہوئیں بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال پیشتر پیدا ہوئیں۔

نکاح :

حضرت فاطمہؓ جب مشہور روایت کے مطابق ۱۸ سال اور اگر ۱ھ بعثت کو ان کا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئیں تو ذی الحجہ ۲ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو خدا کا حکم ہو گا، پھر حضرت عمرؓ نے جرأت کی۔ ان کو بھی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا، بلکہ وہی الفاظ فرمائے لیکن بظاہر یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی، حافظ ابن حجر نے اصابہ میں ابن سعد کی اکثر روایتیں حضرت فاطمہؓ کے حال میں روایت کی ہیں اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

بہر حال حضرت علیؓ نے جب درخواست کی تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی مرضی دریافت کی وہ چپ رہیں یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا "اور

وہ حطمیہ زرہ کیا ہوئی؟" (جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا بس وہ کافی ہے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس کو ۴۸۰ درہم پر فروخت کیا اور قیمت لاکر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دی آنحضرت ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔

زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علیؓ کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی، حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہؓ زہرا کے نذر کیا حضرت علیؓ اب تک آنحضرت ﷺ کے پاس رہتے تھے شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر کرلیں حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے متعدد مکانات تھے جن میں سے وہ کئی آنحضرت ﷺ کو نذر کرچکے تھے حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ ان ہی سے کوئی مکان دلوا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہاں تک' اب ان سے کہتے شرم آتی ہے حارثہؓ نے سنا تو دوڑے آئے کہ حضور ﷺ میں اور میرے پاس جو کچھ ہے' سب آپ کا ہے خدا کی قسم میرا جو مکان آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کردیا حضرت فاطمہؓ اس میں اٹھ گئیں

شہنشاہ مدینہ (ﷺ) نے سیدہ عالمؓ کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی' چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے' ایک چھاگل' دو مٹی کے گھڑے' ایک مشک اور دو چکیاں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

حضرت فاطمہؓ جب نئے گھر میں جالیں تو آنحضرت ﷺ انکے پاس تشریف لے گئے دروازے پر کھڑے ہو کر اذن مانگا' پھر اندر آئے ایک برتن میں پانی منگولیا دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علیؓ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا' پھر حضرت فاطمہؓ کو بلایا وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں۔ ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔(۱)

داغ بے پدری:

حضرت فاطمہؓ کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی جب رسالت مآب ﷺ نے رحلت فرمائی حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اب صرف وہی باقی رہ گئی تھیں اس لئے ان کو صدمہ بھی اوروں سے زیادہ ہوا وفات سے پہلے ایک دن آنحضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا' تشریف لائیں' تو ان سے کچھ کان میں

---

(۱) یہ تمام تفصیل بخاری ج ۲ ص ۵۷۱ 'طبقات ابن سعد ج ۸ زرقانی ج ۲ اور اصابہ ج ۸ سے ماخوذ ہے۔

باتیں کیں، وہ رونے لگیں، پھر بلاکر کچھ کان میں کہا تو ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو کہا "پہلی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا جب میں رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تمہیں مجھ سے آکر ملوگی تو ہنسنے لگی۔"(۱)

وفات سے پہلے جب بار بار آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہؓ یہ دیکھ کر بولیں واکرب اباہ۔ ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپ ﷺ نے فرمایا "تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا(۲) آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا (۳) بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہؓ نعش مبارک کو دفن کرکے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: "کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟"(۴)

آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا۔ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ' ازواج مطہراتؓ۔ یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے حضرت فاطمہؓ کا بھی ایک قائم مقام موجود تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کی جائیداد خالصہ جائیداد تھی۔ اور اس میں قانون وراثت جاری نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں لیکن دقت یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء جو متروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اس بناپر میں اس جائیداد کو کیوں کر تقسیم کرسکتا ہوں' البتہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اہل بیت جس حد تک اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس گفتگو کا حضرت فاطمہؓ کو سخت قلق ہوا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس قدر ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک ان سے گفتگو نہیں کی (۵) (طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ بعد کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راضی ہوگئیں تھیں)

وفات:

آنحضرت ﷺ کے انتقال کو ۶ ماہ گزرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ ہجری میں حضرت فاطمہؓ نے وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی کہ "میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آکر ملوگی" پوری ہوئی یہ منگل کا دن تھا اور رمضان کی تیسری تاریخ

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۳۸ (۲) بخاری ج ۲ ص ۶٤۱ (۳) اسدالغابہ ج ۵ ص ۵۲٤
(٤) بخاری ج ۲ ص ۶٤۱ (۵) بخاری ج ۲ ص ۵۲۶' ج ۲ ص ۶۰۹

تھی اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا تھا لیکن اگر دوسری روایتوں کا لحاظ کیا جائے تو اس سے مختلف ثابت ہوگا' چنانچہ ایک روایت میں ۲۴ سال' ایک میں ۲۵ سال اور ایک میں ۳۰ سال مذکور ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت (۲۹ سال) زیادہ صحیح ہے اگر ۴۱ (محمدی) کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اس وقت ان کا یہ سن نہیں ہو سکتا تھا البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کی جائے تو اس سن کو سال ولادت قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے کہ پانچ برس قبل نبوت میں پیدا ہوئیں تو اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا ہو سکتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی تجہیز و تکفین خاص جدت کی گئی' عورتوں کے جنازہ پر جو آج کل پردہ لگانے کا دستور ہے اس کی ابتداء ان ہی سے ہوئی۔ اس سے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھلا ہوا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت فاطمہؓ کے مزاج میں انتہاء کی شرم و حیاء تھی' اس لئے انہوں نے حضرت اسماءؓ بنت عمیس سے کہا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کو میں ناپسند کرتی ہوں اسماءؓ نے کہا جگر گوشہ رسول ﷺ! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے آپ کہیں تو اس کو پیش کروں یہ کہہ کر خرمے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا' جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی' حضرت فاطمہؓ بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے' حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت زینبؓ کا جنازہ بھی اسی طریقہ سے اٹھایا گیا۔ (اسدالغابہ ج ۵ ص ۵۲٤)

حضرت فاطمہؓ کی قبر کے متعلق بھی سخت اختلاف ہے بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بقیع میں حضرت امام حسنؓ کے مزار کے پاس مدفون ہوئیں' ابن زبالہ نے یہی لکھا ہے اور مؤرخ مسعودی نے بھی اسی قسم کی تصریح کی ہے مؤرخ موصوف نے ۳۳۲ ہجری میں بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس میں لکھا تھا کہ "یہ فاطمہ زہراؓ کی قبر ہے" (۱) لیکن طبقات کی متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔ (۲)

ایک روایت یہ ہے کہ وہ خاص اپنے مکان میں دفن کی گئیں' اس پر ابن شیبہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ پھر پردہ دار جنازہ کی کیا ضرورت ہے لیکن طبقات کی ایک روایت سے اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ' سلمی کے گھر میں بیمار ہوئی تھیں' وہیں انتقال کیا اور وہیں ان کو غسل دیا گیا پھر حضرت علیؓ جنازہ اٹھا کر باہر لائے اور دفن کیا۔ (۳) آج حضرت

---

(۱) خلاصۃ الوفاء ص ۲۱۷ (۲) طبقات ج ۸ ص ۲۰ (۳) ایضاً ص ۱۸

فاطمہؓ کی قبر متفقہ طور پر دار عقیل ہی سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ محمد لبیب بک تبتونی نے جو ۱۳۲۷ ہجری میں خدیو مصر کے سفر حجاز میں ہمرکاب تھے اپنے سفر نامہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ (۱)

اولاد :

حضرت فاطمہؓ کے پانچ اولادیں ہوئیں حسنؓ' حسینؓ' محسنؓ' ام کلثومؓ' زینب (رضی اللہ عنہم) محسنؓ نے بچپن ہی میں انتقال کیا حضرت زینبؓ' حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ اور ام کلثوم اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو ان سب سے نہایت محبت تھی اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی صاحب زادیوں میں صرف حضرت فاطمہؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ ﷺ کی نسل باقی رہی۔

حلیہ :

حضرت فاطمہؓ زہرا کا حلیہ مبارک جناب رسالت مآب ﷺ سے ملتا جلتا تھا حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ فاطمہؓ کی گفتگو' لب و لہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل آنحضرت ﷺ کا طریقہ تھا (۲) اور رفتار بھی بالکل آنحضرت ﷺ کی رفتار تھی۔ (۳)

فضل و کمال :

حضرت فاطمہؓ سے کتب حدیث میں ۱۸ روایتیں منقول ہیں جن کو بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے ان سے روایت کیا ہے حضرت علیؓ بن ابی طالب' حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ' حضرت عائشہؓ' حضرت ام کلثومؓ' حضرت سلمیٰؓ' ام رافعؓ اور حضرت انسؓ بن مالک ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

تفقہ پر واقعات ذیل شاہد ہیں :

حضرت علیؓ کسی سفر میں گئے تھے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے قربانی کا گوشت پیش کیا۔ انکو عذر ہوا' حضرت فاطمہؓ نے کہا' اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دیدی ہے۔ (مسند ج ٦ ص ۲۸۲)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا

---

(۱) الرحلۃ الحجابیۃ (۲) صحیح ترمذی ص ٦۳٦ (۳) بخاری ج ۲ ص ۹۳۰

وقت آگیا آنحضرت ﷺ اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے' چونکہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس لئے حضرت فاطمہؓ نے دامن پکڑا کہ وضو کر لیجئے' ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے' تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔(۱)

فضل و کمال:

حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں۔(۲) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقداغضبنی (۳)

"فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کرے گا"

ابوجہل کی لڑکی کو حضرت علیؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا بارگاہ نبوت ﷺ میں اطلاع ہوئی تو حضور اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

ان بنی هشام بن المغیرة استاذ نونی فی ان ینکحوا ابنتهم علی بن ابی طالب فلا آذن ثم لا آذن لااذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتهم فانها هی بضعة منی یرینی مارابها ویوذینی ما! ذاها

"آل ہشام' علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اجازت مانگتی ہے لیکن میں اجازت نہیں دوں گا اور کبھی نہ دوں گا۔ البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیکر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں' فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۸۷)

ان فاطمة منی و انا اتخوف ان تفتن فی دینها ثم ذکر صهرا ما من بنی عبد شمس فاثنی علیه فی مصاهرته ایاه قال حدثنی فصدقنی وعدنی فو فی لی وانی لست احرم حلالاً ولا احل حراما ولکن والله الا تجتمع بنت رسول الله ﷺ و بنت عدوالله ابداً (بخاری ج ۱ ص ۴۳۸)

(اس کے بعد ابو العاص بن ربیع کا جو آپ کے داماد تھے' ذکر فرمایا کہ) اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلا دیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا اور میں حلال کو حرام اور حرام کو

(۱) ایضاً ص ۳۸۳ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۱۵۷ (۳) بخاری ج ۱ ص ۵۳۳

حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا لیکن خدا کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمن خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ جناب سیدہ کی حیات تک حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت فاطمہؓ کا شمار آنحضرت ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

کفاك من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیة امرأة فرعون (ترمذی کتاب المناقب)

"تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریمؑ' خدیجہؓ' فاطمہؓ اور آسیہؓ کافی ہیں" (ترمذی کتاب المناقب)

زہد و ورع کی یہ کیفیت تھی کہ گو وہ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اسلام میں رہبانیت کا قلع قمع بھی کر دیا گیا تھا اور فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی۔ لیکن جانتے ہو کہ اس میں جگر گوشہ رسول ﷺ کا کتنا حصہ تھا؟ اس کا جواب سننے سے پہلے آنکھوں کو اشکبار ہو جانا چاہیئے۔

سیدہ عالمؓ کی خانگی زندگی یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گھٹے پڑ گئے تھے گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو جاتے تھے۔ چولھے کے پاس بیٹھتے بیٹھتے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے لیکن بایں ہمہ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا کہ جان پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے' دیکھا کہ انہوں نے ناداری سے اس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور پاؤں چھپاتی ہیں تو سر برہنہ رہ جاتا ہے۔ شعر

یوں کی ہے اہل بیت مطہرؓ نے زندگی
یہ ماجرائے دختر خیر الانام تھا
(شبلی)

صرف یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ خود ان کو آرائش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں دیتے تھے بلکہ اس قسم کی جو چیزیں ان کو دوسرے ذرائع سے ملتی تھیں ان کو بھی ناپسند فرماتے تھے' چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ان کو سونے کا ہار دیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا "کیوں فاطمہؓ! کیا لوگوں سے کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے!" حضرت فاطمہؓ نے اس کو فوراً بیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے' حضرت فاطمہؓ نے بطور خیر مقدم کے گھر کے دروازے پر پردے لگائے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے آپ حسب معمول حضرت فاطمہؓ کے یہاں آئے تو اس دنیوی ساز و سامان کو دیکھ کر واپس گئے' حضرت فاطمہؓ کو آپ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر ڈالا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن نکال ڈالے' بچے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا "یہ میرے اہل بیت ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہوں" اسکے بدلے فاطمہؓ کے لئے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ(۱)

صدق و راستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔(۲)

ما رایت احدا کان اصدق بهجة من فاطمة الا ان یکون الذی ولدها ﷺ

" میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا البتہ ان کے والد (ﷺ) اس سے مستثنیٰ ہیں"

حد درجہ حیادار تھیں' ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں اپنے جنازہ پر پردہ کرنے کی جو وصیت کی تھی وہ بھی اسی بناء پر تھی۔

آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت کرتی تھیں' جب وہ خورد سال تھیں اور آپ مکہ معظمہ میں مقیم تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں ایک مرتبہ آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھ لاکر ڈال دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے' کسی نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر کی وہ اگرچہ اس وقت صرف ۵-۶ برس کی تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھ ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔(۳)

آنحضرت ﷺ بھی ان سے نہایت محبت کرتے تھے' معمول تھا کہ جب کبھی

(۱) یہ تمام واقعات ابو داؤد اور نسائی میں مذکور ہیں (۲) استیعاب ج ۲ ص ۷۷۲ (۳) بخاری ج ۱ ص ۷۴۳۸

سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہی ہوتیں' حضرت فاطمہؓ جب آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے' ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

آپ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوش گواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے' چنانچہ جب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی تو آنحضرت ﷺ دونوں میں صلح کرا دیتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا آپ گھر میں تشریف لے گئے اور صفائی کرادی' گھر سے مسرور نکلے' لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرادی ہے جو مجھ کو محبوب ترین ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ان پر کچھ سختی کی وہ آنحضرت ﷺ کے پاس شکایت لے کر چلیں پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا" بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہئیے کہ کون شوہر اپنی بی بی کے پاس خاموش چلا آتا ہے حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا "اب میں تمہارے خلاف مزاج کوئی بات نہ کروں گا"

(۱۶) حضرت امامہؓ

نام و نسب :

ابو العاصؓ بن ربیع کی صاحبزادی ہیں' جو زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے پیدا ہوئیں آبائی شجرہ نسب یہ ہے' امامہؓ بنت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ ابن عبد شمس بن عبد مناف۔

عام حالات :

آنحضرت ﷺ کو امامہؓ سے نہایت محبت تھی' آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد میں امامہؓ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے

پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھالیتے اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی۔(۱) اللہ اکبر۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیے میں بھیجیں، جن میں ایک زریں ہار بھی تھا امامہ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ نے فرمایا میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہوگا لیکن آپ ﷺ نے امامہؓ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایتوں میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے(۲) اور اس میں ہدیہ بھیجنے والے کا نام بھی آگیا ہے یعنی نجاشی۔(۳)

نکاح:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت سن شعور کو پہنچ چکی تھیں اس لئے جب حضرت فاطمہؓ نے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ نے امامہؓ سے نکاح کرلیا ابو العاص نے حضرت زبیر بن عوامؓ کو جو عشرہ مبشرہ میں داخل اور آنحضرت ﷺ کے پھوپھیرے بھائی تھے، امامہؓ کے نکاح کی وصیت کی تھی، چنانچہ یہ تقریب ان ہی کی مرضی سے انجام پائی، اور نکاح بھی خود ان ہی نے پڑھایا یہ ۱۱ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

۴۰ھ ہجری میں جب حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبد المطلب کے پڑپوتے) کو وصیت کر گئے کہ امامہ سے نکاح کرلیں چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی اس کے قبل امیر معاویہؓ کا پیغام پہنچا تھا اور انہوں نے مروان کو لکھا تھا کہ ایک ہزار دینار (۵ ہزار روپے) اس تقریب میں خرچ کئے جائیں لیکن امامہؓ نے مغیرہ کو اطلاع دی تو انہوں نے فوراً حضرت حسنؓ کی اجازت سے نکاح پڑھالیا۔(۴)

وفات:

حضرت امامہؓ نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔(۵)

اولاد:

مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا، لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۷۴ و زرقانی ج ۳ ص ۲۵۵ (۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۲۵ بروایت مسند احمد بن حنبل (۳) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷
(۴) طبقات ج ۸ ص ۲۷ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۰۰ واستیعاب ج ۲ ص ۷۲۸
(۵) اصابہ ج ۸ ص ۱۴

(۱۷) حضرت صفیہؓ

نام ونسب:

صفیہ نام، عبد المطلب، جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، ماں کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہ (آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ) کی ہمشیر ہیں اس بناء پر حضرت صفیہؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ ﷺ بھی ہالہ سے پیدا ہوئے تھے اس لئے وہ اور حضرت صفیہ حقیقی بھائی بہن تھے۔

نکاح:

ابو سفیان بن حرب کے بھائی حارث سے شادی ہوئی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد سے نکاح ہوا جس سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے۔

اسلام:

۴۰ برس کی عمر ہوئی تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے آنحضرت ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف صرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسد الغابہ میں ہے والصحیح انہ لم یسلم غیرھا (۱) یعنی صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت ﷺ کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں۔

عام حالات:

حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں، صحابہؓ سے عتاب آمیز لہجہ میں کہتی تھیں کہ "رسول اللہ کو چھوڑ کر چل دیئے؟" (۲) آنحضرت ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو حضرت زبیرؓ کو بلا کر ارشاد کیا کہ حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا بولیں کہ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں آنحضرت ﷺ نے اجازت دی لاش پر گئیں خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے لیکن

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۲ (۲) طبقات ج ۸ ص ۲۸

انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہوگئیں (۱) اور مغفرت کی دعا مانگی، واقعہ چونکہ نہایت دردانگیز تھا اس لئے ایک مرثیہ کہا جس کے ایک شعر میں آنحضرت ﷺ کو اس طرح مخاطب (۲) کرتی ہیں۔

ان یوما اتی علیک لیوم   کورت شمسه و کان مضباء

(آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہوگیا ہے حالانکہ پہلے وہ روشن تھا)

غزوہ احد کی طرح غزوہ خندق میں بھی انہوں نے نہایت ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا انصار کے قلعوں میں فارع سب سے مستحکم قلعہ تھا اور حضرت حسانؓ کا تھا۔ یہ قلعہ یہود بنو قریظہ کی آبادی سے متصل تھا مستورات اسی میں تھیں اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسانؓ (شاعر) متعین کردیئے گئے تھے، یہود نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ قلعہ پر حملہ کردیا ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا۔ حسانؓ سے کہا کہ اتر کر قتل کردو ورنہ یہ جاکر دشمنوں کو پتہ دے گا حضرت حسانؓ کو ایک عارضہ ہوگیا تھا جس سے ان میں اس قدر جبن پیدا کردیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف نظر اٹھاکر بھی نہ دیکھ سکتے تھے اس بناء پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا؟ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا حضرت صفیہؓ چلی آئیں اور حسانؓ سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ۔ حسانؓ نے کہا جانے دیجئے مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں، حضرت صفیہؓ نے کہا۔ اچھا جاؤ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہودی مرعوب ہوجائیں لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہؓ ہی کو انجام دینی پڑی یہودیوں کو یقین ہوا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج متعین ہے اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرأت نہ کی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۸،۲۷ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۳)

۱۱ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا، حضرت صفیہؓ کو جو صدمہ ہوا ہوگا، ظاہر ہے نہایت پر درد مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

لفقد رسول الله اذهان یومه   فیا عین جودی بالدموع السواجم

(آنحضرت ﷺ کی وفات پر اے آنکھ خوب آنسو بہا)

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۲ (اصابہ ج ۸ ص ۲۲۹) (۲) ایضاً

یہ مرثیہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ (۱)

وفات:

حضرت صفیہؓ نے ۲۰ھ ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں اس وقت تہتر برس کا سن تھا۔

فضل و کمال:

حضرت صفیہؓ نے بقول صاحب اصابہ کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن ہماری نظر سے نہیں گزریں اور نہ مسند میں ان کی حدیثوں کا پتہ چلتا ہے۔ (۲)

(۱۸) حضرت ام ایمنؓ

نام و نسب:

برکت نام، ام ایمن کنیت، ام الظباء عرف، سلسلہ نسب یہ ہے: برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت عبداللہ (پدر آنحضرت ﷺ) کی کنیز تھیں بچپن سے عبداللہ کے ساتھ رہیں اور جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں اس کے بعد خود سرور کائنات کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کی ان ہی نے پرورش اور پرداخت کی تھی۔ (۳)

نکاح:

حارث بن خزرج کے خاندان (۴) میں عبید بن زید ایک شخص تھے ام ایمنؓ کا ان ہی کے ساتھ عقد ہوا لیکن جب انہوں نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کہ محبوب خاص تھے، نکاح پڑھا یا یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے۔

اسلام:

حضرت زید چونکہ مسلمان ہوچکے تھے ام ایمن نے بھی اسلام قبول کیا۔

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۱۲۹ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۱۲۸
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۲۱۳،۲۱۲
(۴) بخاری ج ۱ ص ۵۲۹ میں ایمنؓ کے متعلق مذکور ہے وھو رجل من الانصار

عام حالات:

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئیں اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں غزوہ احد میں شرکت کی اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

۱۱ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا ام ایمنؓ سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے جواب ملا "یہ خوب معلوم ہے" اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زارو قطار رونے لگے (۱)

۲۳ھ ہجری میں حضرت عمرؓ نے شہادت پائی ام ایمنؓ کو معلوم ہوا تو بہت روئیں، لوگوں نے کہا اب کیوں روتی ہو ؟ بولیں "اب اس کے لئے کہ اسلام کمزور پڑ گیا" (۲)

وفات:

ام ایمنؓ نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

اولاد:

دو اولادیں ہوئیں۔ ایمنؓ اور اسامہؓ ایمن پہلے شوہر سے تھے صحابی ہیں۔ خیبر میں شہادت پائی اسامہؓ آنحضرت ﷺ کے محبوب خاص تھے اور ان کے والد کو بھی یہی درجہ حاصل تھا۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے، آنحضرت ﷺ کو ان سے بے انتہا محبت تھی۔

فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں راویوں میں حضرت انسؓ بن مالک، حنشؒ بن عبد اللہ صنعانی اور ابو یزیدؒ مدنی داخل ہیں۔

اخلاق:

آنحضرت ﷺ ان کی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے ام ایمنؓ میری ماں ہیں اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے شربت پیش کیا آنحضرت ﷺ (کسی وجہ سے) متردد ہوئے اس پر ام ایمنؓ ناراض ہوئیں (۳) (حضرت

---

(۱) مسلم ج ۲ ص ۳۴۱ (۲) اصابہ ج۸ ص ۲۱۴ بحوالہ ابن سعد (۳) مسلم ج۲ ص ۳۴۱

ام ایمنؓ کو حضور ﷺ کی پرورش کرنے کی وجہ سے حضور ﷺ پر ایک قسم کا ناز تھا۔ یہ خفگی اسی محبت کی خفگی تھی۔ (نووی شرح مسلم)

انصار نے آنحضرت ﷺ کو بہت سے نخلستان دیئے تھے جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کئے حضرت انسؓ کے کچھ باغ بھی آنحضرت ﷺ کے پاس تھے اور آپ نے ام ایمنؓ کو عطا فرمائے تھے حضرت انسؓ آئے تو حضرت ام ایمنؓ نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اس پر مصر رہیں آنحضرت نے یہ دیکھ کر ان کو باغ سے دس گنا زیادہ عطا فرمایا۔ (بخاری و زرقانی ج ۳ ص ۳۳۷)

(۱۹) حضرت فاطمہؓ بنت اسد

نام و نسب:

فاطمہ نام، اسد بن ہاشم کی بیٹی تھیں اور عبد المطلب جد رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی تھیں۔

نکاح:

ابو طالب بن عبد المطلب سے نکاح ہوا جن سے حضرت علیؓ پیدا ہوئے۔

اسلام:

آغاز اسلام میں خاندان ہاشم نے آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور ان میں اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے حضرت فاطمہؓ بھی ان ہی لوگوں میں تھیں اور گو ان کے شوہر ایمان نہیں لائے تاہم وہ ان کی بعض اولاد مشرف باسلام ہوئی جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو ان کے بجائے حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی دست و بازو رہیں۔

ہجرت اور عام حالات:

جب مسلمان ہو کر ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہ زہراؓ سے عقد ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی والدہ (حضرت فاطمہؓ بنت اسد) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی آتی ہیں میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ (۱)

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۱۷

وفات :

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں وفات پائی۔ بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے قبل فوت ہوئیں لیکن یہ صحیح نہیں آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر کفن دیا اور قبر میں اتر کر لیٹ گئے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے سلوک نہیں کیا تھا اس بناء پر میں نے ان کو قمیص پہنایا کہ جنت میں ان کو حلہ ملے اور قبر میں لیٹ گیا کہ شدائد قبر میں کمی واقع ہو۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۱۷)

اولاد :

حسب ذیل اولاد چھوڑی حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیارؓ، طالب، عقیل

اخلاق :

اصابہ میں ہے۔

کانت امرءۃ صالحۃ وکان النبی ﷺ یزورھا و یقیل فی بیتھا

"وہ نہایت صالح بی بی تھیں آنحضرت ﷺ ان کی زیارت کو تشریف لاتے اور ان کے گھر میں آرام کرتے تھے۔" (اصابہ ج: ۸ ص: ۱۶۰)

(۲۰) حضرت ام الفضلؓ

نام ونسب :

لبابہ نام، ام الفضل کنیت، کبریٰ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے : لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن جبیر بن الہرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ، والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں لبابہ کی حقیقی اور اخیافی کئی بہنیں تھیں، جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں۔ چنانچہ حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کو، لبابہ حضرت عباسؓ (عم رسول اللہ ﷺ) کو سلمیٰ حضرت حمزہؓ (عم رسول اللہ ﷺ) کو اور اسماء حضرت جعفر طیارؓ (برادر حضرت علیؓ) کو منسوب تھیں، اسی بناء پر ان کی والدہ (ہند بنت عوف کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔

نکاح :

حضرت عباسؓ سے جو آنحضرت ﷺ کے عم محترم تھے، نکاح ہوا۔

اسلام :

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں، ابن سعد کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام قبول کیا تھا باقی اور عورتیں ان کے بعد ایمان لائیں اس لحاظ سے ان کے ایمان لانے کا زمانہ بہت قدیم ہو جاتا ہے۔

حالات :

ام الفضلؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا ہے چنانچہ حجۃ الوداع میں جب لوگوں کو عرفہ کے دن آنحضرت ﷺ کے صائم ہونے کی نسبت شبہ ہوا اور انکے پاس آکر ذکر کیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا آپ ﷺ چونکہ روزہ سے نہ تھے دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہو گئی۔(۱)

وفات :

ام الفضلؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی اس وقت حضرت عباسؓ زندہ تھے حضرت عثمانؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اولاد :

حضرت عباسؓ کی اکثر اولاد ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور چونکہ سب بیٹے نہایت قابل تھے اس لئے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں فضل، عبداللہ، معبد، عبید اللہ، قثم، عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ ان ہی کی یادگار ہیں ان میں حضرت عبداللہ اور عبید اللہ آسمان علم کے مہرو ماہ تھے۔

فضل وکمال :

آنحضرت ﷺ سے ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں راوی حسب ذیل اصحاب ہیں۔

عبداللہ، تمام (پسران عباسؓ) انس بن مالک، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عمیر، کریب، قابوس

اخلاق :

عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ہر دوشنبہ اور پانچ شنبہ کو روزہ رکھتی تھیں (۲) آنحضرت ﷺ سے محبت کرتی تھیں آپ اکثر ان کے ہاں جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۲۶۷ (۲) خلاصہ تہذیب ص ۴۹۵

(۲۱) حضرت ام رومانؓ

نام ونسب :

نام معلوم نہیں۔ ام رومان کنیت ہے، قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس (۱) سے تھیں سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

نکاح :

عبداللہ بن سنجرہ سے نکاح ہوا اور ان ہی کے ہمراہ مکہ آکر اقامت کی عبداللہ حضرت ابوبکرؓ کے حلیف بن گئے تھے اس بناء پر جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے خود نکاح کر لیا۔

اسلام :

کچھ زمانے کے بعد مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ انہوں نے بھی اس صدا کو لبیک کہا۔

ہجرت :

ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ تنہا آنحضرت ﷺ کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہو گئے تھے لیکن ان کا خاندان مکہ میں مقیم تھا، مدینہ پہنچے تو وہاں سے زید بن حارثہ اور ابو رافعؓ مستورات کو لانے کے لئے بھیجے گئے ام رومان بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ میں آئیں۔

عام حالات :

شعبان ۶ ھ ہجری میں افک کا واقعہ پیش آیا ام رومان کے لئے یہ نہایت مصیبت کا وقت تھا حضرت عائشہؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے اجازت لیکر میکہ آئیں حضرت ابوبکرؓ بالا خانہ پر تھے اور ام رومانؓ نیچے بیٹھی تھیں، پوچھا کیسے آئیں؟ حضرت عائشہؓ نے سارا واقعہ بیان کیا بولیں" بیٹی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کی سوتنیں حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں" لیکن حضرت عائشہؓ کو اس سے کچھ تسکین نہ ہوئی اور چیخ مار کر روئیں حضرت ابوبکرؓ نے آواز سنی تو بالا خانہ سے اتر آئے

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۸۵

اور خود بھی رونے لگے پھر ان سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اس کے ساتھ ہی ام رومان کو لیکر خود بھی روانہ ہوئے حضرت عائشہؓ کو چونکہ اس صدمہ سے بخار آگیا تھا دونوں نے ان کو گود میں لٹایا، عصر پڑھ کر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا" عائشہ! اگر واقعی تم سے ایسی غلطی ہوئی تو خدا سے توبہ کرو" حضرت عائشہؓ نے والدین سے کہا کہ آپ لوگ جواب دیں، لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں غرض حضرت عائشہؓ نے خود جواب دیا جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی جس میں ان کی صاف طور پر برائت کی گئی تھی تو حضرت ام رومان بولیں کہ" تم اٹھ کر حضرت ﷺ کے پاس جاؤ" حضرت عائشہ نے کہا" میں نہ ان کی مشکور ہوں اور نہ آپ کی میں صرف اپنے خدا کا شکریہ ادا کرتی ہوں" (بخاری ج ۲ ص ۵۹۵، ۵۹۶، ۶۹۹، ۷۰۰)

اسی سن کے اخیر میں مہمانوں کا واقعہ پیش آیا حضرت ابوبکرؓ اصحاب صفہ میں سے ۳ صاحبوں کو اپنے گھر لائے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس گئے تو واپسی میں دیر ہو گئی گھر آئے تو ام رومان نے کہا مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں بیٹھ رہے؟ بولے تم نے کھانا نہیں کھلایا؟ جواب ملا کھانا بھیجا تھا لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا غرض کھانا کھلایا گیا اور اس قدر برکت ہوئی کہ نہایت افراط کے ساتھ بچ گیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ام رومانؓ سے پوچھا اب کتنا ہے؟ بولیں ۳ گنے سے زیادہ چنانچہ سب اٹھوا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔(۱)

وفات :

حضرت ام رومانؓ نے ۹ ھ ہجری یا اس کے بعد انتقال کیا آنحضرت ﷺ خود قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۶ ھ ہجری میں وفات پائی تھی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

اولاد :

اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت ام رومانؓ نے دو نکاح کئے تھے، پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا حضرت ابوبکرؓ سے دو اولادیں ہوئیں حضرت عبدالرحمن اور حضرت عائشہ

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۸۴، ۸۵

(۲۲) حضرت سمیہؓ

خباط کی بیٹی اور حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کی والدہ ہیں ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیزہ تھیں۔

نکاح:

یاسر عبسی سے کہ ابو حذیفہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا حضرت عمارؓ پیدا ہوئے تو ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کردیا۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۱۴ و استیعاب ج ۲ ص ۷۵۹)

اسلام:

ایام پیری میں مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت سمیہؓ، یاسرؓ اور عمارؓ تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا تاریخ میں ہے کہ حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہوگیا اور بتدریج بڑھتا گیا چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت سمیہؓ کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر مجبور کردیا لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہیں جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے لیکن ان کے عزم و استقلال کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ سرد پڑ جاتا تھا آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے آل یاسر! صبر کرو۔ اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

شہادت:

دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی ایک مرتبہ شب کو گھر آئیں تو ابو جہل نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں اور پھر اس کا غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہؓ جاں بحق تسلیم ہوگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت عمارؓ کو اپنی والدہ کی اس بے کسی پر سخت افسوس تھا آنحضرت ﷺ سے آکر کہا کہ اب حد ہوگئی، آنحضرت ﷺ نے صبر کی تاکید فرمائی اور کہا "خداوندا! آل یاسرؓ کو جہنم

سے بچا" یہ واقعہ ہجرت نبوی سے قبل کا ہے، اس بناء پر حضرت سمیہؓ اسلام میں سب سے پہلے شہید ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (استیعاب ج ۲ ص ۷۶۰)

غزوہ بدر میں جب ابو جہل مارا گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا "دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا خدا نے فیصلہ کردیا" (اصابہ ج ۸ ص ۱۱۴ بحوالہ ابن سعد)

(۲۳) حضرت ام سلیمؓ

نام و نسب:

سہلہ یا رملہ نام، ام سلیم کنیت، غمیصاء اور رمیصاء لقب۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار، ماں کا نام ملیکہ بنت(۱) مالک بن عدی بن زید مناۃ تھا آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیمؓ سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں سلمیٰ، عبد المطلب جد رسول اللہ ﷺ کی والدہ تھیں۔ اسی بناء پر ام سلیمؓ آنحضرت ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔

نکاح:

مالک بن نضر سے نکاح ہوا۔

اسلام:

مدینہ میں اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے اور ام سلیمؓ تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لئے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابو طلحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا لیکن ام سلیمؓ کو اب بھی وہی عذر تھا یعنی ابو طلحہ مشرک تھے اس لئے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔

غرض ابو طلحہؓ نے کچھ دن غور کر کے اسلام کا اعلان کیا اور ام سلیمؓ کے سامنے آکر کلمہ پڑھا حضرت ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کردو(۲) ساتھ ہی مہر معاف کردیا اور کہا "میرا مہر اسلام ہے" حضرت انسؓ کہا کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب و غریب مہر تھا۔

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۲۴۴ (۲) اصابہ بحوالہ ابن سعد

عام حالات :

نکاح کے بعد حضرت ابو طلحہؓ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی چند ماہ کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ مدینہ میں تشریف لائے حضرت ام سلیمؓ اپنے صاجزادے (حضرت انسؓ) کو لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا "انیس کو آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں یہ میرا بیٹا ہے آپ اس کے لئے دعا فرمائیں" آنخضرت نے دعا فرمائی۔(۱)

اسی زمانہ میں آپ نے مہاجرین وانصار میں مواخاۃ کی اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔(۲)

غزوات میں حضرت ام سلیمؓ نے نہایت جوش سے حصہ لیا۔ صحیح مسلم میں ہے۔(۳)

کان رسول اللہ ﷺ یغزو بام سلیم و نسوۃ من الانصار معہ اذا غزیٰ فیسقین الماء ویداوین الجرحیٰ (صحیح مسلم)

"آنخضرت ﷺ حضرت ام سلیمؓ اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے، جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھیں۔"

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ "میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں مشک خالی ہو جاتی تھی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔(۴)

۵ھ ہجری میں آنخضرت ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلیمؓ نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت انس کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ آنخضرت ﷺ سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔(۵)

۷ھ ہجری میں خیبر کا واقعہ ہوا۔ حضرت ام سلیمؓ اس میں شریک تھیں آنخضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا تو حضرت ام سلیمؓ (ہی نے حضرت صفیہؓ کو آنخضرت ﷺ کے لئے سنوارا تھا) ۶

غزوہ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لئے تھیں۔ ابو طلحہؓ نے دیکھا تو آنخضرت ﷺ

---

(۱) مسلم ج ۲ ص ۳۵۲ و بخاری ج ۲ ص ۹۴۴ (۲) بخاری (۳) مسلم ج ۲ ص ۱۰۳ (۴) بخاری کتاب المغازی ج ۲ ص ۵۸۱ (۵) مسلم ج ۱ ص ۱۵۵ (۶) مسلم ج ا ص ۵۴۶

سے کہا کہ ام سلیمؓ خنجر لئے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولیں "اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ آنخضرت ﷺ یہ سن کر مسکرائے "حضرت ام سلیمؓ نے کہا یا رسول اللہ! مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں ان کے قتل کا حکم دیجئے" ارشاد ہوا "خدا نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۳)

وفات :

حضرت ام سلیمؓ کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہیں، لیکن قرینہ یہ ہے کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی ہے۔

اولاد :

جیسا کہ اوپر معلوم ہوا حضرت ام سلیمؓ نے دو نکاح کئے تھے پہلے شوہر سے حضرت انسؓ پیدا ہوئے حضرت ابو طلحہؓ سے دو لڑکے پیدا ہوئے ابو عمیر اور عبداللہ' ابو عمیر صغر سنی میں فوت ہو گئے اور عبداللہ سے نسل چلی۔

فضل وکمال :

حضرت ام سلیمؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت انسؓ، ابن عباسؓ، زید بن ثابتؓ، ابو سلمہ اور عمرو بن عاصمؓ نے ان سے روایت کیا ہے لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباس اور زید بن ثابتؓ میں ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان بزرگوں نے ان ہی کو حکم مانا۔ (مسند ج ٦ ص ۴۳۰' ۴۳۱)

ان کو مسائل کے پوچھنے میں کچھ عار نہ تھا ایک دفعہ آنخضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدا حق بات سے نہیں شرماتا کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ یہ سوال سن رہی تھیں بیساختہ ہنس پڑیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی فضیحت کی؟ بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ آنخضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں۔ (ایضاً ص ٦٩٢' ۳۰٦' ۳۷٦ ج ٦)

اخلاق :

حضرت ام سلیمؓ میں بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بناء پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضامند نہ تھے حضرت ابو طلحہؓ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اس وجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں اس موقع پر

انہوں نے ابو طلحہؓ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سننے کے قابل ہے مسند احمد میں ہے۔

قالت یا ابا طلحۃ! الست تعلم ان الٰھك الذی تعبد نبت من الارض قال بلیٰ ، قالت افلا تستحی تعبد شجرۃ (اصابہ ج ۸ ص ۲۴۳ بحوالہ مسند)

"ام سلیم نے کہا ابو طلحہؓ! تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود زمین سے اگا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! حضرت ام سلیمؓ بولیں تو پھر تم کو درخت کی پوجا کرتے شرم نہیں آتی؟"

حضرت ابو طلحہؓ پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ سے حد درجہ محبت کرتی تھیں آپ اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔(۱)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھیں اور مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔(۲)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے خاص محبت تھی۔ صحیح مسلم میں ہے۔

کان النبی ﷺ لا یدخل علیٰ احد من النسآء الاعلیٰ ازواجه الا ام سلیم فانه یدخل علیها فقیل له فی ذلك فقال انی ارحمها قتل اخوها معی (صحیح مسلم)

"آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت کے یہاں نہیں جاتے تھے لیکن ام سلیمؓ مستثنٰی تھیں لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے ان کے بھائی (حرامؓ) نے میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے" (مسلم ج:۲ ص:۳۴۱)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات حضرت ام سلیمؓ کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت ام سلیمؓ نہایت صابر اور مستقل مزاج تھیں ابو عمیر ان کا بہت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا لیکن جب اس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا اور گھر والوں کو منع کیا کہ ابو طلحہؓ کو اس واقعہ کی خبر نہ دیں، رات کو ابو طلحہؓ آئے تو ان کو کھانا کھلایا اور نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹے کچھ رات گزرنے پر ام سلیمؓ نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا بولیں اگر تم کو کوئی شخص عاریۃً ایک چیز دے اور پھر اس کو واپس لینا چاہے تو کیا تم اس کے دینے سے انکار کرو

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۹۲۹ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۷۶

گے؟ ابو طلحہؓ نے کہا۔ کبھی نہیں۔ کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہئیے ابو طلحہؓ یہ سن کر غصہ ہوئے کہ پہلے سے کیوں نہ بتلایا صبح اٹھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا خدا نے اس رات تم دونوں کو بڑی برکت دی۔(۱)

اسی طرح ایک مرتبہ ابو طلحہؓ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ بھوکے ہیں کچھ بھیج دو۔ حضرت ام سلیمؓ نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انسؓ کو دیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں آپ مسجد میں تھے اور صحابہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت انسؓ کو دیکھ کر فرمایا ابو طلحہؓ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ کہا ہاں آپ ﷺ تمام صحابہ کو لیکر ابو طلحہ کے مکان پر تشریف لائے ابو طلحہؓ گھبرا گئے اور حضرت ام سلیمؓ سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا نہایت قلیل ہے اور آنحضرت ﷺ ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہیں حضرت ام سلیمؓ نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں کو خدا اور رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں آنحضرت ﷺ اندر آئے تو حضرت ام سلیمؓ نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا خدا کی شان اس میں بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔(۲)

حضرت ام سلیمؓ کے مناقب و فضائل بہت ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی، میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انسؓ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہیں۔(۳)

(۲۴) حضرت ام عمارہؓ

نام و نسب:

نسیبہ نام، ام عمارہ کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں نسب نامہ یہ ہے ام عمارہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔

نکاح:

پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ پھر عربہ بن عمرو کے عقد نکاح میں آئیں۔

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ

---

(۱) مسلم ج ۲ ص ۳۴۲ (۲) بخاری ج ۲ ص ۸۱۰ (۳) مسلم ج ۲ ص ۳۴۲

بیعت عقبہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں حضرت ام عمارہؓ کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

غزوات:

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت پامردی سے لڑیں جب تک مسلمان فتحیاب تھے، وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہوگئیں کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں آنحضرت ﷺ کا خود بیان ہے کہ میں احد میں ان کو اپنے داہنے اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ام قمیہ جب دراتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہؓ نے بڑھ کر روکا چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی (۱) بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا احد کے بعد بیعت الرضوان، خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی مسیلمہ کذاب سے جو مدعی نبوت تھا، مقابلہ تھا حضرت ام عمارہؓ اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لیکر حضرت خالدؓ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور جب مسیلمہ نے ان کے لڑکے کو قتل کردیا تو انہوں نے منت مانی کہ "یا مسیلمہ قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی" یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا اس جنگ میں مسیلمہ بھی مارا گیا۔

وفات:

اس کے بعد معلوم نہیں کب تک زندہ رہیں۔

اولاد:

انتقال کے وقت چار اولادیں یادگار چھوڑیں، حبیب، عبداللہ (پہلے شوہر سے) تمیم، خولہ (دوسرے شوہر سے)

فضل وکمال:

چند حدیثیں روایت کی ہیں جو عباد بن تمیم (پوتے) لیلیٰ (کنیز) عکرمہ، حارث بن

---

(۱) ابن ھشام ص ۸۴

کعب اور ام سعد بنت سعد بن ربیع سے مروی ہیں۔

اخلاق:

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا اصلی منظر تو غزوہ احد میں نظر آتا ہے لیکن اور بھی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے مکان میں تشریف لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا ارشاد ہوا تم بھی کھاؤ۔ بولیں میں روزہ سے ہوں آنحضرت ﷺ نے کھانا نوش فرمایا اور فرمایا کہ روزہ دار کے پاس اگر کچھ کھایا جائے تو اس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ (۱)

جوش اسلام کا نظارہ بھی اوپر کے واقعات سے ہو سکتا ہے۔

(۲۵) حضرت ام عطیہؓ

نام ونسب:

نسیبہ بنت حارث نام انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھیں۔ (۲)

اسلام:

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لئے جمع کیا اور حضرت عمرؓ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شرک نہ کریں گی، چوری اور زنا سے بچیں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی کسی پر بہتان نہ باندھیں گی، اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی، عورتوں نے یہ سب تسلیم کیا تو حضرت عمرؓ نے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے جو بیعت کی علامت تھی اس کے بعد حضرت ام عطیہؓ نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا نوحہ اور بین نہ کرنا۔ (۳)

غزوات اور عام حالات:

حضرت ام عطیہؓ عہد رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں جن میں وہ مردوں کے لئے کھانا پکاتی انکے سامان کی حفاظت کرتی۔ مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۵)

---

(۱) مسند ج ۶ ص ۳۶۵ (۲) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۲۱، ۳۲۲ (۳) مسند ج ۶ ص ۴۰۹

٨ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ؓ کا انتقال ہوا تو حضرت ام عطیہ ؓ اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا آنحضرت ﷺ نے ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔(۱)

خلافت راشدہ کے زمانہ میں ان کا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک تھا، بیمار ہو کر بصرہ آیا حضرت ام عطیہ ؓ مدینہ میں تھیں خبر ملی تو نہایت عجلت سے بصرہ روانہ ہوئیں لیکن پہنچنے کے ایک دو دن قبل وہ وفات پاچکا تھا۔ یہاں آکر انہوں نے بنو خلف کے قصر میں قیام کیا تیسرے روز انہوں نے خوشبو منگا کر ملی اور کہا کہ شوہر کے علاوہ اور کسی کے لئے ۳ دن سے زیادہ سوگ نہیں کرنا چاہیئے۔(۲)

اس کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔(۳)

وفات:

وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہیں اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے۔

فضل وکمال:

چند حدیثیں روایت کی ہیں، راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں:
حضرت انس ؓ، ابن سیرین، حفصہ بنت سیرین ؒ اسمعیل بن عبدالرحمن بن عطیہ، عبدالملک ابن عمیر ؒ، علی بن الاقمر، ام شراحیل ؒ

صحابہ اور تابعین ان سے میت کے نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔(۴)

اخلاق:

آنحضرت ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں اور آپ ﷺ بھی ان سے محبت کرتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ ؓ کے پاس روانہ کیا آپ گھر میں تشریف لائے تو کھانے کے لئے مانگا، بولیں اور تو کچھ نہیں ہے البتہ جو بکری آپ نے نسیبہ ؓ کے پاس بھیجی تھی اس کا گوشت رکھا ہے آپ نے فرمایا لاؤ کیونکہ وہ مستحق کے پاس پہنچ چکی۔(۵)

---

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۱۶۸ و مسلم ج ۱ ص ۳۴۶،۳۴۷
(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۷۰ باب احداد المرأة علی غیر زوجها (۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۰۳
(۴) تہذیب جلد ۱۲ ص ۴۵۵ اصابہ ج ۸ ص ۲۵۹ (۵) مسلم ج ۱ ص ۴۰۱

آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے اعزہ واقارب سے بھی خاص تعلقات تھے چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علی ؓ حضرت عطیہ ؓ کے مکان میں قیلولہ فرماتے تھے۔(۱)

احکام نبوی ﷺ کی پوری پابندی کرتی تھیں، آنحضرت ﷺ نے بیعت میں نوحہ کی ممانعت کی تھی اس پر انہوں نے ہمیشہ عمل کیا چنانچہ بیعت ہی کے وقت آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ فلاں خاندان کے لوگ میرے ہاں رہ چکے ہیں، اس لئے مجھ کو بھی انکے ہاں جاکر رونا ضروری ہے، آپ ﷺ اس خاندان کو مستثنیٰ کردیجئے چنانچہ آپ نے مستثنیٰ کردیا(۲)(بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہ ؓ کو کوئی جواب نہیں دیا، اور جن روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو مستثنیٰ کردیا ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ استثناء حضرت ام عطیہ ؓ کے لئے خاص تھا ورنہ اصلی مسئلہ کہ نوحہ جائز نہیں ہے اپنی جگہ پر ثابت ہے لڑکے کی وفات اور اس پر سوگ کرنے کا حال ابھی گزر چکا ہے۔(۳)

(۲۶) حضرت ربیع ؓ بنت معوذ بن عفراء

نام ونسب:

ربیع نام، قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے، ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار والدہ کا نام ام تزید تھا جو قیس بن زعورا کی بیٹی تھیں حضرت ربیع اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں عفراء ان لوگوں کی دادی تھیں۔(۴)

اسلام:

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔

نکاح:

ایاس بن بکر لیثی سے شادی ہوئی صبح کو آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے لڑکیاں دف بجابجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے، جن میں ایک مصرع یہ تھا۔

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۲۵۹ (۲) مسند ج ۶ ص ۴۰۷
(۳) مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۱۱۴ (۴) تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۱۸

و فینا نبی یعلم ما فی غد

اور ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو (اور اس کے سوا جو کہتی تھیں وہ کہو)(۱)

عام حالات:

غزوات میں شرکت کرتی تھیں، زخمیوں کا علاج کرتیں، لوگوں کو پانی پلاتیں اور مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی اور فوج کی خدمت کرتی تھیں۔(۲)

غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں۔ جب بیعت رضوان کا واقعہ آیا تو انہوں نے بھی آکر بیعت کی۔

۳۵ھ ہجری میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں، شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو لے کر مجھ سے دست بردار ہو جاؤ چنانچہ اپنا تمام سامان ان کو دے دیا صرف ایک کرتی رہنے دی، لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، جاکر حضرت عثمانؓ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا چونکہ ربیع نے کل چیزوں کی شرط کی تھی حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہئے اور شوہر سے فرمایا کہ تم ان کے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے سکتے ہو۔(۳)

وفات:

حضرت ربیعؓ کی وفات کا سال نامعلوم ہے۔

اولاد:

اولاد میں محمد مشہور ہیں

فضل و کمال:

حضرت ربیعؓ سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت زین العابدینؒ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے(۴) راویوں میں بہت سے بزرگ ہیں مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، نافع، عبادہ بن الولید، خالد بن ذکوان، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابو عبیدہ بن محمد (حضرت عمارؓ بن یاسر کے پوتے) محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان۔

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۵۷۰
(۲) مسند ج ٦ ص ۳۵۸ (۳) اصابہ ج ۸ ص ۸۰ بحوالہ ابن سعد (۴) مسند ج ٦ ص ۳۵۸

اخلاق:

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت مخربہ جو ابو ربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی چند عورتوں کے ساتھ ربیع کے گھر آئی اور ان کا نام و نسب دریافت کیا چونکہ ربیع کے بھائی نے ابوجہل کو بدر میں قتل کیا تھا اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی، بولی "تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو؟" حضرت ربیعؓ کو ابوجہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا، بولیں "سردار کی نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں؟" اسماء کو ابوجہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی جھنجھلا کر کہا کہ مجھ کو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے حضرت ربیعؓ نے برجستہ کہا مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے، کیونکہ تمہارا عطر، عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔(۱)

آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی، آپ ان کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے(۲) ایک مرتبہ آپ تشریف لائے اور ان سے وضو کے لئے پانی مانگا (۳) ایک مرتبہ دو طباقوں میں چھوہارے اور انگور لے کر گئیں تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا۔(۴)

آنحضرت ﷺ کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں "بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔(۵)

(۲۷) حضرت ام ہانیؓ

نام و نسب:

فاختہ نام، ام ہانی کنیت، ابو طالب عم رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا اس بناء پر حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور ام ہانیؓ حقیقی بھائی بہن ہیں۔

نکاح:

ہبیرہ بن عمرو (بن عائذ) مخزومی سے نکاح ہوا۔

اسلام:

۸ھ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا، مسلمان ہوئیں آپ ﷺ نے اس روز ان کے مکان

---

(۱) اسد الغابہ ج۵ ص ۴۵۲ (۲) مسند ج ٦ ص ۳۵۸ (۳) ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳ (۴) مسند ج ٦ ص ۳۵۹ (۵) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۲

میں غسل کیا تھا اور چاشت کی نماز پڑھی انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دے دی تھی آنحضرت ﷺ نے بھی ان کو پناہ دی(۱) ان کا شوہر ہبیرہ فتح مکہ میں نجران بھاگ گیا تھا۔

وفات :

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہیں تہذیب میں ہے امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

اولاد :

حسب ذیل اولاد چھوڑی : عمرو، ہانی، یوسف، جعدہ

فضل وکمال :

حضرت ام ہانیؓ سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں، جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہیں۔ جعدہ، یحیٰ، ہارون، ابو مرہ، ابو صالح، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن حارث بن نوفل، ابن ابی لیلیٰ، مجاہد، عروہ، عبداللہ بن عیاش، شعبی، عطاء، کریب محمد بن عقبہ (رضی اللہ عنہم)

آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کرتی تھیں، جس سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے، ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی وتاتون فی نادیکم المنکر (۲)

اخلاق :

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے زمانہ میں انکے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کو دیا انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے پی لیا اور پھر خود ہی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں روزہ سے ہوں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ روزہ رکھ لینا، اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے۔ (۳)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ فرمایا ام ہانی! بکری لے لو، یہ بڑی خیر وبرکت کی چیز ہے۔ (۴)

ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں بوڑھی ہو گئی اور چلنے پھرنے میں ضعف معلوم ہوتا ہے اس لئے ایسا عمل بتلایا جائے جس کو بیٹھے بیٹھے انجام دے

---

(۱) مسند ج:۶ ص ۳۴۲ (۲) ایضاً ص ۳۴۱ (۳) مسند ج ۶ ص ۳۴۱ الی ۳۴۴ (۴) ایضا

سکوں آپ نے ایک وظیفہ بتلایا فرمایا کہ سبحان اللہ ایک سو مرتبہ الحمد للہ ایک سو مرتبہ اللہ اکبر ایک سو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک سو مرتبہ کہہ لیا کرو۔ (ایضاً ص ۳۴۴)

(۲۸) حضرت فاطمہؓ بنت خطاب

نام ونسب :

فاطمہ نام ام جمیل کنیت، حضرت عمرؓ کی ہمشیر ہیں۔

نکاح :

حضرت سعید بن زیدؓ سے نکاح ہوا۔

اسلام :

اور انہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں یہ اوائل اسلام کا واقعہ ہے ان کے کچھ دنوں کے بعد ان کے بھائی، یعنی حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے اور انہی کے سبب سے ہوئے اس کا قصہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خود بیان کیا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس جا رہے تھے راستہ میں ایک مخزومی صحابیؓ سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر محمد کا مذہب اختیار کیا ہے؟ بولے ہاں، بلکین پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہن اور بہنوئی نے بھی محمد (ﷺ) کا مذہب قبول کر لیا ہے حضرت عمرؓ سیدھے بہن کے گھر پہنچے، دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھی، ان کی آہٹ پاکر چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا دیئے بلکین آواز ان کے کان میں پڑ چکی تھی، پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں بولے میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے حضرت فاطمہؓ بچانے کے لئے آئیں تو ان کی بھی خبر لی۔ بال پکڑ کر گھسیٹے اور اس قدر مارا کہ ان کا بدن لہولہان ہو گیا اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا عمرؓ! جو ہو سکے کرو، لیکن اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر ایک خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، مجھ کو بھی سناؤ فاطمہؓ نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے حضرت عمرؓ ان کو پڑھتے جاتے تھے اور ان پر رعب چھاتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آیت پر پہنچ کر

پکار اٹھے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد ارسول الله (۱)

ہجرت :

اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔

وفات :

وفات کا سنہ اور مہینہ معلوم نہیں۔

اولاد :

ایک لڑکا چھوڑا عبدالرحمٰن نام تھا۔

(۲۹) حضرت اسماءؓ بنت عمیس

نام ونسب :

اسماء نام، قبیلہ خثعم سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن افتل (خثعم) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں اس بنا پر حضرت میمونہؓ (ام المؤمنین) اور اسماءؓ اخیافی بہنیں تھیں۔

نکاح :

حضرت جعفرؓ سے کہ حضرت علیؓ کے بھائی تھے (اور دس برس بڑے تھے) نکاح ہوا۔

اسلام :

آنحضرت ﷺ کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں۔ حضرت جعفرؓ نے بھی اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔(۲)

عام حالات :

حبشہ کی ہجرت کی اور کئی سال تک مقیم رہیں ۷ ہجری میں جب خیبر فتح ہوا تو مدینہ آئیں حضرت حفصہؓ کے گھر گئیں تو حضرت عمرؓ بھی آگئے، پوچھا یہ کون ہیں، جواب ملا

---

(۱) اصابه ج ۸ ص ۱۶۱ واسد الغابه ج ٤ ص ٥٤

(۲) سیرت ابن هشام ج ۱ ص ۱۳٦، اصابه ج ۸ ص ۹ بحواله ابن سعد

اسماء بولے ہاں، وہ حبش والی وہ سمندر والی" حضرت اسماءؓ نے کہا "ہاں وہی" حضرت عمرؓ نے کہا ہم کو تم پر فضیلت ہے، اس لئے کہ ہم مہاجر ہیں، حضرت اسماءؓ کو یہ فقرہ سن کر غصہ آیا بولیں "کبھی نہیں! تم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے" لیکن ہماری حالت بالکل جداگانہ تھی ہم نہایت دور دراز مقام میں صرف خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں" آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لائے تو انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ ارشاد ہوا انہوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کیں اس لئے تم کو زیادہ فضیلت ہے" حضرت اسماء اور دوسرے مہاجرین کو اس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام فضیلتیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں مہاجرین حبشہ جوق درجوق حضرت اسماءؓ کے پاس آتے اور یہ واقعہ دریافت کرتے تھے۔(۱)

۸ ہجری غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ نے شہادت پائی۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی (حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ حضور ﷺ آبدیدہ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ غمگین کیوں ہیں یا جعفرؓ کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ لوگ شہید ہو گئے ہیں بچوں کو نہلا دھلا کر ہمراہ لے گئی تھی، حضور ﷺ نے بچوں کو اپنے پاس بلایا اور میں چیخ اٹھی) آنحضرت ﷺ اپنے (اہل بیت کے پاس تشریف لے گئے) اور فرمایا جعفرؓ کے بچوں کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ وہ رنج وغم میں مصروف ہیں۔(۲)

اس کے بعد مسجد میں جاکر غمزدہ بیٹھے اور اس خبر کا اعلان کیا اسی حالت میں ایک شخص نے آکر کہا کہ جعفرؓ کی مستورات ماتم کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں، آپ نے ان کو منع کرا بھیجا، وہ گئے اور واپس آکر کہا کہ میں نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتیں آپ نے دوبارہ بھیجا وہ پھر گئے اور واپس آکر عرض کی کہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تو ان کے منہ میں خاک بھر دو" یہ واقعہ حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری میں منقول ہے صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اس شخص سے کہا کہ "خدا کی قسم! تم یہ نہ کرو گے (منہ میں خاک ڈالنا) تو آنحضرت ﷺ کو تکلیف سے نجات نہ ملے گی"(۳)

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۰۷، ۶۰۸ (۲) مسند ج ٦ ص ۳۷۰ (۳) بخاری ج ۲ ص ٦۱۱

تیسرے دن(۱) آنحضرت ﷺ حضرت اسماءؓ کے گھر تشریف لائے اور سوگ کی ممانعت کی(۲) تقریباً ٦ مہینے کے بعد شوال ۸ھ ہجری میں جو غزوہ حنین کا زمانہ تھا آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے ان کا نکاح پڑھادیا(۳) جس کے دو برس بعد ذوقعدہ ۱۰ھ میں محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے اس وقت حضرت اسماءؓ حج کی غرض سے مکہ آئی تھیں چونکہ محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے تھے اسماءؓ نے دریافت کرایا کہ میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا نہا کر احرام باندھیں۔(۴)

آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ام سلمہؓ اور اسماءؓ نے ذات الجنب تشخیص کر کے دوا پلانا چاہی چونکہ گوارانہ تھی۔ آپ نے انکار فرمادیا۔ اسی ممانعت میں غشی طاری ہو گئی انہوں نے منہ کھول کر پلادی، افاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا "یہ مشورہ اسماء نے دیا ہوگا، وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں، عباسؓ کے علاوہ سب کو دوا پلائی جائے" چنانچہ تمام ازواج مطہراتؓ کو دوا پلائی گئی۔(۵)

۱۳ھ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو وصیت فرمائی کہ اسماءؓ غسل دیں۔(۶)

حضرت ابوبکرؓ کے بعد اسماءؓ حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں، محمد بن ابوبکرؓ بھی ساتھ آئے اور حضرت علیؓ کے آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ ایک دن عجیب لطیفہ ہوا، محمد بن جعفر اور محمدؓ بن ابوبکر نے باہم فخراً کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں اس لئے کہ ہمارے باپ تمہارے باپ سے بہتر تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو بولیں کہ تمام نوجوانوں پر جعفرؓ کو اور تمام بوڑھوں پر ابوبکرؓ کو فضیلت حاصل ہے حضرت علیؓ بولے "پھر ہمارے لئے کیا رہا"(۷)

۳۸ھ ہجری میں محمد بن ابوبکرؓ مصر میں قتل ہوئے اور گدھے کی کھال میں ان کی لاش جلائی گئی حضرت اسماءؓ کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ کیا ہو سکتا تھا؟ ان کو سخت غصہ

---

(۱) مسند ج ٦ ص ۳٦۹ (۲) جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کو ۴ ماہ دس دن سوگ کرنا چاہیے مسئلہ یہی ہے حضرت اسماءؓ کی اس روایت سے شبہ میں نہ پڑنا چاہیے اس لئے کہ یہ روایت تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے اور شاذ ہے اور اجماع اس کے خلاف ہے امام طحاوی کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہے اور امام بیہقی کے نزدیک منقطع ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص ۴۲۹ ان کے سوا اور بہت سے جوابات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے)
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۹ (٤) مسلم ج ۱ ص ۳۸۵، ۳۹٤ (۵) بخاری ج ۲ وطبقات ج ۲ ق ۲ ص ۳۱، ۳۲ و مسند ج ۲ ص ٤۳۸ (٦) اصابہ ج ۸ ص ۹ بحوالہ ابن سعد (۷) اصابہ ج ۸ ص ۹

آیا لیکن نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئیں۔(۱)

وفات:

۴۰ھ ہجری میں حضرت علیؓ نے شہادت پائی اور ان کے بعد حضرت اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔(۲)

اولاد:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت اسماءؓ نے تین نکاح کئے چنانچہ حضرت جعفرؓ سے محمد، عبداللہ، عون، حضرت ابوبکرؓ سے محمد اور حضرت علیؓ سے یحییٰ پیدا ہوئے۔(۳)

ریاض النضرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے دو لڑکے ہوئے تھے، یحییٰ اور عون،(۴) لیکن علامہ ابن اثیر نے اس کو غلط کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ابن کلبی کا خیال ہے جو مشہور دروغ گو تھا۔

فضل وکمال:

حضرت اسماءؓ سے ٦٠ حدیثیں مروی ہیں، جن کے راویوں کے نام یہ ہیں، حضرت عمرؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن جعفرؓ، ابن عباسؓ، قاسم بن محمدؓ، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عروہ ابن مسیب، ام عون بنت محمد بن جعفرؓ، فاطمہؓ بنت علی، ابو یزید مدنی۔

آنحضرت ﷺ سے براہ راست تعلیم حاصل کرتی تھیں، آنحضرت ﷺ نے مصیبت اور تکلیف میں پڑھنے کے لئے انکو ایک دعا بتائی تھی۔(۵)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے بچوں کو دبلا دیکھا تو پوچھا کہ یہ اس قدر دبلے کیوں ہیں، اسماءؓ نے کہا ان کو نظر بہت لگتی ہے، فرمایا تو تم جھاڑ پھونک کرو، حضرت اسماءؓ کو ایک منتر یاد تھا، آنحضرت ﷺ کو سنایا، فرمایا "ہاں یہی سہی"(۶)

حضرت اسماءؓ کو خواب کی تعبیر میں بھی دخل تھا چنانچہ حضرت عمرؓ اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔(۷)

---

(۱) ایضاً (۲) خلاصہ تہذیب ص ٤۸۸ (۳) استیعاب ج ۲ ص ۷۲۵ (٤) ریاض النضرہ ج ۲ ص ٦٤۹ (۵) مسند ج ٦ ص ۳٦۹
(٦) مسلم ج ۲ ص ۲۲۳
(۷) اصابہ ج ۸ ص ۹

(۳۰) حضرت اسماءؓ (بنت ابی بکرؓ)

نام ونسب :

اسماء نام ‘ذات النطاقین لقب‘ حضرت ابو بکرؓ کی صاحب زادی ہیں۔
ماں کا نام قتلہ بنت عبدالعزیٰ تھا‘ ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح :

حضرت زبیرؓ بن عوام سے نکاح ہوا۔

اسلام :

اپنے شوہر کی طرح انہوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت کی ابن اسحٰق کے قول کے مطابق ان کا ایمان لانے والوں میں اٹھارہواں نمبر تھا۔

عام حالات :

جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی‘ تو حضرت ابو بکرؓ رفیق صحبت تھے آپ ﷺ دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا حضرت اسماءؓ نے سفر کا سامان کیا دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا‘ نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں‘ پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا‘ یہ وہ شرف تھا جس کی بناء پر آج تک انکو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔(۱)

حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے‘ ابو قحافہ کہ ان کے والد تھے‘ معلوم ہوا بولے انہوں نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی حضرت اسماءؓ نے کہا وہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہیں‘ یہ کہہ کر اٹھیں اور جس جگہ حضرت ابو بکرؓ کا مال رہتا تھا بہت سے پتھر رکھ دیئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا پھر ابو قحافہ کو لے گئیں اور کہا ٹٹول لیجئے دیکھئے یہ رکھا ہے‘ ابو قحافہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے مان گئے اور کہا کھانے کے لئے بہت ہے حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ میں نے صرف ابو قحافہ کی تسکین کے لئے ایسا کیا تھا اور نہ وہاں ایک حبہ بھی نہ تھا۔(۲)

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماءؓ بھی آئیں (۳) قبا

---

(۱) بخاری ج۱ ص ۵۵۳‘۵۵۵ (۲) مسند احمد بن حنبل ج۲ ص ۳۵۰
(۳) اصابہ ج٤ ص ۲۲۹‘ طبقات ج ۱ق۱ ص ۱٦۱ و تهذیب ج۵ ص ۲۱٤

میں قیام کیا‘ یہاں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے‘ ان کو لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں‘ آپ نے عبداللہ کو گود میں لیا گھٹی دی اور ان کے لئے دعا فرمائی(۱) عبداللہ بن زبیر جب جوان ہوئے تو حضرت اسماءؓ ان کے پاس رہنے لگیں کیونکہ حضرت زبیرؓ نے ان کو طلاق دیدی تھی۔(۲)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے گھٹی میں آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک پایا تھا اس بناء پر جب سن شعور کو پہنچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے ادھر سلطنت بنوامیہ کا فرماں روا (یزید) سر تا پا فسق وفجور تھا حضرت عبداللہؓ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا مکہ میں پناہ گزیں ہوئے اور وہیں سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی چونکہ حضرت عبداللہؓ کی عظمت وجلالت کا ہر شخص معترف تھا اس لئے تمام دنیائے اسلام نے اس صدا پر لبیک کہی اور ملک کا بڑا حصہ ان کے علم کے نیچے آ گیا لیکن جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا‘ تو اس نے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کی تیاریاں کیں‘ شامی لشکر نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا تو ابن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے‘ وہ بیمار تھیں پوچھا ”کیا حال ہے؟“ بولیں ”بیمار ہوں“ کہا ”آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے“ حضرت اسماءؓ نے کہا ”شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا ہے لیکن میں بھی مرنا پسند نہیں کرتی میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑ کر قتل ہو اور میں صبر کروں‘ یا تم کامیاب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں“ ابن زبیرؓ ہنس کر چلے گئے‘ شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ماں کی خدمت میں آئے‘ وہ مسجد میں بیٹھی تھیں‘ صلح کے متعلق مشورہ کیا ”بولیں بیٹا! قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں‘ کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار مارنا ذلت کے ساتھ کوڑا مارنے سے بہتر ہے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے اس پر عمل کیا اور لڑ کر مردانہ وار شہادت حاصل کی حجاج نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا تین دن گزرنے پر حضرت اسماءؓ کنیز کو ساتھ لیکر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں۔ لاش الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا ”کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا“(۳) حجاج کو چھیڑ منظور تھی آدمی بھیجا کہ جا کر لائے‘ حضرت اسماءؓ نے انکار کیا‘ اس نے پھر آدمی بھیجا کہ ابھی خیریت ہے‘ ورنہ آئندہ جو شخص بھیجا جائے گا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا“ حضرت اسماءؓ صرف خدا کی شان جباری کی معترف تھیں جواب دیا میں نہیں جا سکتی حجاج نے مجبوراً خود

---

(۱) بخاری ج۱ ص ۵۵۵ (۲) فتح الباری ج ٦ ص ۱٦۳ و اسد الغابہ ج۵ ص ۳۹۲
(۳) اسد الغابہ ج ۳ ص ۱٦۳ و استیعاب ج۱ ص ۳٦٦

جو تا پہنا اور حضرت اسماءؓ کی خدمت میں آیا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی حجاج نے کہا "کہئے میں نے دشمن خدا (ابن زبیرؓ) کے ساتھ کیا سلوک کیا" حضرت اسماءؓ بولیں۔ "تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی! میں نے سنا ہے کہ تو ان کو طنزاً ذات النطاقین کا بیٹا کہتا ہے' خدا کی قسم ذات النطاقین میں ہوں! میں نے نطاق سے آنحضرت ﷺ اور ابو بکرؓ کا کھانا باندھا تھا اور دوسرے کو کمر میں لپیٹتی تھی' لیکن یہ یاد رہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم پیدا ہو گا' چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے" حجاج نے یہ حدیث سنی تو چپکا اٹھ کھڑا ہوا۔(۱)

چند دنوں کے بعد عبد الملک کا حکم پہنچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یہود کے قبرستان میں پھینکوا دی حضرت اسماءؓ نے لاش اٹھوا کر گھر منگوایا اور غسل دلوا کر جنازہ کی نماز پڑھی حضرت ابن زبیرؓ کا جوڑ الگ تھا' نہلانے کے لئے کوئی عضو اٹھایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا' لیکن حضرت اسماءؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ خدا کی رحمت ان ہی پارہ پارہ ٹکڑوں پر نازل ہوتی ہے۔

وفات :

حضرت اسماءؓ دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبد اللہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے (۲) چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماءؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا یہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ ہجری کا واقعہ ہے اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔

اولاد :

حسب ذیل اولاد ہوئی' عبد اللہ' منذر' عروہ' مہاجر' خدیجۃ الکبریٰ' ام الحسن' عائشہ (۳)

حلیہ :

حضرت اسماءؓ باایں ہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے (۴) دراز قد اور لحیم شحیم تھیں اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی (۵)

فضل و کمال :

آنحضرت ﷺ سے حضرت اسماءؓ نے (۵۶) حدیثیں روایت کی ہیں جو صحیحین اور

---

(۱) مسلم ج۲ ص ۳۷۵ (۲) استیعاب ج ۱ ص ۳۶۶ (۳) طبری ج ۳ ص ۲۴۶۱ اور الریاض النضرۃ ص ۲۸۰،۲۷۹ (۴) اصابہ ج ۸ ص ۸ (۵) مسند ج ۶ ص ۳۴۸ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۳

سنن میں موجود ہیں راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

عبد اللہ' عروہ (پسران) عباد بن عبد اللہ' عبد اللہ بن عروہ (نبیرگان) فاطمہ بنت المنذر ابن زبیرؓ عبادہ بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیرؓ عبد اللہ بن کیسان (غلام) ابن عباس' صفیہ بنت شیبہ ابن ابی ملیکہ' وہب بن کیسان' ابو بکر و عامر (پسران) ابن زبیرؓ مطلب بن حطب' محمد بن منکدر' مسلم معری' ابو نوفل' ابن ابو عقرب

اخلاق :

حضرت اسماءؓ بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے' نماز کو بہت طول دیا تو حضرت اسماءؓ نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا' ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں جن میں ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیئے (۱) لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی حضرت اسماءؓ کو غش آ گیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔(۲) ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں یہ میرا گناہ ہے (اور جو گناہ خدا معاف کر تا رہتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں)

حق گوئی ان کا خاص شعار تھا' اس کی متعدد مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جبار کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھیں وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر ہے' ایک دن وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا' حضرت اسماءؓ اپنی کنیز کے ساتھ آئیں اور دریافت کیا کہ "امیر کہاں ہے ؟" معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئیں اس نے دیکھتے ہی کہا "تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا' اس لئے خدا نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا" حضرت اسماءؓ نے برجستہ جواب دیا تو جھوٹا ہے' وہ ملحد نہ تھا' بلکہ صائم' پارسا اور شب بیدار تھا۔(۳)

نہایت صابر تھیں' حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت ایک قیامت تھی' جو ان کے لئے قیامت کبریٰ بن گئی' لیکن اس میں انہوں نے جس عزم' جس استقلال جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا اس کی تاریخ میں بہت کم نظیریں مل سکتی ہیں۔

حد درجہ خوددار تھیں' حجاج بن یوسف جیسے امیر کی نخوت بھی ان کی خودداری کی چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھی۔

باایں ہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھیں' محنت مشقت میں ان کو بالکل عار نہ تھا'

---

(۱) مسند ج ۶ ص ۳۴۹ (۲) بخاری ج ۱ ص ۱۴۴ (۳) مسند ج ۶ ص ۳۵۱

چنانچہ جب ان کا نکاح ہوا تو حضرت زبیرؓ کے پاس کچھ نہ تھا' صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا وہ گھوڑے کو دلنہ دیتی' پانی بھرتی اور ڈول سیتی تھیں' روٹی پکانی نہیں آتی تھی اس لئے آٹا گوندھ کر رکھتی اور انصار کی بعض عورتیں پکا دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر وہ چھوہاروں کی گٹھلیاں چنتی اور تین فرلانگ سے سر پر لاد کر لاتی تھیں ایک دن اسی حالت میں آرہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہو جائیں' لیکن ان کو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں گھر آکر حضرت زبیرؓ سے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہیں آئی؟ کچھ زمانہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ان کو ایک غلام دیا جو گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا اس وقت حضرت اسماءؓ کی مصیبت کم ہوئی کہتی تھیں فکانما اعقنی یعنی گویا ابو بکرؓ نے مجھ کو آزاد کر دیا۔(۱)

غربت کی وجہ سے جو کچھ خرچ کرتیں ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں' آنحضرت ﷺ نے منع کیا کہ پھر خدا بھی ناپ کر دے گا اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہو گئی اور پھر کبھی تنگدست نہیں ہوئیں۔(۲)

حد درجہ فیاض تھیں' عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا' حضرت عائشہؓ نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصہ میں آیا تھا' لیکن انہوں نے اس کو لاکھ درہم پر فروخت کر کے کل رقم عزیزوں پر تقسیم کر دی(۳) بیمار پڑتیں تو اپنے تمام غلام آزاد کر دیتی تھیں(۴) حضرت زبیرؓ کا مزاج تیز تھا' اس لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں بلا اجازت ان کے مال سے فقراء کو خیرات دے سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔(۵)

ایک مرتبہ ان کی ماں مدینہ میں آئیں اور ان سے روپیہ مانگا' حضرت اسماءؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ مشرک ہیں کیا ایسی حالت میں ان کی مدد کر سکتی ہوں؟ ارشاد ہوا "ہاں (اپنی ماں کے ساتھ صلح رحمی کرو)"(۶)

حضرت اسماءؓ نے کئی حج کئے۔ پہلا حج آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا(۷) اس میں

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۷۵۶ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۵۲ (۳) بخاری باب ھبۃ الواحد للجماعۃ
(٤) خلاصہ تھذیب ص ٤۸۸ (۵) مسند ج ٦ ص ۳۵۳ (٦) بخاری ج ۲ ص ۸۸٤ (۷) مسلم ج ۱ ص ٤۷۹

جو کچھ دیکھا تھا(۱) ان کو بالکل یاد نہ تھا' چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب حج کے لئے آئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تو رات کو نماز پڑھی پھر اپنے غلام سے پوچھا "چاند چھپ گیا' اس نے کہا نہیں' جب چاند ڈوب گیا' بولیں کہ اب رمی کے لئے چلو' رمی کے بعد پھر واپس آئیں اور صبح کی نماز پڑھی اس نے کہا آپ نے بڑی عجلت کی فرمایا آنحضرت ﷺ نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے (۲) جب کبھی حجوں سے گزرتیں کہتیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہاں ٹھہرے تھے' اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا ہم نے اور عائشہؓ اور زبیرؓ نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر کے حلال ہوئے تھے۔(۳)

نہایت بہادر تھیں' اخلاقی جرأت کے چند واقعات اوپر تحریر ہو چکے ہیں سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب اسلام میں فتنہ پیدا ہوا اور بد امنی شروع ہو گئی تو انہوں نے ایک خنجر رکھا تھا لوگوں نے پوچھا' اس کا کیا فائدہ ہے؟ بولیں اگر کوئی چور آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کروں گی؟(٤)

حضرت اسماءؓ کے تقدس کا عام چرچا تھا لوگ ان سے دعا کراتے تھے جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی اور دعا کے لئے آتی تو اس کے سینہ پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو(۵) (حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بخار آتش جہنم کی گرمی سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو) (٦) گھر کا کوئی آدمی بیمار ہوتا تھا تو آنحضرت ﷺ کا جبہ (جس کو حضرت عائشہؓ نے وفات کے وقت ان کے سپرد کیا تھا) دھوتی اور اس کا پانی پلاتی تھیں اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی۔(۷)

(۳۱) حضرت فاطمہ بنت قیسؓ

نام و نسب:

فاطمہ نام' سلسلہ نسب یہ ہے: فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب ثعلبہ ابن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر' والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تھیں۔

---

(۱) بخاری ج ۱ ص ۲۳۷ (۲) ایضاً (۳) ایضاً (٤) ذیل طبری ج ۱۳ ص ۲٤٦۱
(۵) بخاری ج ۲ ص ۸۵۲ (٦) ایضاً باب الحمی من فیح جھنم (۷) مسند ج ٦ ص ۳٤۸

نکاح :

ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔

اسلام :

اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائیں۔

ہجرت :

اور ہجرت کی۔

عام حالات :

۱۰ھ ہجری میں حضرت علیؓ ایک لشکر لے کر یمن گئے تھے، ابو عمرو بھی ان کے ساتھ تھے، چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی کو آخری طلاق (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور ۵، ۵ صاع جو اور خرمے بھیجے حضرت فاطمہؓ نے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو عیاش نے کہا کہ جو کچھ دیا گیا محض احسان ہے ورنہ ہمارے ذمہ یہ بھی ضروری نہیں اس جواب پر فاطمہ کو غصہ آیا اور اپنے کپڑے لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئیں خالد بن ولیدؓ وغیرہ بھی پہنچے، آپ نے دریافت کیا کہ انہوں نے تم کو کتنے مرتبہ طلاق دی بولیں ۳ مرتبہ فرمایا۔ اب تم کو نفقہ نہیں مل سکتا۔(۱) تم ام شریک کے ہاں عدت کے دن پورے کرو لیکن چونکہ ام شریک کے اعزہ و اقارب ان کے مکان میں آتے جاتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ابن مکتوم نابینا اور تمہارے ابن عم ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ تم ان کے ہاں رہو" عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے پیغام آئے امیر معاویہؓ ابو جہم اور اسامہ بن زیدؓ نے بھی پیغام دیا لیکن آنحضرت ﷺ نے پہلے دو شخصوں کا پیغام اس لئے مسترد کر دیا کہ اول الذکر مفلس اور دوسرے تند مزاج تھے پھر فاطمہؓ سے فرمایا کہ تم اسامہؓ سے نکاح کر لو چونکہ فاطمہؓ کو خیال تھا کہ خود آنحضرت ﷺ ان کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائیں گے اس لئے انکار کیا ارشاد ہوا "خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے" یہ سن کر فاطمہ مجبور ہوئیں اور حضرت اسامہؓ سے نکاح کر لیا، کہتی ہیں کہ پھر میں قابل رشک بن گئی۔(۲)

۲۳ھ ہجری میں جب حضرت عمرؓ نے انتقال کیا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس فاطمہ ہی کے مکان میں ہوتا تھا۔(۳)

---

(۱) عدت کے اندر عورت کا کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ ہے جس نے طلاق دی ہے حضرت فاطمہؓ بنت قیس کی اس روایت کے متعلق بڑی بحث ہے جس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں ہے۔ (۲) مسلم ج ۱ ص ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵ مسند ج ۶ ص ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴ (۳) اسد الغابہ ج ۸ ص ۸۲۶

۵۴ھ ہجری میں حضرت اسامہؓ نے انتقال فرمایا فاطمہؓ کو سخت صدمہ ہوا دوسری شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاکؓ کے ساتھ رہیں جب یزید نے اپنے عہد حکومت میں ان کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو فاطمہؓ بھی ان کے ساتھ کوفہ چلی آئیں اور یہیں سکونت اختیار کی۔

وفات :

وفات کا سال معلوم نہیں، حضرت ابن زبیرؓ کے زمانہ خلافت تک زندہ تھیں۔(۱)

حلیہ :

خوبصورت تھیں۔(۲)

فضل و کمال :

اسد الغابہ میں ہے :

لها عقل و كمال (ص ۵۲٦، ج ۵)

"یعنی وہ عنایت عقیل اور صاحب کمال تھیں۔

حضرت سعید بن زید کی صاحبزادی، عبداللہ بن عمرو (بن عثمان) کو منسوب تھیں، انہوں نے ان کو تین طلاقیں دیں، فاطمہؓ ان کی خالہ ہوتی تھیں کہلا بھیجا کہ میرے گھر چلی آؤ مروان نے قبیصہ کو بھیجا کہ فاطمہؓ سے سبب دریافت کرو، قبیصہ نے آکر کہا کہ آپ ایک عورت کو ایام عدت گزرنے سے قبل کیوں گھر سے نکالتی ہیں، بولیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو یہی حکم دیا تھا اس کے بعد اپنا واقعہ بیان کیا اور اس کی قرآن مجید سے تائید کی، قرآن مجید میں ہے :

إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ (طلاق ۱)

"جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے وقت تک طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور خدا سے ڈرو اور ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں"

یہ مراجعہ کی صورت تھی اس کے بعد ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (طلاق ۲)

"پس جب میعاد کو پہنچ جائیں تو ان کو اچھی طرح روکے رکھو یا اچھی طرح جدا کر دو"

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۵۸٦ (۲) اصابہ ج ۸ ص ۱٦٤

اس بناء پر تین مرتبہ کے بعد پھر کسی صورت کا احتمال نہیں ہے‘ اس کے بعد فرمایا کہ چونکہ تمہارے نزدیک عورت جب تک حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ نہ دینا چاہیے اس لئے اس کو روک رکھنا بالکل بیکار ہے (جب مروان کو حضرت فاطمہؓ کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو کہا کہ یہ ایک عورت کی بات ہے اور ان مطلقہ خاتون کو حکم دیا کہ اپنے گھر واپس آئیں‘ چنانچہ وہ واپس آئیں اور وہیں عدت گزاری)(۱)

فاطمہؓ نے آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں‘ جو متعدد اشخاص کے ذریعہ سے مروی ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

قاسم بن محمد‘ ابو بکر بن ابو الجہم‘ ابو سلمہ‘ سعید بن مسیب‘ عروہ‘ عبداللہ بن عبداللہ‘ اسود‘ سلیمان بن یسار‘ عبداللہ البہی‘ محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان‘ شعبی‘ عبدالرحمن ابن عاصم‘ تمیم

اخلاق:

عادات واخلاق نہایت شریفانہ تھے‘ شعبی جوان کے شاگرد تھے‘ ملنے کو آئے تو انہوں نے چھوہارے کھلائے اور ستو پلایا۔(۲)

(۳۲) حضرت شفاء بنت عبداللہؓ

نام ونسب:

شفاء نام‘ قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے: شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن سداد بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی ابن کعب بن لوئی‘ والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم تھا۔

نکاح:

ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا۔

اسلام:

ہجرت کے قبل مسلمان ہوئیں۔(۳)

---

(۱) مسلم ج ۱ ص ۵۸٤ و مسند ج ٦ ص ٤١٥، ٤١٦ (۲) مسلم ج ۱ ص ۵۸۵
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۲۰

عام حالات:

آنحضرت ﷺ سے ان کو بہت محبت تھی آپ ﷺ کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے انہوں نے آپؐ کے لئے علیحدہ بچھونا اور ایک تہمد رکھ چھوڑی تھی چونکہ ان میں آنحضرت ﷺ کا پسینہ جذب ہوتا تھا یہ بڑی متبرک چیزیں تھیں حضرت شفاءؓ کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا لیکن مروان نے ان سے یہ سب چیزیں لے لیں۔(۱)

آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اسی میں سکونت پذیر تھیں۔(۲)

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے ساتھ خاص رعایتیں کیں۔ چنانچہ ابن سعد میں ہے:-

کان عمر یقدمھا فی الرائ و یرعاھا و یفضلھا و ربما ولا ھاشیئا من امر السوق(۳)

"حضرت عمرؓ ان کو رائے میں مقدم رکھتے ان کی فضیلت کی رعایت کرتے اور ان کو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے۔"

وفات:

وفات کا سنہ معلوم نہیں۔

اولاد:

اولاد میں دو کا پتہ چلتا ہے‘ سلیمان اور ایک لڑکی جو شرجیل بن حسنہ کو منسوب تھی۔

فضل وکمال:

جاہلیت میں دو چیزوں میں مشہور تھیں‘ جھاڑ پھونک اور لکھنا‘ جھاڑ پھونک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے انہوں نے استفسار کیا تھا‘ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تھی اور فرمایا تھا کہ حفصہؓ کو بھی سکھادو‘ لکھنے کے متعلق بھی یہی ارشاد ہوا تھا(٤) چیونٹی کے کاٹے میں یہ منتر پڑھتی تھیں۔ بسم اللہ صلو صلب جبر تعوذ امن افواھھا فلا تضر احداً اللھم اکشف الباس رب الناس .(۵)

---

(۱) اسدالغابہ ج۵ ص ٤٨٦ (اصابہ ج ۸ ص ۱۲۱) (۲) اصابہ ۱۲۱ بحوالہ ابن سعد
(۳) اصابہ ص ۱۲۱ (٤) مسند ج ٦ ص ۳۷۳ (۵) اسد الغابہ ج ۵ ص ٤٨٧

حضرت شفاء نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں جن کی تعداد صاحب خلاصہ کے نزدیک بارہ ہے، راویوں میں ان کے بیٹے اور دو پوتے ابوبکر و عثمان اور ابو سلمہ، حضرت حفصہؓ ابو اسحٰق شامل ہیں۔

اخلاق :

اسد الغابہ میں ہے :(۱)

کانت من عقلاء النسا و فضلائهن

"یعنی وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھیں"

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ان کو بلا کر ایک چادر عنایت کی اور عاتکہ بنت اسید کو ان سے بہتر چادر دی، تو بولیں تمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں، ان کو مجھ سے بہتر چادر دی حالانکہ میں ان سے پہلے مسلمان ہوئی تمہاری بنت عم بھی ہوں اس کے علاوہ تم نے مجھ کو طلب کیا تھا اور یہ خود چلی آئیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں تمہیں عمدہ چادر دیتا لیکن جب یہ آگئیں تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے نسباً قریب تر ہیں۔(۲)

(۳۳) حضرت زینبؓ بنت ابی معاویہ

نام ونسب :

زینب نام، رائطہ عرف، قبیلہ ثقیف سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے : زینب بنت عبداللہ، ابی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن جشم ابن ثقیف۔

نکاح :

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نکاح ہوا، چونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور زینبؓ دستکار تھیں۔ اس لئے اپنے شوہر اور اولاد کی خود کفیل ہوئیں، ایک دن کہنے لگیں کہ تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھ کو صدقہ وخیرات سے روک رکھا ہے، جو کچھ کماتی ہوں تم کو کھلا دیتی ہوں، بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت ابن مسعودؓ نے جواب دیا تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو، مجھ کو تمہارا نقصان منظور نہیں حضرت زینب آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور عرض کی

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۸۶ (۲) ایضاً ج ۵ ص ۴۹۷ حالات عاتکہؓ

کہ میں دستکار ہوں اور جو کچھ اس سے پیدا کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہو جاتا ہے کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اس بناء پر میں محتاجوں کو صدقہ نہیں دے سکتی۔ اس حالت میں کیا مجھ کو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں تم کو ان کی خبر گیری کرنا چاہئیے۔(۱)

عام حالات :

حضرت زینبؓ کے حالات بہت کم معلوم ہیں سال وفات کا بھی یہی حال ہے۔

اولاد :

ابو عبیدہؓ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گزرے ہیں حضرت زینبؓ کے نور نظر تھے۔

فضل وکمال :

آنحضرت ﷺ کی حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے چند حدیثیں روایت کیں، راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔ ابو عبیدہ، عمرو بن حارث بن ابی ضرار بسر بن سعید، عبید بن سباق، کلثوم، محمد بن عمرو بن حارث۔

اخلاق :

بارگاہ نبوت میں ان کو مخصوص درجہ حاصل تھا۔ اکثر آپ کے مکان میں آتی جاتی تھیں ایک دن وہ آپ کے سر کے جوئیں دیکھ رہی تھیں، مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں، ایک مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے اپنے کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو کام بھی کرو اور گفتگو بھی۔(۲)

(۳۴) حضرت اسماءؓ بنت یزید

نام ونسب :

اسماء نام، ام سلمہ کنیت۔ سلسلہ نسب یہ ہے : اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

(۱) مسلم (۲) مسند ج ۶ ص ۳۶۳

اسلام :

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں۔ آپ صحابہؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے 'انہوں نے عرض کی کہ " مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں خدا نے آپ کو مرد اور عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے 'ہم نے آپ کی پیروی کی ہے اور آپ پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے 'ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے اور مرد جمعہ و جماعت میں شریک ہوتے ہیں 'مریضوں کی عیادت کرتے ہیں 'نماز جنازہ پڑھتے ہیں 'حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتے ہیں 'گھروں کی حفاظت کرتے ہیں 'کپڑوں کے لئے چرخہ کاتتے ہیں 'تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی کچھ ثواب ملے گا " آنحضرت ﷺ نے سنا تو صحابہؓ سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے ؟ لوگوں نے کہا نہیں 'آپ ﷺ نے اسماء کو جواب دیا نہیں 'آپ نے اسماءؓ کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضاجوئی نہایت ضروری چیز ہے 'اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے 'عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔(۱)

جامع ترمذی ' ابن سعد اور مسند ابن حنبل میں اس بیعت کا کسی قدر تذکرہ آیا ہے۔ مسند میں ہے کہ اس بیعت میں اسماءؓ کی خالہ بھی شریک تھیں جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں 'آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو ؟ بولیں نہیں تو فرمایا تو کیا تم کو یہ پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے 'حضرت اسماءؓ نے کہا خالہ ان کو اتار دو 'چنانچہ فوراً تمام چیزیں اتار کر پھینک دیں اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ ! ہم زیور نہ پہنیں گے تو شوہر بے وقعت سمجھے گا ارشاد ہوا " تو پھر چاندی کے زیور بنواؤ اور ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے "

غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا آنحضرت ﷺ نے زبانی چند اقرار کرائے حضرت اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ ! ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں 'اپنا ہاتھ بڑھایئے فرمایا 'میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۸ و استیعاب ج ۲ ص ۷۲۶

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ کنگن کا واقعہ خود حضرت اسماءؓ کا تھا۔(۱)

عام حالات :

۱ھ ہجری میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی اور وہ اپنے میکہ سے کاشانہ نبوت میں آئیں 'تو جن عورتوں نے ان کو سنوارا تھا ان میں حضرت اسماءؓ بھی داخل تھیں حضرت عائشہؓ کو جلوے میں بٹھا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع کی 'آپ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے 'کسی نے دودھ پیش کیا تو تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہؓ کو دے دیا ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا 'حضرت اسماءؓ نے ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ جو دیتے ہیں ' لے لو 'حضرت عائشہؓ نے دودھ لے کر کسی قدر پی لیا اور پھر آنحضرت ﷺ کو واپس کر دیا آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء کو دیا انہوں نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا تھا وہاں بھی منہ لگ جائے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دو 'لیکن سب نے جواب دیا کہ ہم کو اس وقت خواہش نہیں ہے ارشاد ہوا " بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی "؟(۲)

۱۵ ہجری یرموک کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت اسماءؓ نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا۔(۳)

وفات :

یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہیں اور پھر وفات پائی 'وفات کا سال معلوم نہیں ہے۔

فضل و کمال :

حضرت اسماءؓ نے آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں 'جن کے راوی اصحاب ذیل ہیں۔ محمود بن عمرو انصاری 'مہاجر بن ابی مسلم 'شہر بن حوشب 'مجاہد 'اسحٰق بن راشد لیکن ان میں سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے روایتیں کی ہیں۔

اخلاق :

استیعاب میں ہے :

کانت من ذوات العقل والدين

---

(۱) ان واقعات کے لئے دیکھو مسند ج ۶ ص ۴۵۳'۴۵۴'۴۶۰'۴۶۱ (۲) مسند ج ۶ ص ۴۵۸
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۱۳

"یعنی وہ عقل اور دین دونوں سے متصف تھیں"

آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتی تھیں(۱) ایک مرتبہ ناقہ عضباء کی مہار تھامے تھیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی ان کا بیان ہے کہ وحی کا اتنا بار تھا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اونٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائے(۲) حضرت اسماءؓ اکثر اوقات کاشانہ نبوت میں حاضر ہوتیں ایک مرتبہ بیٹھی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا' گھر میں کہرام مچ گیا آنحضرت ﷺ دوبارہ واپس آئے تو وہی حالت قائم تھے' فرمایا کیوں روتی ہو؟ حضرت اسماءؓ نے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ لونڈی آٹا گوندھنے بیٹھی ہے' ہم کو سخت بھوک ہوتی ہے وہ پکا کر فارغ نہیں ہوتی کہ ہم بھوک سے بیتاب ہو جاتے ہیں' پھر دجال کے زمانہ میں جو قحط پڑے گا اس پر کیوں کر صبر کر سکیں گے (یعنی فوراً اس کے دام میں پھنس جائیں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس دن تسبیح و تکبیر بھوک سے بچائے گی پھر کہا رونے کی ضرورت نہیں اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں خود سینہ سپر ہوں گا' ورنہ میرے بعد خدا ہر مسلمان کی حفاظت کرے گا۔(۳)

مہمان نواز تھیں (ایک بار حضرت) شہر بن حوشبؓ آئے تو (انہوں نے) ان کے سامنے کھانا رکھا (حضرت شہر بن حوشب نے) انکار کیا تو آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا (جس سے یہ اشارہ مقصود تھا کہ انکار کرنا مناسب نہیں' انہوں نے کہا اب دوبارہ ایسی غلطی نہ کروں گا)(۴)

(۳۵) حضرت ام الدرداءؓ

نام و نسب:

ام الدرداءؓ دو تھیں۔ اور دونوں حضرت ابو الدرداءؓ کے عقد نکاح میں آئیں۔ لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور ابو حدرد اسلمی کی صاحبزادی تھیں۔

وفات:

حضرت ابو درداءؓ سے دو سال قبل شام میں وفات پائی۔ یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا۔

فضل و کمال:

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

---

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۵۹ (۲) ایضاً ص: ۴۵۵'۴۵۸ (۳) مسند ج ۶ ص ۴۵۳'۴۵۴
(۴) ایضاً ۴۵۸

كانت من فضلى النساء و عقلائهن وذوات الرای فيهن(۱)

"وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں"

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو الدرداءؓ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں ان کے شاگرد میمون بن مہران ہیں' جن کی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے' حافظ ابن عبدالبر نے بعض اور راویوں کے نام بھی لکھے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے کیوں کہ ان میں سے کسی نے ام الدرداءؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

اخلاق:

نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں۔(۲)

(۳۶) حضرت ام حکیمؓ

نام و نسب:

قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں' باپ کا نام حارث بن ہشام بن المغیرہ اور ماں کا نام فاطمہ بنت الولید تھا۔ فاطمہ حضرت خالد بن الولید کی ہمشیر تھیں۔

نکاح:

عکرمہ بن ابو جہل سے (جو ان کے ابن عم تھے) شادی ہوئی۔

عام حالات:

غزوہ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ لیکن جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو پھر اسلام سے چارہ نہ تھا ان کا خسر (ابو جہل) مکہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور کفر کا سرغنہ رہ چکا تھا شوہر عکرمہ کی رگوں میں اسی کا خون دوڑتا تھا (ماموں) خالد بھی مدت سے اسلام سے برسرپیکار رہ چکے تھے لیکن بایں ہمہ ام حکیمؓ نے اپنی فطری سلامت روی کی بناء پر فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے میں بہت عجلت کی۔ ان کے شوہر جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے ام حکیمؓ نے ان کے لئے امن کی درخواست کی تو رحمت عالم کا دامن عفو نہایت کشادہ تھا غرض یمن جا کر ان کو واپس لائیں اور عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا حضرت عکرمہؓ نے

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۷۳
(۲) اصابہ ج۸ص ۷۳

مسلمان ہو کر اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کیا نہایت جوش سے غزوات میں شرکت کی اور بڑی پامردی اور جاں بازی سے لڑے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں رومیوں سے جنگ چھڑی۔ حضرت عکرمہؓ ام حکیمؓ کو لے کر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ میں داد شجاعت دیکر شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیمؓ نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاص سے نکاح کیا ۴۰۰ سو دینار مہر بندھا اور رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہوئیں' چونکہ نکاح مرج الصفر میں ہوا تھا جو دمشق کے قریب ہے اور ہر وقت رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا۔ حضرت ام حکیمؓ نے خالد سے کہا کہ ابھی توقف کرو" لیکن خالد نے کہا کہ مجھے اسی معرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے' غرض ایک پل کے پاس جو اب قنطرہ ام حکیم کہلاتا ہے' رسم عروسی ادا ہوئی دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومی آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی خالد میدان جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی' حضرت ام حکیمؓ اگرچہ عروس تھیں تاہم اٹھیں' کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا' لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اس چوب سے سات کافروں کو قتل کیا تھا۔(۱)

وفات:

حضرت ام حکیم کی وفات کا زمانہ معلوم نہیں' اولاد کا بھی یہی حال ہے۔

(۳۷) حضرت خنساءؓ

نام ونسب:

تماضر نام' خنساء لقب' قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے ہیں' سلسلہ نسب یہ ہے: خنساء بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن یقظہ بن عصیتہ بن خفاف بن امرء القیس بن بہثہ ابن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر نجد کی رہنے والی تھیں۔

نکاح:

پہلا نکاح قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحہ بن عبدالعزیٰ سے ہوا اس کے انتقال کے بعد مرواس بن ابو عامر کے عقد نکاح میں آئیں۔(۲)

---

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۲۲۵ (۲) طبقات الشعراء لابن قتیبہ ص ۱۹۷ اسد الغابہ ج ۵ ص: ۴۴۱

اسلام:

پیری کا زمانہ تھا کہ مکہ کے افق سے ماہتاب رسالت طلوع ہوا حضرت خنساءؓ کو خبر ہوئی تو اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مشرف باسلام ہوئیں' آنحضرت ﷺ دیر تک ان کے اشعار سنتے اور تعجب کرتے رہے' یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے۔

عام حالات:

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جب قادسیہ (عراق) میں جنگ ہوئی تو حضرت خنساء اپنے چار بیٹوں کو لیکر میدان میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ نصیحت کی' پیارے بیٹو! تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی سے اختیار کی ہے' ورنہ تم اپنے ملک کو بھاری نہ تھے' اور نہ تمہارے یہاں قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا خدا کی قسم! تم ایک ماں اور باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا' تم جانتے ہو کہ دنیا فانی ہے اور کفار سے جو جہاد کرنے میں بڑا ثواب ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اس بنا پر صبح اٹھکر لڑنے کی تیاری کرو اور آخر وقت تک لڑو" (۲) چنانچہ بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش میں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور شہید ہوئے حضرت خنساءؓ کو خبر ہوئی تو خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت عمرؓ ان لڑکوں کو ۲۰۰ درہم سالانہ وظیفہ عطا کرتے تھے ان کی شہادت کے بعد یہ رقم حضرت خنساء کو ملتی رہی۔(۳)

وفات:

اس واقعہ کے دس برس کے بعد حضرت خنساءؓ نے وفات پائی۔ سال وفات ۲۴ھ ہجری ہے۔

اولاد:

چار لڑکے تھے جو قادسیہ میں شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں "عبداللہ' ابوشجرہ (پہلے شوہر سے) زید' معاویہ (دوسرے شوہر سے)"

فضل وکمال:

اقسام سخن میں سے مرثیہ میں حضرت خنساءؓ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں صاحب

---

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۴۲ (۲) ایضاً

اسد الغابہ لکھتے ہیں۔(۱)

اجمع اهل العلم بالشعراء لم تکن امرأة قبلها ولا بعدها اشعر منها

"یعنی ناقدان سخن کا فیصلہ ہے کہ خنساءؓ کے برابر کوئی عورت شاعر نہیں پیدا ہوئی"

لیلائے اخیلیہ کو شعراء نے تمام شاعر عورتوں کا سر تاج تسلیم کیا ہے تاہم اس میں بھی حضرت خنساءؓ مستثنیٰ رکھی گئی ہیں (۲) بازار عکاظ میں جو شعرائے عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا، حضرت خنساءؓ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمے کے دروازے پر ایک علم نصب ہوتا تھا' جس پر یہ الفاظ لکھے تھے ارثی العرب یعنی عرب میں سب سے بڑی مرثیہ گو' نابغہ جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شاعر تھا اس کو حضرت خنساءؓ نے اپنا کلام سنایا تو بولا کہ اگر میں ابو بصیر (اعشیٰ) کا کلام نہ سن لیتا تو تجھ کو تمام عالم میں سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتا" (۳)

حضرت خنساءؓ ابتداءً ایک دو شعر کہتی تھیں بلکین صخر کے مرنے سے ان کو جو صدمہ پہنچا اس نے ان کی طبیعت میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا چنانچہ کثرت سے مرثیے لکھے ہیں یہ شعر خاص طور پر مشہور ہیں :-

وان صخر التاتم الهداة به　　　كانه علم في راسه نار

صخر کی بڑے بڑے لوگ اقتدا کرتے ہیں گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے

حضرت خنساءؓ کا دیوان بہت ضخیم ہے ۱۸۸۸ء میں بیروت میں مع شرح کے چھاپا گیا ہے اس میں حضرت خنساءؓ کے ساتھ ۶۰ عورتوں کے اور بھی مرثیے شامل ہیں ۱۸۸۹ء میں اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا اور دوبارہ طبع کیا گیا۔

(۳۸) حضرت ام حرامؓ

نام و نسب :

نام معلوم نہیں' ام حرام کنیت تھی' قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں سلسلہ نسب یہ ہے : ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جند بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ والدہ کا نام ملیکہ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔ اس بناء پر ام حرامؓ حضرت ام سلیمؓ کی بہن اور حضرت انسؓ کی خالہ ہوتی ہیں

---

(۱) ایضاً ص ۴۴۱ (۲) طبقات الشعراء ص ۲۷۱ (۳) ایضاً ص ۱۹۸

آنحضرت ﷺ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔

نکاح :

عمرو بن قیس انصاریؓ سے ہوا۔(۱) لیکن جب انہوں نے احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادہؓ بن صامت کے عقد نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔

• عام حالات اور وفات :

آنحضرت ﷺ جب کبھی قباء کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرامؓ کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے حجۃ الوداع (۲) کے بعد ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام نے جوئیں دیکھنا شروع کیا آپ کو نیند آگئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ "میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں" حضرت ام حرامؓ نے کہا "یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں" آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا حضرت ام حرامؓ نے پھر اپنی شرکت کے لئے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ ہجری میں پوری ہوئی۔

حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی' لیکن حضرت عمرؓ نے اجازت نہیں دی حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی' انہوں نے جزیرہ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا اس حملہ میں بہت سے صحابہؓ شریک تھے حضرت ابو ذرؓ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت عبادہؓ بن صامت' حضرت ام حرامؓ بھی ان ہی میں داخل تھیں (۳) بیڑا حمص (۴) کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرس فتح ہو گیا واپسی میں حضرت ام حرامؓ سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جاں بحق تسلیم ہوئیں لوگوں نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔(۵)

---

(۱) تهذیب ج ۱۲ ص ۴۶۲ (۲) زرقانی ج ۲ ص ۶۶ واصابه ج ۸ ص ۲۲۲'۲۲۳
(۳) اسد الغابه ج ۵ ص ۵۷۵ (۴) زرقانی ص ۶۱ (۵) بخاری ج ۲ ص ۹۲۹

اولاد :

حضرت ام حرامؓ سے ۳ لڑکے پیدا ہوئے پہلے شوہر سے قیس اور عبداللہ اور حضرت عبادہؓ سے محمد۔

فضل وکمال :

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کیں، راویوں میں حضرت عبادہؓ، حضرت انسؓ، عمرو بن اسود، عطاء بن یسار اور یعلی بن شداد بن اوس ہیں۔

(۳۹) حضرت ام ورقہؓ بنت عبداللہ

نام ونسب :

نام معلوم نہیں، ام ورقہ کنیت اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔

اسلام :

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔

غزوات :

غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی، ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو، آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تم گھر میں رہو خدا تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا"

شہادت :

چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا۔ اس لئے درخواست کی کہ ایک مؤذن بھی مقرر فرمایئے چنانچہ مؤذن اذان دیتا اور عورتوں کی امامت کرتی تھیں [1] راتوں کو قرآن پڑھا کرتیں، انہوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو مدبر بنایا یعنی اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو ان بدبختوں نے اس وعدے سے (ناجائز) فائدہ اٹھانا چاہا اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کردیا یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے۔ صبح کو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہیں آئی، معلوم نہیں

(۱) عورتوں کی امامت کے متعلق دیباچہ کے ص ۱۰ پر ایک نوٹ ہے وہ ملاحظہ ہو

کیسی ہیں؟ مکان میں گئے تو دیکھا کہ ایک چادر میں لپٹی پڑی ہوئی ہیں، نہایت افسوس ہوا اور فرمایا خدا اور رسول ﷺ نے سچ کہا تھا آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے "شہیدہ کے گھر چلو" اس کے بعد منبر پر چڑھے اور کہا غلام اور لونڈی دونوں گرفتار کئے جائیں، چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو سولی پر لٹکا دیا (یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں) جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی۔ [1]

(۴۰) حضرت ہندؓ

نام ونسب :

ہند نام، قبیلہ قریش سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔

نکاح :

فاکہ بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا، تو ابو سفیان بن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

عام حالات :

عتبہ، ابو سفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی، اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے۔ اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے، ابو جہل ان سب کا سردار تھا لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا، قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابو جہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو، ابو سفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے، اس کی جگہ لی اور ابو جہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکے پیش آئے ابو سفیان سب میں پیش پیش تھے۔ غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا اس موقع پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں، جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خون خواری کا ایسا خطرناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے حضرت حمزہؓ آنحضرت ﷺ کے چچا تھے، انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا ہند ان کی فکر میں تھیں۔

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۲۸۹

چنانچہ انہوں نے وحشی کو جو جبیر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشیؓ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگزاری کے صلہ میں وہ آزاد کردیئے جائیں گے' چنانچہ حضرت حمزہؓ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے حربہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا حضرت حمزہؓ نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا ان کے ناک کان کاٹ لئے ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا حضرت حمزہؓ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں' لیکن گلے سے نہ اتر سکا۔ اس لئے اگل دینا پڑا (حضرت ابو سفیانؓ اور ہند کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت ﷺ کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا' اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

اسلام :

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند بھی آئیں' شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں ہندؓ بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے۔ بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں۔

ہندؓ۔ یا رسول اللہ ! آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہندؓ: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا۔ لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ ﷺ: چوری نہ کرنا۔

ہندؓ: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں۔ یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہندؓ: ربینا هم صغار و قتلتهم کبارا فانت وهم اعلم. ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت ﷺ نے ہند سے درگزر فرمایا۔ (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا) اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔[۱]

حضرت ہندؓ مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں' ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔[۲]

(اسد الغابہ میں ان کے حسن اسلام کے متعلق لکھا ہے کہ اسلمت یوم الفتح و حسن اسلامها[۳]

غزوات :

فتح مکہ کے بعد اگرچہ اسلام کو اعلانیہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اس لئے عورتوں کو غزوات میں شریک ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی تاہم جب حضرت عمرؓ کے عہد میں روم و فارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات میں اس شدت کا رن پڑا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا چنانچہ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک ایک یادگار جنگ تھی اس میں حضرت ہند اور ان کے شوہر حضرت ابو سفیانؓ دونوں نے شرکت کی اور فوج میں رومیوں کے مقابلہ کا جوش پیدا کیا۔

وفات :

حضرت ہندؓ نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں انتقال کیا' اسی دن حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ نے بھی وفات پائی تھی۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ان کی وفات حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نہیں بلکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی کتاب الامثال سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابو سفیانؓ نے وفات پائی (ابو سفیانؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی ہے) تو کسی نے حضرت امیر معاویہؓ سے کہا کہ مجھ سے ہندؓ کا نکاح کر دو انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اب ان کو نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔[۴]

(۱) صحیح بخاری (۲) اصابہ ج ۸ ص ۲۰۶ (۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۲ (۴) اصابہ ج ۸ ص ۲۰۶

اولاد :

اولاد میں حضرت امیر معاویہؓ زیادہ مشہور ہیں۔

اخلاق :

حضرت ہندؓ میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک عرب عورت کے مابہ الامتیاز ہو سکتے ہیں صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے :

کانت امرأۃ لھا نفس وانفتہ ورائ و عقل (۱)

"ان میں عزت نفس، غیرت، رائے تدبیر اور دانش مندی پائی جاتی تھی"

فیاض تھیں، حضرت ابو سفیانؓ ان کو ان کے صلہ کے مطابق خرچ نہیں دیتے تھے، اسلام لانے کے وقت جب آنحضرت ﷺ نے ان سے عہد لیا کہ چوری نہ کریں، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابو سفیانؓ مجھے پورا خرچ نہیں دیتے اگر ان سے چھپا کر لوں تو جائز ہے؟ آپ نے اجازت دی۔ (۲)

(۴۱) حضرت ام کلثومؓ بن عقبہ

نام و نسب اور اسلام :

ام کلثوم کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے : ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط لبن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ اس بناء پر حضرت عثمانؓ اور حضرت ام کلثومؓ اخیافی بھائی بہن ہیں ام کلثومؓ کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا اس کو اسلام سے سخت عداوت تھی، لیکن خدا کی قدرت دیکھو! اس نے اس ظلمت کدہ میں ایمان کا چراغ روشن کیا یعنی اس کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ مشرف با اسلام ہوئیں۔

ہجرت :

۷ھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثومؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی خزاعہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پاپیادہ روانہ ہوئیں، چونکہ بھاگ کر نکلی تھیں اس لئے ان کے بھائی پیچھے سے آئے، مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے حضرت ام

---

(۱) اسد الغابہ ج۵ ص ۶۲ (۲) بخاری

کلثومؓ نے فریاد کی کہ مجھ کو اپنے ایمان کا خوف ہے میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں، آنحضرت ﷺ نے صلح نامہ میں یہ شرط کی تھی کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا اس لئے آپ کو فکر ہوئی لیکن چونکہ اس میں عورتیں داخل نہ تھیں اس لئے ان کے متعلق خاص یہ آیت اتری۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٌ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ

"مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو خدا ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو!"

اور آپ ﷺ نے اس کے مطابق حضرت ام کلثومؓ کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

نکاح :

حضرت ام کلثومؓ اب تک کنواری تھیں اس لئے حضرت زید بن حارثہؓ سے کہ بڑے رتبہ کے صحابی تھے، ان کا نکاح کیا گیا لیکن جب زیدؓ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت زبیرؓ بن العوام کے عقد نکاح میں آئیں لیکن انہوں نے طلاق دے دی اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے نکاح ہوا اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص سے نکاح پڑھایا اور یہ آخری نکاح تھا۔

وفات :

ایک مہینہ کے بعد وفات پائی اس زمانہ میں حضرت عمروؓ والی مصر تھے۔

اولاد :

حضرت ام کلثومؓ کے حضرت زید اور حضرت عمروؓ بن عاص سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی، لیکن حضرت زبیرؓ سے زینب اور حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

فضل و کمال :

حمید اور ابراہیم نے ان سے کچھ حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۴۲) حضرت زینبؓ بنت ابی سلمہ

نام ونسب:

زینب نام، قبیلہ مخزوم سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عمرو بن مخزوم، حبشہ میں حضرت ام سلمہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ نے دودھ پلایا[۱]، پہلے برہ نام تھا آنحضرت ﷺ نے زینب نام رکھا۔[۲]

عام حالات:

۴ھ ہجری میں ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں اس وقت زینب شیر خوار تھیں والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے آغوش تربیت میں آئیں، آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی پیروں پر چلنے لگیں تو آنحضرت ﷺ کے پاس آتیں۔ آپ غسل فرماتے تو ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی یہ برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب ورنگ باقی رہا۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے شادی ہوئی دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام ابو عبیدہ تھا ۶۳ھ ہجری میں حرہ کی لڑائی میں دونوں کام آئے اور حضرت زینبؓ کے سامنے ان کی لاشیں لاکر رکھی گئیں۔ انہوں نے انا للہ پڑھا اور کہا کہ مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی، ایک تو میدان میں لڑ کر قتل ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا لوگوں نے اس کو گھر میں گھس کر مارا"

وفات:

بیٹوں کے قتل کے بعد دس برس زندہ رہیں اور ۷۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا[۳] حضرت ابن عمرؓ جنازہ میں تشریف لائے۔

فضل وکمال:

حضرت زینب فضل وکمال میں شہرہ آفاق تھیں اور اس وصف میں کوئی عورت ان

(۱) اصابہ ج۸ ص ۹۶ بحوالہ ابن سعد (۲) مسلم ج ۲ ص ۲۳ باب استحباب تفسیر الاسم القبیح الی حسن (۳) تہذیب جلد ۲ ص ۴۲۱

سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔ اسد الغابہ میں ہے۔

کانت من افقہ نساء زمانہا[۱]

"وہ اپنے عصر کی فقیہہ بیوی تھیں"

آنحضرت ﷺ سے کچھ حدیثیں روایت کیں آپ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ حضرت عائشہؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی چند حدیثیں سنیں جن لوگوں نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں:

امام زین العابدین، ابو عبیدہ، محمد بن عطاء، عراک بن مالک، حمید ابن نافع، عروہ ابو سلمہ، کلیب بن وائل، ابو قلابہ جرمی۔

(۴۳) حضرت ام ابی ہریرۃ

نام ونسب:

امیمہ نام تھا۔ باپ کا نام صبیح یا صفیح بن الحارث تھا۔

اسلام:

اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ جوان کے صاحبزادے تھے، مسلمان ہو چکے تھے تاہم وہ مشرک تھیں ایک روز انہوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی، تو حضرت ابو ہریرہؓ کو سخت ناگوار ہوا، روتے ہوئے خدمت اقدس میں پہنچے اور کہا "حضور! اب میری ماں کے مسلمان ہونے کے لئے دعا فرمایئے" آنحضرت ﷺ نے دعا کی، ادھر ان کی حالت میں دفعتہ انقلاب پیدا ہو گیا۔ غسل کر کے کپڑے بدلے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے کلمہ پڑھا حضرت ابو ہریرہؓ فرط مسرت سے آبدیدہ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو خبر کی آنحضرت ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا۔[۲]

وفات:

وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔

اولاد:

اولاد میں حضرت ابو ہریرہؓ زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۹ (۲) مسلم ج ۲ ص ۳۵۷ (باب فضائل ابی ہریرۃ)

(۴۴) حضرت خولہؓ بنت حکیم

نام ونسب:

خولہ نام ام شریک کنیت، قبیلہ سلیم سے تھیں، آنحضرت ﷺ کی خالہ ہوتی ہیں (۱) نسب نامہ یہ ہے: خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن زکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم۔

نکاح:

حضرت عثمانؓ بن مظعون سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔ نکاح ہوا۔

عام حالات:

مسلمان ہو کر مدینہ کو ہجرت کی ۲ھ ہجری میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمانؓ بن مظعون نے وفات پائی تو خولہؓ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اکثر پریشان رہتی تھیں صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (۲)

فضل وکمال:

آنحضرت ﷺ سے ۱۵ حدیثیں روایت کیں راویان حدیث میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سعید بن مسیب بشر بن سعید اور عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔

اخلاق:

اسد الغابہ میں ہے کانت امرأة صالحة "وہ ایک نیک بی بی تھیں" مسند میں ہے تصوم النہار و تقوم اللیل یعنی وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔

ابتداءً زیور کا بڑا شوق تھا چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ مجھ کو فلاں عورت کا زیور دے دیجئے گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر خدا اس کی اجازت نہ دے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ (۳)

---

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۰۹ (۲) بخاری ج ۲ ص ۷۶ (باب هل للمراة ان يهب انفسها لاحد و تہذیب ج ۲ ص ۲۱۵ (۳) اصابہ ج ۸ ص ۷۰

(۴۵) حضرت حمنہؓ بنت جحش

نام ونسب:

حمنہ نام، حضرت زینبؓ کی ہمشیر ہیں سلسلہ نسب اوپر گزر چکا ہے۔

نکاح:

حضرت مصعبؓ بن عمیر سے نکاح ہوا۔

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

عام حالات:

مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا اور جب آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کی عورتوں سے بیعت لی تو اس میں یہ بھی شامل ہوئیں مسند ابن حنبل اور ابن سعد وغیرہ نے اکثر عورتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ کانت من المبایعات اس سے یہی بیعت مراد ہے چنانچہ حضرت اسماءؓ بنت یزید کے حالات میں بھی اس کا ذکر کر آئے ہیں۔

غزوات میں سے اُحد میں نمایاں شرکت کی وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں ان کے علاوہ اور عورتیں بھی یہ خدمت انجام دے رہی تھیں چنانچہ رفیدہؓ اور ام کبشہؓ وغیرہ کی نسبت بھی اسی قسم کی تصریحات موجود ہیں۔

اس واقعہ میں حضرت حمنہؓ کے شوہر حضرت مصعبؓ بن عمیر نے شہادت پائی جن کے بعد انہوں نے حضرت طلحہؓ سے کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے نکاح کیا۔

افک کے واقعہ میں منافقین کے ساتھ غلطی سے جو مسلمان شریک ہو گئے تھے ان میں حضرت حسانؓ اور حضرت مسطحؓ کے ساتھ حضرت حمنہؓ بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔ (۱)

وطفقت اختها حمنة تحارب لها فهلكت فيمن هلك من اصحاب الافك

"یعنی حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ برابر میرے خلاف رہیں یہاں تک کہ اور اصحاب افک کی طرح برباد ہوئیں"

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۵۹۶

فتح الباری میں ہے کہ حضرت حمنہؓ کے شریک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ کو آنحضرت ﷺ کی نظروں سے گرا کر حضرت زینبؓ (اپنی بہن) کو بلند کریں[1] لیکن تعجب ہے کہ خود حضرت زینبؓ نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا' چنانچہ اس کا تذکرہ ان کے حالات میں آچکا ہے۔

وفات :

وفات کا سنہ صحیح طور پر معلوم نہیں' اتنا علم ہے کہ حضرت زینبؓ کی وفات تک زندہ تھیں حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ ہجری میں وفات پائی ہے۔

اولاد :

حضرت طلحہؓ سے حضرت حمنہؓ کے دو لڑکے پیدا ہوئے محمد اور عمران' محمد کو سجاد کے لقب سے شہرت تھی۔

تمت بالخیر

یعنی سیر الصحابیات ختم ہوئی
آگے اسوۂ صحابیات شروع ہوتی ہے

(۱) فتح الباری ج ۸ ص ۳۶۷

سیر الصحابیات کا حصہ دوم

یعنی

اسوۂ صحابیاتؓ

از

مولانا عبدالسلام ندویؒ

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

عورتوں کی تعلیم وتربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہیں ہے گفتگو جو کچھ ہے یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم وتربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت مذہب' اخلاق اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہیں یا دوسرے الفاظ میں قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہیں جن لوگوں کو مسئلہ تعلیم نسواں سے اختلاف ہے وہ اسی شبہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہیں اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردوں نے جو مذہبی اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہیں ان سے بھی اس شبہ کی تائید ہوتی ہے اور غیر قوموں کی تعلیم یافتہ عورتوں نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہیں قائم کیا ہے' لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے' یورپین تمدن اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہیں اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے' تو ان کی فطرتی لچک ان سے بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق' اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواج مطہراتؓ بنات طیباتؓ اور اکابر صحابیات ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لئے انہی کے مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں' میں نے اسوۂ صحابہ کی دونوں جلدوں میں عہد صحابہ کے جو مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہیں ان میں اگرچہ صحابیات کے یہ تمام کارنامے بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن ان کی اہمیت ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے میں نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی

دونوں جلدوں میں متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس مختصر سے رسالے میں الگ جمع کر دیا ہے' جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہو گا جبکہ صحابیاتؓ کی مذہبی' اخلاقی' معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کرے گی' دوسری طرف ہماری عورتوں اور لڑکیوں کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے مستند اور مؤثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائیں گی اور ان کی تعلیم وتربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہیں' ان کی عملی تردید کر سکیں گی۔ وماتوفیقی الا باللہ

عبدالسلام ندوی

شبلی منزل' اعظم گڑھ' ۱۳ دسمبر ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبول اسلام

لطافت طبع رقت قلب اور اثرپذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں اور ان ہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پندو موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد وہدایت کو قبول کر سکتا ہے پھولوں کی پنکھڑیاں، نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں، لیکن تناور درختوں کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے، شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گزر جاتی ہے لیکن پتھروں پر فولادی تیر بھی نہیں اثر کرتے بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے، اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے کفار میں ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہیں جھکایا لیکن صحابہ کرامؓ میں سینکڑوں بزرگ ہیں جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے میں داخل ہو گئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت میں شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں بلکہ ان سے اسبق واقدم ہیں، چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کدوکاوش اور جبر واکراہ کے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ الخمیس میں (۱) حضرت رافعؓ سے مروی ہے۔

قال النبی ﷺ بعثت یوم الاثنین وصلت خدیجة آخر یوم الاثنین و صلی علی یوم الثلاثاء من الغد ثم زید بن حارثه ثم ابوبکر .

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہؓ نے اس دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی، اس کے بعد زید بن حارثہؓ اور ابوبکرؓ شریک نماز ہوئے۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک رقیق القلب مقدس خاتون کے سینہ پر نور سے چھن کر نکلی۔

---

(۱) ص ۲۸۶

اعلان اسلام :

ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لئے، ہمت، شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی، لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جور و ستم کے صحابہؓ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرأت وبیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتداء میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا، ان میں چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ مرد تھے اور ساتویں ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ تھیں۔ (۱)

صحابیات نے اپنی نیک طینتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہیں کیا، بلکہ انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی، چنانچہ صحیح بخاری کتاب التیمم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہؓ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کا پانی لیا، تو اس کی قیمت ادا فرمائی، اس کو آپ کی اس دیانت سے اسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آگیا اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔

تحمل شدائد :

صحابہ کرامؓ کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا، تو ان کو کفار نے طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے، لیکن بااین ہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھیں ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا "صبر کرو، تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے" لیکن کفار کی اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی اور ابو جہل نے ان کی ران میں برچھا مار کر ان کو شہید کر دیا چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت ان ہی کو نصیب ہوا (۲) اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہؓ نے شرف شہادت حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائیں اور حضرت عمرؓ کو اس کا حال معلوم ہوا (تو اس

---

(۱) تاریخ خمیس ص ۲۵۷ (۲) اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ ۱۲

قدر مارا کہ بدن لہولہان ہو گیا لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو میں تو اسلام لاچکی[1] لبینہ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کی بناء پر نہیں بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں" اسی طرح وہ زنیرہؓ کو جوان کے گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے تھے۔

قطع علائق:

صحابہ کرامؓ ایمان لائے توان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہو گئے لیکن اس سے ان کی قوت ایمانی میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا' صحابیات کی حالت اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ سے بھی زیادہ نازک تھی' انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ واقارب کی اعانت کا محتاج ہو جاتا ہے' لیکن عورت کی زندگی کا تمام تر دارومدار شوہر کی اعانت وامداد پر ہوتا ہے' اور وہ کسی حالت میں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی' باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے قطع تعلق کر کے زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہو کر بالکل بیکس بیچارہ ہو جاتی ہے' لیکن بااین ہمہ صحابیاتؓ نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا اور اپنے کافر شوہروں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئیں چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

"کافرہ عورتوں سے تعلق نہ رکھو"

توجس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنی کافرہ عورتوں کو طلاق دیدی اسی طرح بہت سی صحابیاتؓ بھی اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ کر ہجرت کر آئیں' اور ان میں سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی' چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

ما نعلم ان احداً من المها جرات ارتدت بعد ایمانها[2]

"ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہیں جو ایمان لا کر پھر مرتد ہوئی ہو"

عقائد

توحید:

کفار نے صحابیاتؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں لیکن ان کی زبان سے کلمہ توحید کے سوا کلمہ شرک نہیں نکلا حضرت ام شریکؓ ایمان لائیں' توان کے اعزہ واقارب نے ان کو دھوپ

---

(۱) ایضاء تذکرہ حضرت عمرؓ (۲) بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ ۱۲

میں لیجا کر کھڑا کر دیا' اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں' روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی نہیں پلاتے تھے جب ان مصیبت میں تین دن گزر گئے تو ظالموں نے کہا کہ "جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو" وہ اس قدر بد حواس ہو گئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں' اب ان لوگوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں کہ توحید الہی کا انکار مقصود ہے بولیں خدا کی قسم میں تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہوں۔[1]

شرک سے علیحدگی:

عورتیں قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں' اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے۔ لیکن صحابیاتؓ نے اسلام لانے کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا' عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں' اس لئے حضرت زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا ان کو لات اور عزیٰ نے اندھا کر دیا لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات وعزیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر' یہ خدا کی طرف سے ہے۔[2]

زمانہ جاہلیت میں بچوں کے بچھونے کے نیچے استرہ رکھنا!

جاہلیت کے زمانہ میں بچوں کے بچھونوں کے نیچے استرا رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں حضرت عائشہؓ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا' اور کہا "رسول اللہ ﷺ ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے"[3]

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے لیکن صحابیاتؓ نے ہر موقع پر ان سے تبری ظاہر کی' چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہؓ جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ "ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے"[4]

حضرت ابو طلحہؓ نے جب حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے کہا" ابو طلحہؓ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بتؓ) جو زمین سے اگا ہے اس کو فلاں حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے" بولے مجھے معلوم ہے بولیں "تو کیا

---

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام شریکؓ (۲) اسد الغابہ تذکرہ حضرت زنیرہؓ (۳) ادب الضرو باب الطیر زمن الجن (٤) طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہؓ

تمہیں اس کی عبادت سے شرم نہیں آتی چنانچہ جب انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا انہوں نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان :

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کالنقش فی الحجر تھا' بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے دل میں بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہو گیا تھا' ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بد دعا دے دی کہ "تیرا سن زیادہ نہ ہو" اس نے شدت اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کر لیا اور حضرت ام سلیمؓ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ بد دعا دی ہے اب میرا سن نہ بڑھے گا' وہ بدحواس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ آپ نے میری یتیمہ کو یہ بد دعا دیدی" آپ ہنس پڑے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں اور آدمیوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں پس جس کو میں ایسی بد دعا دوں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تو یہ اس کے لئے پاکی' تزکیہ اور نیکی ہو گی"۔(۲)

عبادات

ابواب الصلوٰۃ

پابندی جماعت :

اگرچہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے' اور اس بناء پر بعض غیور صحابہ جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے' تاہم بعض صحابیاتؓ پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز باجماعت ادا فرماتی تھیں حضرت عمرؓ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز میں شریک جماعت ہوتی تھیں' ایک بار ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ عمر اس کو پسند نہیں کرتے پھر کیوں ایسا کرتی ہو' بولیں تو پھر روک کیوں نہیں دیتے۔ (۳)

نماز جمعہ :

عورتوں پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں اور اس کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شریک ہوتی تھیں' ایک صحابیہ تھیں' جو اپنے کھیتوں

---

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ (۲) مسلم کتاب الرد والصلة والاداب باب من لعنه النبی ﷺ او سبه ودعا علیه (۳) بخاری باب هل علی من لا یشهد الجمعة غسل من النساء والصبیان وغیرهم

میں چقندر بو دیا کرتی تھیں جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اس کو پکا کر نماز جمعہ کے بعد تمام صحابہؓ کو کھلاتی تھیں۔ (۱)

نماز اشراق :

نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی ہے' لیکن بعض صحابیاتؓ نے اس کا التزام کر لیا تھا' چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں' کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر عمل اس لئے نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ (۲)

تہجد و نماز شبانہ :

صحابہ کرامؓ تہجد پڑھتے تھے تو اس میں صحابیاتؓ بھی شریک ہوتی تھیں' چنانچہ حضرت عمرؓ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے' تو یہ آیت پڑھتے تھے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (۳)
حضرت ابوہریرہؓ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک میں خود' دوسرے میں ان کی بیوی اور تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا۔ (۴)

ابواب الزکوٰۃ والصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں' لیکن صحابیاتؓ کو خدا کی مرضی ان سے بھی زیادہ عزیز تھی' ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئیں' لڑکی کے ہاتھ میں سونے کی موٹے موٹے کنگن تھے' آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا تم اس پر زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں! فرمایا "کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے' انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہیں۔ (۵)

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے خطبہ عید میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دی صحابیاتؓ کا مجمع تھا' حضرت بلالؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیاتؓ اپنے کان کی بالیاں سونے کے ہار اور

---

(۱) بخاری کتاب الجمعه باب فی قول الله عزو جل فاذا قضیت الصلوٰة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله (۲) مسلم کتاب الصلوٰة باب استحباب صلوٰة الضحیٰ (۳) موطا کتاب الصلوٰة باب فی صلوٰة اللیل (۴) بخاری کتاب الجمعه باب الحتف (۵) ابوداؤد کتاب الزکوٰة باب الکنز ماهو وزکوٰة الحلی. ۱۲

انگلیوں کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھیں (۱) حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی، انہوں نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لیکر بیٹھیں، اسی حالت میں ان کے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دیدو بولیں میں نے تو اس کو صدقہ کر دیا۔ (۲)

اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا:

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی حضرت زینبؓ نے ان سے کہا کہ تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دیں تو میں جو صدقہ کرنا چاہتی ہوں تمہیں کو دوں، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تمہیں جاؤ، وہ آئیں، تو آستان مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھیں، دونوں نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ دو عورتیں اپنے شوہروں اور چند یتیموں پر جو ان کی کفالت میں ہیں، صدقہ کرنا چاہتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا "ان کو دو دو ثواب ملیں گے، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا"

ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر میں ابو سلمہؓ کے لڑکوں پر صدقہ کروں تو مجھ کو ثواب ملے گا، میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی، کیونکہ وہ میرے لڑکے ہیں" آپ نے فرمایا ہاں تمہیں ثواب ملے گا۔"

ایک صحابیہؓ نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت دریافت کیا آپ نے فرمایا "صدقے کا ثواب تمہیں مل چکا، اور اب وہ لونڈی تمہاری وراثت میں داخل ہو گئی" (۳)

محتاج کی حسب حاجت امداد:

صحابیات موت و حیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت کی اعانت و امداد فرماتی تھیں، غزوہ احد میں حضرت صفیہؓ آئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداء کے کفن کے لئے دو کپڑے لائیں، لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی دل میں شرمائیں کہ حمزہ دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو، ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا، اور جو کپڑا جس کے حصہ میں پڑا وہ اسی میں کفنایا گیا۔ (۴)

---

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخطبه و باب الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العید (۲) مسلم کتاب الاداب باب جواز ارواف المراۃ الاجنبیة (۳) ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق بصدقه ثم ورثها (٤) مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۶۵

ابواب الصوم

صائم الدہر رہنا:

آج ہماری عورتیں صوم مفروضہ میں بھی لیت ولعل کرتی ہیں لیکن بعض صحابیات صائم الدہر رہتی تھیں یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں، حضرت ابو امامہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر میں عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمایئے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے، آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور انہوں نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کر لیا، ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہو گئی اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے، ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا۔ (۱)

نفل کے روزے رکھنا:

بعض صحابیہؓ نفل کے روزے رکھتی تھیں، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی انہوں نے روکا تو ان کو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر شکایت کی، لیکن آپ نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔ (۲)

مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا:

صحابیاتؓ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھیں، ایک صحابیہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے کیا میں ان کو پورا کر دوں؟ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔ (۳)

اعتکاف:

صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ الگ نصب کروالیا، ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہراتؓ نے بھی خیمے نصب کروائے۔ (۴)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۵۵
(۲) ابوداؤد کتاب الصیام باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجها
(۳) بخاری کتاب الصوم باب من مات و علیه صوم
(٤) ابوداؤد کتاب الصیام باب فی الاعتکاف

ابواب الحج

حج:

فرائض اسلام میں اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیاتؓ کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی اس لئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھیں' ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا بہترین جہاد حج مبرور ہے' اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا۔ (۱)

صحابیاتؓ جس ذوق و شوق سے حج ادا کرتی تھیں' اس کا موثر منظر حجتہ الوداع میں دنیا کو نظر آیا رسول اللہ ﷺ نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھیں' لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں۔

بچہ کا حج:

بہت سے صحابہ حجتہ الوداع کی شرکت کے لئے جا رہے تھے' راستے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی' تو ایک صحابیہ جھپٹ کے آپ کے پاس آئیں اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ (۲)

صحابیاتؓ فریضہ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالایلتزم کرتی تھیں' ایک صحابیہ نے خانہ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی' رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا پاپیادہ بھی چلو اور سوار بھی ہو لو (۳) اگر کسی مجبوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا تو صحابیات کو سخت صدمہ ہوتا تھا حجتہ الوداع میں حضرت عائشہؓ کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہو گئی' رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہیں' فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے' تمام مناسک حج ادا کر لو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ (۴)

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا:

صحابیاتؓ نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں' حجتہ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے

---

(۱) بخاری کتاب الحج باب حج النساء (۲) ابو داؤد کتاب المناسک باب فی الصبی الحج
(۳) بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضلہ (٤) ابو داؤد کتاب الحج مناسک باب فی افراد الحج

باپ پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے میں ان کی جانب سے حج ادا کر دوں؟ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی (۱) ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا' وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا' کیا میں ان کی جانب سے یہ فرض ادا کر دوں؟ آپ ﷺ نے انکو بھی اجازت دیدی (۲)

عمرہ ادا کرنا:

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو' لیکن صحابیات اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں' اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا' جب حجتہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں' تو خیمے میں آ کر دیکھا کہ حضرت عائشہؓ رو رہی ہیں وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں لیکن لوگ دو دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا' فرمایا کوئی حرج نہیں خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائیں گے چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں انہوں نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔ (۳)

ابواب الجہاد

شوق شہادت:

عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی' اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا' حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھیں جب غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ کو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے میں مریضوں کی تیمار داری کروں گی' شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے' آپ نے فرمایا گھر ہی میں رہو خدا تمہیں اسی میں شہادت دے گا' یہ معجزانہ پیشن گوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی' انہوں نے دو غلام مدبر کئے تھے (۴) دونوں نے انکو شہید کر دیا کہ جلد آزاد ہو جائیں۔ (۵)

---

(۱) بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضلہ (۲) مسلم کتاب الصوم' باب قضاء الصیام من المیت' ۱۲
(۳) بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج (۴) مدبر ان غلاموں کو کہتے ہیں جن سے آقا کہہ دیتا ہے کہ وہ ان کی موت کے بعد آزاد ہو جائیں گے اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہیں
(۵) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء.

عمل بالقرآن

صحابیات ؓ پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا' ایک بار حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت :

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

"جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا"

نہایت سخت ہے ارشاد ہوا کہ عائشہ ؓ تم کو خبر نہیں کہ مسلمان کے پاؤں میں اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے بولیں لیکن خدا تو کہتا ہے :

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

" خدا ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا"

فرمایا "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ میں پیش ہو گا' عذاب اسی کو دیا جائے گا جس کے حساب میں ردو قدح[۱] ہو گی اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں' حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ ؓ نے حضرت سالم ؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا' اس لئے زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے' لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت :

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ

" ان کو ان کے حقیقی باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو"

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دودھ پلا دو وہ تمہارے رضاعی بیٹے ہو جائیں گے۔[۲]

زمانہ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھیں' اس لئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

"عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال دیں'

اس کا اثر یہ ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے

---

(۱) ابوداؤد کتاب الجنائز باب الامراض المکفرة للذنوب (۲) ابوداؤد کتاب النکاح باب من حرم به

اور اپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ توپ لیا کہ حضرت عائشہ ؓ کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سر کوؤں کے آشیانے بن گئے ہیں۔[۱]

منہیات شرعیہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب :

راگ باجا تو بڑی چیز ہے' حضرت عائشہ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتی تھیں' اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتیں کہ ٹھہر جاؤ' تاکہ یہ آواز سننے میں نہ آئے اور اگر سن لیتیں تو کہتیں کہ تیزی کے ساتھ لے چلو کہ میں اس آواز کو نہ سن سکوں۔[۲]

ایک بار ایک لڑکی ان کے گھر میں گھنگھرو پہنے ہوئے داخل ہوئی گھنگھرو کی آواز سنتے کے ساتھ ہی بولیں کہ گھنگھرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں' اس میں فرشتے نہیں آتے۔[۳]

مشتبہات سے اجتناب :

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو چیز مشتبہ ہے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو غیر مشتبہ ہے' حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں' پس جو شخص مشتبہ گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہوں کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہو گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کا مرتکب ہو گا بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوئے گناہوں کا مرتکب ہو جائے' گناہ خدا کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا' ممکن ہے کہ اس کے مویشی اس میں پڑ جائیں' صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھیں' ایک صحابیہ نے اپنی لونڈی کو اپنی ماں پر صدقہ کر دیا تھا' وہ مر گئیں تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہو گئی' صدقہ کر چکی تھیں اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہیں' ماں اس کی مالک ہو گئی تھی اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہو گئی تھیں اس لئے وہ ان کو وراثت میں مل سکتی تھی' اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا' آپ نے فرمایا تمہیں صدقہ کا ثواب مل چکا

---

(۱) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قول الله تعالیٰ ولیضربن بخمرهن (۲) مسند احمد بن حنبل جلد ٦ ص ١٥٢ (٣) مسند احمد بن حنبل جلد٦ ص ٢٤٢

اور اب وہ تمہاری وراثت میں آگئی ہیں۔[۱]

کافروں کا ہدیہ قبول کرنا :

حضرت اسماءؓ کی ماں قتیلہ کافرہ تھیں اور حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی ان کو طلاق دیدی تھی ایکبار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزیں ہدیہ لیکر آئیں چونکہ یہ کافرہ کا ہدیہ تھا اس لئے حضرت اسماءؓ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروالیا، آپ نے اس کو قبول کرنے کی اجازت دیدی۔[۲]

مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

تسبیح و تہلیل :

تسبیح و تہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامات ہیں اور صحابیات میں یہ علامت پائی جاتی تھی، ایک صحابیہؓ سامنے کنکری یا گٹھلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس سے آسان ترکیب بتاتا ہوں، اس کے بعد ایک دعا بتادی۔[۳]

مقامات مقدسہ کی زیارت :

حصول برکت کا شوق صحابیات کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لئے جاتا تھا، ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئیں اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا شفا دے گا تو بیت المقدس میں جاکر نماز پڑھوں گی، صحت یاب ہوئیں تو سامان سفر کیا اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے کہا کہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ لو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔[۴]

ایک صحابیہؓ نے مسجد قبا تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری ہونے نہیں پائی تھیں کہ انتقال ہو گیا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان کی صاحبزادی نذر پوری کریں۔[۵]

---

(۱) ابوداؤد کتاب الوصایا ماجاء فی الرجل یهب امه ثم یوصی له (۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماءؓ
(۳) ابوداؤد، ابواب تضریع شهر رمضان باب التسبیح بالحصیٰ (۴) مسلم باب فضل الصلوۃ فی مسجد المدینة و مکه (۵) موطا امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الیٰ بیت اللہ۔

فرائض مذہبی ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا :

شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفوں کو آسان کر دیتا ہے اور صحابیات میں یہ شوق موجود تھا، اس لئے وہ ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی تھیں، اور فرائض اسلام کو خوشی ادا کرتی تھیں حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھیں، ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھیں، جب تھک جاتی تھیں تو ستون مسجد میں ایک رسی باندھ رکھی تھی، اس سے لٹک جاتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا، ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جو ان کی طاقت میں ہو اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہیے، چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھنکوادی۔[۱]

پابندی قسم :

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں اور ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھیں اور جس بات پر قسم کھالیتی تھیں، اس کو پورا کرتی تھیں ایک بار حضرت عائشہؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہوگئیں اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی لیکن جب حضرت زبیرؓ نے معافی مانگی اور دوسرے صحابہؓ نے بھی ان کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگیں :

انی نذرت والنذر شدید

"میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا پورا کرنا نہایت سخت ہے"

بالآخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا، تو کفارہ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔[۲]

تجلیل الرسول

برکت اندوزی :

صحابیاتؓ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھیں اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرتیں، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔[۳]

---

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب النعاس فی الصلوۃ (۲) بخاری کتاب الادب باب الهجرة
(۳) مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس و تبرکهم

محافظت یادگار رسول ﷺ :

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں، حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا' جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اسکو لے لیا' اور محفوظ رکھا' چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا' تو شفاء حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔(۱)

جن کپڑوں میں آپ کا وصال ہوا تھا' حضرت عائشہؓ نے ان کو محفوظ کر رکھا تھا' چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ ﷺ نے ان ہی کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔(۲)

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی' آپ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا' اس کو انہوں نے محفوظ رکھا جب کوئی شخص بیمار ہوتا' یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا' تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھیں۔(۳)

جب آپ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تھے' تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں۔(۴)

غزوہ خیبر میں آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔(۵)

ایک دن آپ ام سلیمؓ کے مکان پر تشریف لائے' گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا' آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا' حضرت ام سلیمؓ نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔(۶)

آپ حضرت شفا بنت عبداللہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے' اس غرض سے انہوں نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہ بند بنوا لیا تھا' جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے' یہ یادگاریں ایک مدت تک ان کے خاندان میں محفوظ رہیں' اخیر میں مروان نے ان سے لے لیا۔(۷)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ٦ ص ۳٤۸ (۲) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر
(۳) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیاز (٤) بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندھم
(۵) مسند ابن حنبل جلد ٦ ص ۳۸۰ (٦) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر
(۷) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ

ادب رسول :

صحابیات آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربار نبوت کے ادب عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتیں' ایک صحابیہ فرماتی ہیں :

جمعت علی ثیابی فاتیت (۱) رسول اللہ ﷺ

" میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی "

اگر نادانستگی کی حالت میں بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی معافی چاہتیں' ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا تھا' اور وہ اس پر رو رہی تھیں' آپ کا گزر ہوا تو فرمایا" خدا سے ڈرو' اور صبر کرو" بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے ؟ آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے' دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور ﷺ کو نہیں پہچانا۔(۲)

حمایت رسول اللہ ﷺ :

صحابیاتؓ اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں حضرت طیب بن عمیرؓ اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ " تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا' اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے' تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے "(۳)

خدمت رسول اللہ ﷺ :

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھیں' انہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادم رسول اللہ ﷺ کا لقب حاصل ہوا۔(۴)

سفینہ حضرت سلمہؓ کی والدہ کی لونڈی تھیں' انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کرے اس نے کہا" اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تا نفس واپسیں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی"(۵)

ہیبت رسول اللہ ﷺ :

رسول اللہ ﷺ کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات اس قدر مرعوب ہو جاتی تھیں

---

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل' اسدالغابہ تذکرہ حضرت شفا بنت عبداللہ
(۲) ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عندالصدمہ (۳) استیعاب تذکرہ حضرت طیب بن عمیرؓ
(٤) ابوداؤد کتاب الطب باب الحاجۃ (۵) ایضاً کتاب العتق باب فی العتق علی الشرط

کہ جسم میں رعشہ پڑ جاتا تھا ایک بار حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو مسجد میں اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا ان پر آپ کے اس خشوع خضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔ (۱)

نعت رسول اللہ ﷺ:

صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ کی مدح میں رطب اللسان رہتی تھیں، آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار   یاحبذا محمدا من جار
ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیاں ہیں   محمد ﷺ کتنے اچھے پڑوسی ہیں

پردہ نشین عورتیں یہ اشعار پڑھتی تھیں:

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
ثنیۃ الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے
وجب الشکر علینا   مادعی للہ داعی
جب تک دعا کرنے والے دعا کریں   ہم پر خدا کا شکر واجب ہے

حضرت عائشہؓ جب رخصت ہو کر آئیں، تو لڑکیاں دف بجا بجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھیں ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ گایا:

وفینا نبی یعلم ما فی غد
ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔

تو آپ ﷺ نے اسے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔ (۲)

پابندی احکام رسول ﷺ

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں، انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور

(۱) شمائل ترمذی باب ما جاء فی حلیہ رسول اللہ ﷺ
(۲) بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح

کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ "کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہیں" اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا، خوشبو لگائی اور کہا کہ "مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی، صرف آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی" (۱)

ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس ایک سائل آیا، انہوں نے ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیا، پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگوں نے اس تفریق وامتیاز پر اعتراض کیا، تو بولیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

انزلوا الناس علی قدرمنازلهم
"لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو"

ایک بار آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے میں مرد و عورت مل جل کر چل رہے ہیں، عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں" اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔ (۲)

رضامندی رسول اللہ ﷺ:

صحابیاتؓ کو رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اس لئے اگر آپ کبھی ناراض ہو جاتے تھے، تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامندی کرنے کی کوشش کرتی تھیں، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بی بیاں ساتھ تھیں، سوء اتفاق سے راستہ میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا وہ رونے لگیں، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے، اسی قدر اور زیادہ روتی تھیں، جب کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو آپ نے ان کی سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا، اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا، اب حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیریں اختیار کیں۔ اس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق باب احداد المتوفی عنها زوجها
(۲) ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق

باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں' حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی' اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا' پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیئے کہ خوشبو خوب پھیلے اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا' عائشہؓ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے' بولیں۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ[1] " یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے"

تفویض الی الرسول ﷺ :

عورت کے لئے نکاح کا معاملہ سب سے اہم ہوتا ہے' لیکن صحابیاتؓ نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دیدیا تھا' اس لئے آپ جس سے چاہتے تھے ان کا نکاح کر دیتے تھے اور وہ خوشی اس کو قبول کر لیتی تھیں' حضرت فاطمہؓ بنت قیس ایک صحابیہ تھیں' جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو نہایت دولت مند صحابی تھے' نکاح کرنا چاہتے تھے دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہؓ بن زید کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی' لیکن حضرت فاطمہؓ بنت قیس نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا تھا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے' جس سے چاہئے نکاح کر دیجئے۔(۲)

حبیبؓ ایک ظریف الطبع صحابی تھے' جو راستوں میں بھی ظرافت اور مذاق کی باتیں کرتے تھے' اس لئے صحابہ کرامؓ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے' ایک بار آپ نے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا' انہوں نے کہا کہ اس کی ماں سے مشورہ کر لوں' ماں نے حبیب کا نام سنا تو انکار کیا لیکن لڑکی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات نامنظور نہیں کی جا سکتی' مجھے آپ کے حوالہ کر دو' خدا مجھے ضائع نہ کرے گا۔(مسند ج: ٤ ص: ۲۳۲)

ضیافت رسول اللہ ﷺ :

اگر خوش قسمتی سے صحابیاتؓ کو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت' محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجالاتیں' ایک بار آپ حضرت ام حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے تو انہوں نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی اور وہیں قیلولہ فرمایا۔(۳)

ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی' دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا "یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جایئے' آپ نے فرمایا خدا تم پر تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے" (مسند ابن حنبل ج:۳ ص:۳۹۸)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ٦ ص ۳۳۸ (۲) نسائی کتاب النکاح الخطبہ فی النکاح
(۳) ابوداؤد کتاب الجہاد. باب فی رکوب البحر فی الغزو

بعض صحابیاتؓ خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت ام ایمن نے آٹا چھانا اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں "ہمارے ملک میں اسی کا رواج ہے میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں' لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا' آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو" (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ)

محبت رسول اللہ ﷺ : صحابیاتؓ کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے' اور وہ اظہار اس کا مختلف طریقوں سے کرتی تھیں' حضرت ام عطیہ ایک صحابیہ تھیں' وہ جب آپ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں بابا یعنی میں آپ پر قربان آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں۔ ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤں گی (ترمذی کتاب المناقب ابی حفص عمر بن خطاب)

شوق محبت رسول : صحابیات کے دل میں آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا شوق نہایت رہتا تھا' حضرت قیلہؓ بیوہ ہو گئیں تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا اب وہ تمام دنیاوی جھگڑوں سے آزاد تھی اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئی اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہؓ)

فضائل اخلاق

استعفاف : فیض تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو غیرت' خودداری اور عزت نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا' اس لئے وہ کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتی تھیں' ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی' لیکن صحابیات کی غیرت اس کو بھی گوارہ نہیں کرتی تھی۔ ماں باپ سے بھری محفل میں سوال کیا جائے' حضرت فاطمہ گھر کے کام کاج سے تنگ آ گئی تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے' حاضر خدمت ہوئیں کہ آپ سے ایک غلام مانگیں' دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں' شرم کے مارے واپس آئیں۔(ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسبیح)

ایثار : ایک اخلاقی وصف ہے' لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے' اور وہ صحابیات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی' حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی' لیکن جب حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے یہ تحفہ جنت ان کو دے دیا' اور فرمایا:

کنت اریده لنفسی ولا وثرن به الیوم علیٰ نفسی (۱)

"میں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں"

ایک دن وہ روزہ سے تھیں' گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا ایک مسکین عورت آئی' انہوں نے لونڈی سے کہا کہ روٹی اس کو دے دو' اس نے کہا افطار کس چیز سے کیجئے گا' بولیں دے تو دو! شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا' لونڈی کو بلا کر کہا' یہ تیری روٹی سے بہتر ہے (۲)

فیاضی: صحابہؓ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات و استحکام حاصل ہوا' حضرت ام سلیمؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ (۳)

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا' اس کو صدقہ کر دیتی تھیں' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو فیاضی سے روکنا چاہا' تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی (۴) حضرت اسماء ان سے بھی زیادہ فیاض تھیں' حضرت عائشہؓ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں' جب معتدبہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا' تو اسکو تقسیم کر دیتی تھیں' لیکن حضرت اسماء کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں' روز کے روز خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ (۵)

ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' بولیں کہ تمہارے کوئی لڑکا ہے' انہوں نے کہا نہیں" فرمایا' اگر میرے پاس درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی' حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ نے ان کے پاس روپے بھیجے' بولیں' کس قدر جلد میری آزمائش ہوئی' فوراً آدمی بھیج کر ان کو بلایا' اور دس ہزار درہم دے دیئے' انہوں نے اس رقم سے ایک لونڈی خرید لی' اس سے ان کے متعدد بچے پیدا ہوئے۔ (۶)

ازواج مطہراتؓ میں حضرت زینب بنت جحشؓ نہایت فیاض تھیں' وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں' اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دے دیتی تھیں' ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہو گا وہ مجھ سے سب سے پہلے ملے گا' اس بنا پر ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں' حضرت زینب کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے' لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواج مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔ (۷)

---

(۱) بخاری کتاب المناقب باب قضیة البیعه
(۲) مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقه (۳) صحیح بخاری
(۴) بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش (۵) ادب المفرد باب السخاوة
(۶) طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبدالله (۷) اصابه تذکرہ حضرت زینبؓ بنت جحشؓ

مخالف سے انتقام نہ لینا:

اگر مخالف کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے' تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی اور موقع نہیں مل سکتا' لیکن صحابیات کے دل میں خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی'؟ حضرت عائشہ اور حضرت زینبؓ میں باہم نوک جھونک رہتی تھی' لیکن جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی' تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتیں' بولیں کہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہوں' مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے حضرت عائشہؓ کو خود اعتراف ہے کہ:

و ی اللتی تسامینی فعصمها الله بالورع (۱)

"وہ اگرچہ میری حریف تھیں' لیکن خدا نے تورع کی وجہ سے ان کو بچا لیا"

انتقام تو بڑی چیز ہے' صحابیات اپنے مخالفوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں' حضرت معاویہؓ بن خدیج نے حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا' ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے' حضرت عائشہؓ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے کہا "ان میں کوئی عیب نہ تھا' سب لوگ ان کے مداح رہے' اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے تھے' اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے' اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے' حضرت عائشہؓ نے سن کر کہا' استغفر اللہ اگر میں ان سے بغض اس بنا پر رکھوں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ خدا! "جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر" (۲)

مہمان نوازی:

حضرت ام شریکؓ نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھیں' انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا' اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے' وہ اکثر انہیں کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔ (۳)

---

(۱) بخاری کتاب الشهادات باب تعدیل النساء بعضهن بعضا (۲) اسد الغابه تذکرہ حضرت معاویه بن خدیج (۳) نسائی کتاب النکاح باب الخطبه فی النکاح

عزت نفس :

صحابیاتؓ عزت نفس کا مجموعہ تھیں' حضرت عبداللہ بن زبیر جس دن شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لے گئے' انہوں نے ان کو دیکھا تو بولیں بیٹا قتل کے خوف سے ہر گز ایسی شرط قبول نہ کر لینا جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کرلی جائے۔

صبر و ثبات :

مردوں پر نوحہ کرنا' بال نوچنا' کپڑے پھاڑ ڈالنا' مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا' لیکن فیض تربیت نبوی نے صحابیات کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا' وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے ان کی عدم موجودگی میں یہاں لڑکا جاں بحق تسلیم ہو گیا لیکن ان کی بی بی نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے' یہ کہہ کر کھانا لائیں' اور انہوں نے کھانا کھایا' صبح ہوئی تو کہا کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اسکو اس کے رکھنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہیں" بولیں "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو"(۱)

رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپس آئے' تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئیں' انہی میں حضرت حمنہ بنت جحش بھی تھیں' وہ آئیں تو آپ نے فرمایا کہ حمنہ! اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کو صبر کرو' انہوں نے اناللہ پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی' آپ نے پھر فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کو بھی صبر کرو" انہوں نے اس پر بھی اناللہ پڑھا اور دعائے مغفرت کر کے خاموش ہو رہیں۔(۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء بیمار تھیں وہ انکے پاس آئے' اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ مرنے میں آرام ہے" بولیں "شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے' لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے' میں مرنا پسند نہ کروں گی' یا تو تم شہید ہو جاؤ' اور میں تم کو صبر کرلوں' یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں'

---

(۱) مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته الخ
(۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمنہ بنت جحشؓ

چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا' حضرت اسماء باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لئے آئیں' اور بجائے اس کے کہ وہ روتی پیٹتیں' حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔(۱)

شجاعت :

غزوات میں صحابہ کرامؓ نے جس طرح داد شجاعت دی' صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہیں' غزوہ حنین میں کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اٹھا تھا' لیکن حضرت ام سلیم کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کردیں' چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولیں کہ چاہتی ہوں کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ میں بھونک دوں۔ (ابو داؤد کتاب الجهاد باب فی السلب یعطی القاتل)

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے تمام عورتوں کو ایک قلعہ میں کر دیا تھا' ایک یہودی آیا' اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا' حضرت صفیہ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابت سے کہا کہ یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے' اس کو قتل کر دو بولے تمہیں تو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں' اب حضرت صفیہؓ خود اتریں اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا کہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیة بنت عبدالمطلب)

زہد و تقشف :

صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا بولیں ذرا ٹھیر جاؤ میں اپنی نقاب سی لوں اس نے کہا اگر میں لوگوں کو اس کی خبر کردوں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے بولیں "جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہیں پہنتے ان کو آخرت میں نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا"(۲)

زندہ دلی :

صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تروتازہ اور شگفتہ کر دیا تھا' اس لئے ان میں زندہ دلی پائی جاتی تھی' عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے' اور مسرت کے ترانے گاتے تھے۔ بخاری کتاب العیدین باب سنة العیدین لاهل الاسلام)

---

(۱) استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (۲) ادب المفرد باب الرفق فی المعیشه

رازداری:

صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا، جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا، ایک دن آپ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات جمع تھیں، حضرت فاطمہ بھی اسی حالت میں آگئیں، آپ نے ان کو مرحبا کہا، اور اپنے دائیں جانب بٹھالیا، اور آہستہ سے ان کے کان میں ایک بات کہی، وہ چیخ مار کر رو پڑیں، پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں، آپ چلے گئے، تو تمام بی بیوں نے اس کی وجہ پوچھی، بولیں، میں آپ کی زندگی میں آپ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ (۱)

عفت وعصمت:

اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی ہے، اس نے صحابیات کو عصمت وعفت کا مجسمہ بنادیا، ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہیں تھی، ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں ہٹو، اب وہ زمانہ گیا، اور اسلام آیا، (۲) اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے ابا کرنے لگی، مسیکہ ایک لونڈی تھی، جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ (۳)

"اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو"

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا، وہ اس کو گوارا بھی نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کرنا چاہا، اور رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ پہلے عورت کو جاکر دیکھ لو، اس غرض سے اس کے گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا "اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے تو خیر، ورنہ تمہیں خدا کی قسم۔ (۴)

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن عقل وہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہ کے کانوں میں جب واقعہ افک کی بھنک پڑتی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں، لرزہ بخار آگیا، اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ (۵)

---

(۱) مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہؓ (۲) مسند احمد بن حنبل جلد ٤ ص ۱۸۷ (۳) ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزناء (٤) سنن ابن ماجہ کتاب النکاح، باب النظر الی المراۃ اذا اراد ان یتزوجها (۵) بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل، لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات للسائلین۔

حسن معاشرت

مصالحت اور صفائی:

اگرچہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہو جاتی تھیں، تو ان کو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا، ایک معاملہ میں حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیر سے ناراض ہو گئیں، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی عفو تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ (۱)

صلۂ رحم:

حضرت زینب اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

ولم ارا مراۃ قط خیرا فی الدین من زینب واتقی اللہ و اصدق حدیثا واوصل للرحم (۲)

"میں نے زینب سے زیادہ دیندار زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی"

حضرت اسماءؓ نے ایک جائیداد وراثتہً پائی تھی، اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ نے دی تھی، لیکن انہوں نے اس مال وجائیداد کو حضرت قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے، ہبہ کر دیا۔ (۳)

صحابیات کی صلہ رحمی صرف اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں، حضرت اسماء ہجرت کر کے مدینہ آئیں، تو ان کی والدہ کافرہ تھیں، ان کے پاس آئیں، اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماء نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں، (۴) چنانچہ انہوں نے ان کو مدد دی، حضرت صفیہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے جائیداد کی وصیت کی تھی۔ (۵)

ہدیہ دینا:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہدیہ ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے، اس لئے ایک دوسرے

---

(۱) بخاری کتاب الادب باب الهجرة (۲) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عائشہ (۳) بخاری کتاب الهبة باب هبة الواحد للجماعة (٤) مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین (۵) مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیة لاهل الذمه۔

کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔

حضرت نسیبہ انصاریہؓ اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا' تاہم اس حالت میں بھی وہ ازواج مطہرات کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیۃً بھیجا[1] حضرت بریرہ کے پاس بھی جو صدقہ آتا تھا وہ ازواج مطہرات کو ہدیہ' دے دیا کرتی تھیں۔[2]

خادموں کے ساتھ سلوک :

صحابیات خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھیں' اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی' اس نے آنے میں دیر لگائی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی' حضرت ام الدرداء اس کے محل میں تھیں صبح ہوئی تو کہا کہ تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہداء نہ ہوں گے۔[3]

باہمی اعانت :

صحابیاتؓ مصیبت میں دوسروں کی اعانت فرماتی تھیں' اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں' حضرت اسماء کو روٹی پکانا نہیں آتی تھی بلکہ ان کی پڑوسنیں ان کی روٹی پکایا کرتی تھیں۔[4]

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی' تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھیں' وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہایت پر زور طریقے سے ان کی سفارش کرتی تھیں' ایک بار ان کی خدمت میں ایک عورت سبز دوپٹہ اوڑھ کر آئی' اور جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اس قدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ گئے ہیں' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مسلمان عورتیں جو مصیبت برداشت کر رہی ہیں' ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی' دیکھئے اس کا چمڑا دوپٹہ سے زیادہ سبز ہو گیا ہے بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں۔

والنساء ینصر بعضھن بعضاً

---

(۱) بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم یعطی من الزکوۃ والصدقۃ ومن اعطیٰ شاۃ (۲) مسلم کتاب الزکوۃ باب اباحۃ الھدیہ للنبی ﷺ ولبنی ھاشم ولبنی عبدالمطلب وان کان المھدی ملکھا بطریق الصدقہ (۳) کتاب البر والصلہ ولآداب باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا (٤) مسلم کتاب الآداب باب ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق۔

"عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہیں"[1]

ایک شخص کی بی بی بیمار تھیں وہ حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آئے' انہوں نے حال پوچھا تو انہوں نے کہا بی بی بیمار ہے' اب انہوں نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا' اور جب تک ان کی بی بی بیمار رہیں' حال پوچھتیں اور کھانا کھلاتی رہیں۔[2]

عیادت :

صحابیاتؓ ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں ایک بار اہل صفہ میں سے ایک صحابی بیمار تھے حضرت ام الدرداء اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور ان کی عیادت کی۔[3]

تیمار داری :

صحابیاتؓ نہایت دل سوزی سے مریضوں کی تیمار داری کرتی تھیں' حضرت عبد اللہ بن مظعون بیمار ہوئے' تو حضرت ام الحسلاء اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمار داری کی' ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام الحسلاءؓ نے محبت کے لہجے میں کہا تم پر خدا کی رحمت ہو میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا نے تمہاری عزت کی۔"[4]

حضرت زینب مرض الموت میں بیمار ہوئیں' تو حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے پوچھوایا کہ کون ان کی تیمار دار کرے گا؟ تمام بی بیوں نے کہا "ہم" ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دے گا؟ تمام بی بیوں نے کہا "ہم"[5]

عزاداری :

صحابیاتؓ عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھیں' ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کو دفن کر کے آ رہے تھے' راہ میں دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جا رہی ہیں' پوچھا گھر سے کیوں نکلیں؟ بولیں اس گھر میں عزاداری کے لئے گئی تھی۔[6]

عرب جاہلیت میں عزاداری کا یہ طریقہ تھا کہ عورتیں برادری میں جا کر باہم مردوں پر نوحہ کرتی تھیں' لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا' چنانچہ جب عورتیں اسلام لاتیں تھیں تو ان سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا' تو بولیں فلاں خاندان نے زمانہ جاہلیت میں ہمارے مردے پر نوحہ کیا

---

(۱) بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الحضر (۲) ادب المفرد' باب عیادت الصبیان (۳) ایضاً باب عیادۃ النساء الرجل المریض (٤) بخاری کتاب الشھادات باب القرعۃ فی المشکلات (٥) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینبؓ (٦) ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیہ

ہے' مجھے اس کا معاوضہ لو اکرنا ضروری ہے چنانچہ آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی۔ (۱)

محبت اولاد :

صحابیاتؓ اپنے بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں' ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دیدی اور بچے کو اس سے لینا چاہا' وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ

• "میرا پیٹ اس کا ظرف میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی' اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے آپ نے فرمایا "جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو" (۲) اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں' چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کی خصوصیت کی مدح فرمائی۔

نعم النساء نساء قریش احناهن علی الولد وارعاهن علی الزوج (۳)

"قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں بچوں سے محبت رکھتی ہیں' اور شوہروں کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہیں"

بھائی بہن سے محبت :

صحابیات اپنے بھائی اور بہنوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں' حضرت عبد اللہؓ بن ابی بکر کا مقام حبش میں انتقال ہوا' اور لاش مکہ میں دفن ہوئی تو حضرت عائشہؓ فرط محبت سے ان کی قبر تک آئیں' اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے۔

وکنا کندمانی جذیمة حقبةً — من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیمہ کے دونوں ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے' یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔

فلما تفرقنا کان وما لکاً — بطول اجتماع لم نبت لیلة معاً (۴)

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی ہوئی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔

حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شریک ہوئی' تو ان کی بہن حضرت صفیہؓ آئیں کہ مقتل میں ان کا پتہ لگائیں لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا بالآخر رسول اللہ ﷺ

---

(۱) مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحة (۲) ابوداؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد (۳) بخاری کتاب النکاح (۴) ترمذی کتاب الجنائز' باب ماجاء فی الزیارة للقبور للنساء

کے پاس آئیں تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے ان کی عقل نہ جاتی رہے' اس لئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے انا للہ پڑھا اور رونے لگیں (۱)

• حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتیں رونے لگیں' حضرت فاطمہؓ ان کی قبر کے پاس روتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔ (۲)

حمایت والدین :

صحابیات والدین کی حمایت سے سخت موقعوں پر بھی اغماض نہیں کرتی تھیں ایک بار کفار نے حالت نماز میں رسول اللہ ﷺ کی گردن میں اونٹ کی اوجھ ڈال دی حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئیں' اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا' اور کفار کو برا بھلا کہا۔ (۳)

پرورش یتامیٰ :

یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے' حدیث شریف میں آیا ہے :

انا وکافل الیتیم کهاتین فی الجنة

" ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہوں گے جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب ہیں"

اس لئے صحابیات یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں' حضرت زینبؓ متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں' ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ میں اپنے شوہر اور یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟ ایک دوسری صحابیہ بھی اسی غرض سے در دولت پر کھڑی تھیں' حضرت بلالؓ نے اطلاع کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا دوہرا ثواب ملے گا' ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔ (۴)

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بچے یتیم ہوگئے' تو حضرت عائشہؓ ان کی پرورش فرماتی تھیں۔ (۵)

یتیموں کے مال کی نگہداشت :

خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ الخ اس بناء پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کو ترقی دیدی تھیں' حضرت عائشہؓ

---

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ (۲) مسند ابوداؤد و طیالسی صفحہ ۳۵۱ (۳) بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المراۃ تطرح عن المصلی شیئاً من الاذیٰ (۴) بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام فی الحجر (۵) موطا امام مالک کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر

یتیموں کے مال لوگوں کو دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے ان کو ترقی دیں۔(۱)

بچوں کی پرورش :

صحابیاتؓ بچوں کی پرورش میں اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتی تھیں حضرت ام سلیمؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے' اس لئے انہوں نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جب تک ان کی نشوونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی' وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی چنانچہ حضرت انسؓ خود سپاس گزارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا۔(۲)

رسول اللہ ﷺ صحابیات کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھے' لیکن بایں ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کا پیام دیا تو انہوں نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں' لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے' اس لئے مجھے خوف ہے کہ اگر میں شوہر کا حق ادا کروں تو بچوں کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی اور اگر بچوں کی پرورش میں مصروف رہوں گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کر لوں گی) کا حق ادا نہ کر سکوں گی (۳)

شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت :

زن و شوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے' اور صحابیات میں عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی' حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی' وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا' اور کہا کہ اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئی' فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں بولیں "اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کر دیں' تو مشکل پڑے گی زبیرؓ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت میں آیا اور کہا یا ام عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں' بولیں' تم کو مدینہ میں میرا گھر ہی ملتا تھا" حضرت زبیرؓ نے کہا تمہارا کیا جاتا ہے' جو ایک محتاج کو بیع و شراء سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں اجازت دے دی (۴) وہ نہایت فیاض تھیں' اس لئے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں' لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا

(۱) موطاء امام مالک کتاب الزکوۃ باب اموال الیتمی والتجارۃ فیھا (۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ
(۳) ایضاً تذکرہ حضرت ام ہانیؓ (۴) مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق

اجازت تصرف نہیں کر سکتی تھیں' مجبوراً رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ میں زبیر کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہو سکے' دو (۱)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ان میں سے ایک خاتون اٹھیں اور کہا کہ ہم اپنے باپ' بیٹے اور شوہر کے محتاج ہیں ان کے مال میں سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قدر کہ کھا پی لو اور ہدیہ دو" (۲)

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں' چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا اس خصوصیت کو ان الفاظ میں نمایاں کیا۔

نعم النساء نساء قریش احناھن علی الولد وارعاھن علی الزوج

"قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں"

شوہر کی رضاجوئی :

صحابیات اپنے شوہروں کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھیں' حضرت حولاءؓ عطر فروش تھیں' ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں' اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں' بناؤ سنگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں' اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہوں' لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں' پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا جاؤ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔ (۳)

ایک روز آپ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا عائشہ یہ کیا ہے؟ بولیں میں نے اسکو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کروں۔ (۴)

ایک صحابیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے آپ نے ان کو پہننے سے منع کیا' بولیں' اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے تو اس کی نگاہوں سے گر جائے گی۔ (۵)

(۱) مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بالقلیل (۲) ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب المراۃ تصدق من بیت زوجھا (۳) اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاءؓ (۴) ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ھو وزکوۃ الحلی (۵) نسائی کتاب الزینۃ

شوہر کی محبت :

صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں حضرت زینبؓ کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہوگئے رسول اللہ ﷺ نے اسیران جنگ کو فدیہ لیکر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو حضرت خدیجہؓ نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا' ابوالعاص کے فدیہ میں بھیج دیا۔ (۱)

حضرت حمنہؓ بنت جحش کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں۔ (۲)

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ زیادہ شغف نہ تھا تاہم ان کی بی بی حضرت عاتکہؓ روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں (۳)

حضرت عاتکہؓ کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ایک پر درد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

فالیت لا تنفك عيني خزينة   عليك ولا ينفك جلدي اغبر

میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان سے شادی کی' دعوت ولیمہ میں حضرت علیؓ بھی شریک تھے' انہوں نے عاتکہؓ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں' حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو ان کا بھی نہایت پر درد مرثیہ لکھا۔ اس کے بعد ان سے حضرت زبیر نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے تو عاتکہؓ نے ان کا بھی مرثیہ لکھا (۴)

شوہر کی خدمت :

صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھیں' رسول اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہؓ ادا فرماتی تھیں (۵) ایک بار آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آئے' ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر دھبہ نظر آتا ہے' آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا حضرت عائشہؓ نے کٹورے میں پانی منگایا' خود اپنے ہاتھ سے دھویا' اور خشک کیا' اور اس کے

---

(۱) ابو داؤد کتاب الجهاد باب فداء الاسير بالمال (۲) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء في البكاء على الميت (۳) موطاء كتاب الصيام باب ماجاء في الرخصة في القبلة للصيام (۴) اسد الغابه تذكره عاتكهؓ بنت زيد (۵) ابوداؤد كتاب الطهارة باب غسل السواك

بعد آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا (۱) جب آپ ﷺ احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے تو حضرت عائشہؓ جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔ (۲)

جب آپ خانہ کعبہ ہدی بھیجتے تھے' تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھیں (۳)

صحابہ کرامؓ جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہو جاتے تھے' تو اس بے کسی کی حالت میں صرف ان کی بی بیاں ان کا ساتھ دیتی تھیں' رسول اللہ ﷺ تخلف غزوہ تبوک کی بنا پر حضرت ہلال بن امیہؓ سے ناراض ہوئے' اور اخیر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا' تو وہ حاضر خدمت ہوئیں اور کہا کہ وہ بوڑھے آدمی ہیں ان کے پاس نوکر چاکر نہیں اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے ارشاد ہوا "نہیں" (۴)

عورت کتنی ہی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو' لیکن اگر اس سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی' لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا' یعنی ایک مدت معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا' تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہتی تھیں۔

طرز معاشرت

غربت وافلاس :

ابتدائے اسلام میں صحابیات نہایت فقر وفاقہ اور غربت وافلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں' جس کا اثر ان کے لباس' مکان' اثاث البیت اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا۔

لباس :

صحابیاتؓ کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی' حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسول ﷺ کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ادب وحیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا لیکن ناکامیابی ہوئی' سر ڈھکتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔ (۵)

---

(۱) ایضاً باب الاعاده من النجاسة يكون في الثوب (۲) ابوداؤد كتاب المناسك باب الطيب عند الاحرام (۳) ایضاً باب من بعث بهديه (۴) بخاری كتاب المغازی باب غزوه تبوك (۵) ابوداؤد كتاب اللباس باب في العبد ينظر الى شعر مولاته

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے صحابیات کو عید گاہ میں جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے ارشاد ہوا کہ اس کو دوسری عورت اپنی چادر اوڑھادے۔(۱)

شادی بیاہ میں دولہن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوالیتی تھی۔(۲)

مکان :

غربت وافلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکان نہایت مختصر، پست اور کم حیثیت کے ہوتے تھے۔ گھروں میں جائے ضرورت تک نہ تھی(۳) اس لئے راتوں کو صحرا میں جانا پڑتا تھا، دروازوں پر پردے تک نہ تھے(۴) راتوں کو جلانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔(۵)

اثاث البیت :

صحابیات کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتے تھے یہاں تک کہ میاں بی بی دونوں کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا(۶) اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔

زیورات :

صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں، احادیث کی کتابوں کے تتبع استقراء سے بازو بند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے لونگ کا ہار بھی پہنتی تھیں جس کو عربی میں سخاب کہتے ہیں، حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو سفر میں گم ہو گیا تھا وہ مہرہ یمانی کا تھا۔(۷)

سامان آرائش :

صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھیں، زچہ خانے سے نکلتی تھیں، تو منہ پر درس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھیں کہ چہرے سے داغ دھبے مٹ جائیں(۸) خوشبو میں زعفران، عطر اور سک کا استعمال کرتی تھیں، سک ایک قسم کی

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الصلوة باب ماجاء فى خروج النساء فى العيدين (۲) بخارى كتاب الهبه باب الاستعارة للعروس عند البناء (۳) بخارى قصة الافك (٤) ابوداؤد كتاب الادب باب الاستيذان فى العورات الثلاث (۵) صحيح بخارى (٦) ابوداؤد كتاب الطهارت باب فى الرجل يصيب منها مادون الجماع (۷) ايضاً باب فى التيمم (۸) ايضاً ماجاء فى وقت النفساء

خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے۔

اپنا کام خود کرنا :

صحابیات خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں، اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں، لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزوں میں پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو گئے تھے۔(۱)

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھیں، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی، اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے میں دیر ہو گئی تو سو گئیں آپ آئے تو جگایا،(۲) حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھیں اور ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغوں میں جا جا کر گھوڑے کی گھاس لاتی تھیں، حضرت ابو بکر نے سائسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو ایک قطع زمین بطور جاگیر دیا تھا، جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا حضرت اسماءؓ روز وہاں جاتیں اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاتیں اور ان کو کوٹ کر ان کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتی تھیں۔

گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے، خود پانی لاتیں، مشک پھٹ جاتی تھی تو اس کو سی لیتیں آٹا گوندھتی، روٹی پکاتیں(۳) گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں

حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھیں جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی،(۴) بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھیں(۵)

پردہ :

عہد نبوت میں اگرچہ اس زمانہ کا سا سخت پردہ رائج نہ تھا، تاہم بالکل عورتیں بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھیں۔

محفہ میں سفر کرتی تھیں(۶) نقاب پوش رہتی تھیں(۷) اور غیر محرم سے پردہ کرتی

---

(۱) كتاب الخروج والامارة باب فى بيان مواضع قسم الخمس ولهم ذى القربى (۲) ادب المفرد باب لابوذى جاره (۳) مسلم كتاب الآداب باب جواز ارداف المرأة الاجنبية اذااعيت فى الطريق و بخارى كتاب النكاح (٤) اسد الغابه تذكره فليسه (۵) بخارى كتاب البيوع باب النساء (٦) ابوداؤد كتاب المناسك باب فى الصبى الحج (۷) ابوداؤد كتاب المناسك ما يلبس المحرم

تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے زمانے میں جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے لوگ گزر جاتے تو پھر منہ کھول دیتے تھے۔ (۱)

ایک بار حضرت افلحؓ بن ابی القیس حضرت عائشہؓ کی ملاقات کو آئے وہ پردہ میں چھپ گئیں بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تمہارا چچا ہوں" بولیں کیونکہ بولے میرے بھائی کی بی بی نے تم کو دودھ پلایا ہے "بولیں مرد نے تو نہیں پلایا" (۲)

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا وہ نقاب پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، صحابہ کرامؓ نے ان کو دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟ بولیں میں نے اپنے بیٹے کو کھویا ہے شرم وحیا کو تو نہیں کھویا۔ (۳)

ہمارے زمانے میں پردہ ایک رسمی چیز ہے، مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کے لئے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائیں گے لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھیں، ان کا پردہ بالکل شرعی تھا اگر شریعت اجازت دیتی تھی، تو وہ کسی کے سامنے آتی تھیں اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھیں حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں اس لئے وہ حضرت عبداللہ سالمؓ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے، آتی تھیں، اور ان سے بے تکلف باتیں کرتی تھیں، ایک دن وہ آئے، اور کہا کہ "خدا نے آج مجھے آزاد کر دیا چونکہ اب وہ غلام باقی نہیں رہے" اس لئے حضرت عائشہؓ نے پردہ کروا دیا اور عمر بھر انکے سامنے نہ ہوئیں۔ (۴)

معاملات

ادائے قرض کا خیال:

حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، خدا اپنی جانب سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے تو اسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں۔ (۵)

---

(۱) ابوداؤد کتاب المناسك باب في المحرم تغطي وجهها (۲) ابوداؤد کتاب النکاح باب في لبن الفحل
(۳) ابوداؤد کتاب الجهاد باب فضل قتال الروم على غيرهم من الامم
(٤) نسائی کتاب الطهارة باب مسح المرأة رأسها (٥) مسند احمد بن حنبل جلد ٦ ص ٩٩

قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا:

حضرت ام سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا اس کے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے انہوں نے کم کر دیا۔ (۱)

تقسیم وراثت میں دیانت:

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ پر چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے لیکن اب تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا اس لئے ہبہ نامکمل تھا، حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ میں نے تم پر جو درخت ہبہ کئے تھے اگر تمہارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمہاری ملک ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکہ میں داخل ہیں، جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنیں ہیں اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو، حضرت عائشہؓ بولیں کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی۔ (۲)

خدمات

سیاسی خدمات میں بھی صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہیں ہے صرف اصابہ میں تذکرہ شفاء بنت عدویہ میں اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے، ان کی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتیں بھی ان سے متعلق تھیں، لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہو گی۔

مذہبی خدمات

اشاعت اسلام:

مذہبی خدمات میں اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس میں ابتدائے اسلام ہی سے صحابیاتؓ کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے، چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھیں جو آغاز اسلام میں مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں، قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔ (۳)

ایک غزوہ میں مسلمان پیاس سے بے تاب ہو کر نکلے، تو حسن اتفاق سے ایک عورت

---

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ مصباح بن سرحس (۲) موطاء امام مالک کتاب الاقضیہ باب مالایجوز من النحل (۳) اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام شریک

مل گئی، جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا صحابہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوادی۔ تاہم صحابہ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تھے، تو خاص اس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے، اس پر صحابہ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ (۱)

حضرت ام حکیم بنت الحارثؓ کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی، وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائیں، لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے، حضرت ام حکیمؓ نے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی، وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔ (۲)

حضرت ابو طلحہؓ نے حالت کفر میں حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کرنا چاہا، لیکن انہوں نے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان، نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر قبول اسلام کرلو تو وہی میرا مہر ہوگا اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی، چنانچہ وہ مسلمان ہوگئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔ (۳)

نو مسلموں کا تکفل :

ابتدائے اسلام میں جو لوگ اسلام لاتے تھے، ان کو مجبوراً اپنے گھربار، اہل و عیال اور مال و جائیداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس بناء پر اس وقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نو مسلموں کی کفالت کی جائے، اور صحابیات اس میں نمایاں حصہ لیتی تھیں، چنانچہ حضرت ام شریکؓ کا گھرانہ نو مسلموں کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ بنت قیس کو ان کے یہاں صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہیں دی (۴) کہ ان کے گھر مہمانوں کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا، حضرت درہ بنت لہب بھی نہایت فیاض تھی اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں (۵)

خدمت مجاہدین :

جس طرح صحابہ کرامؓ بہ شوق غزوات میں شریک ہوتے تھے، اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ میں ان سے پیچھے رہنا نہیں چاہتی تھیں، ان کے لئے سب سے زیادہ موزوں کام زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچانا تھا اور وہ اس خدمت کو

---

(۱) بخاری کتاب الغسل باب صعید الطیب وضوء المسلم (۲) موطاء امام مالک کتاب النکاح المشرک اذا سلمت زوجه قبله (۳) اسد الغابه تذکره حضرت زید بن سهل بن اسوه (٤) مسلم کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا لا نفقه لها و کتاب الفتن و اشراط و الساعة فی خروج الدجال (٥) اصابه تذکره دره

نہایت خلوص اور دل سوزی سے انجام دیتی تھیں، غزوہ خیبر میں متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئیں رسول اللہ ﷺ کو ان کا حال معلوم ہوا تو ناراضی کے لہجے میں پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ بولیں یا رسول اللہ! ہم اون کاتتے ہیں اور اس سے خدا کی راہ میں اعانت کرتے ہیں ہمارے ساتھ زخمیوں کے دوا علاج کا سامان ہے لوگوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہیں۔ (۱)

حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھیں، کھانا پکاتی تھیں، مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (۲)

غزوہ احد میں خود حضرت عائشہؓ شریک تھیں اور وہ ام سلیم اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ (۳)

حضرت ربیع بنت معوذؓ کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات میں شریک ہوتے تھے پانی پلاتے تھے مجاہدین کی خدمت کرتے تھے، اور مدینہ تک زخمیوں اور لاشوں کو اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ (۴)

حضرت رفیدہ نے مسجد نبوی میں خیمہ کھڑا کر رکھا تھا، جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمہ میں ان کا علاج کرتی تھیں چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ میں ہوا۔ (۵)

صحابیات کی یہ خدمات خود صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھیں اور خود خلفاء بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادر تقسیم فرمائی ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بی بی ام کلثوم کو دے دیجئے، بولے ام سلیط اس کی زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ وہ غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھیں، اور ہم کو پلاتی تھیں۔ (۶)

خدمات مساجد :

صحابیات مساجد کی صفائی میں نہایت اہتمام کرتی تھیں ایک بار کسی نے مسجد

---

(۱) ابو داؤد کتاب الجهاد باب فی المراة والعبد یحذیان من الغنیمة (۲) مسلم کتاب الجهاد باب النساء الغازیات یرضخ لهن ولا یسهم والنهی عن قتل صبیان اهل الحرب (۳) ایضاً باب غزوة النساء مع الرجال (٤) بخاری کتاب الجهاد باب رد النساء والقتلی (٥) اصابه تذکره رفیدهؓ (٦) بخاری کتاب الجهاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو

نبوی میں تھوک دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ایک صحابیہ اٹھیں، اور اس کو مٹادیا اور اس کی جگہ خوشبو لگائی، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا۔ (۱)

ایک صحابیہ تھیں جو ہمیشہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھیں یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نہایت قدر فرمائی، چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام نے ان کو راتوں رات دفن کر دیا اور آپ کو اس کی اطلاع نہیں دی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں خبر کی؟ بولے حضور استراحت فرما رہے تھے، ہم نے تکلیف دینا گوارہ نہیں کیا۔ (۲)

بدعات کا استیصال:

بدعت مذہب کے لئے بمنزلہ گھن کے ہے، اس لئے باثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھیں کہ نخل اسلام میں یہ گھن نہ لگنے پائے، مثلاً مسلمانوں میں غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا، تو اس پرانے غلاف چرا چھپا کر خادموں کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہیں، اسی کو تبرک سمجھ کر لے آتے ہیں اور مکانوں میں رکھتے ہیں، دوستوں کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہیں، قرآن میں رکھتے ہیں، مسجدوں میں لٹکاتے ہیں، اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہیں، لیکن قرن اول میں یہ حالت نہ تھی متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانوں کے کام کا نہ رہے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلید بردار تھے حضرت عائشہؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول ﷺ نے اس کا حکم نہیں دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے سوء اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اس لئے شیبہ سے کہا کہ یہ اچھی بات نہیں، تم برا کرتے ہو، جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں تم کو چاہئے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔ (۳)

احتساب:

جو چیز مذہب اور اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کا نام احتساب ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے اس کے تین درجے مقرر فرما دیئے ہیں۔

من رای منکم منکرا فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

(۱) نسائی کتاب الصلوۃ باب تخلیق المسجد (۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز وباب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر (۳) عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی

وذالک اضعف الایمان (مسلم)

"تم سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹادے اگر اس میں اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کا انکار کرے، اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے"

اور باثر صحابیات نے پہلے دونوں طریقوں سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے، ایک دفعہ حضرت عائشہ ایک گھر میں مہمان اتریں، میزبان کی دو لڑکیوں کو جو جوان ہو چکی تھیں دیکھا کہ چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں، تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ (۱)

ایک دفعہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے اور معمولی جھٹ پٹ وضو کر کے چلے گئے حضرت عائشہؓ نے ٹوکا کہ عبدالرحمٰن وضو اچھی طرح کیا کرو رسول اللہ ﷺ کو میں نے کہتے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیگے اس پر جہنم کی پھٹکار ہو۔ (۲)

ایک بار انہوں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو، رسول اللہ ﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔ (۳)

ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں دیکھنے کے ساتھ ہی غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا، پھر فرمایا تم نہیں جانتیں کہ سورہ نور میں خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں، اس کے بعد گاڑھی کا دوسرا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔ (۴)

اخلاقی خدمات

نردبازی کی روک ٹوک:

فتوحات عجم کے بعد عرب میں نردبازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ دارو گیر کی، چنانچہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے، ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہیں، تو سخت برافروختہ ہوئیں، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں اپنے گھر سے نکلوا دوں

(۱) مسند جلد ۶ ص ۹۶ (۲) ایضاً ص ۳۸۵ (۳) مسند جلد ۶ ص ۱۴۰ (۴) موطا امام مالک کتاب اللباس

گی۔(۱)

شراب خواری کی روک ٹوک:

فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام ونام سے آشنا ہوئے جن میں ایک باذوق تھا(یعنی بادہ)چونکہ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہیں اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے' اس بناء پر لوگوں کو شبہ تھا کہ ان شرابوں کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہؓ نے اپنی مجلس میں با اعلان کہہ دیا کہ شراب کے برتنوں میں چھوارے تک نہ بھگوئے جائیں' پھر عورتوں کی طرف خطاب کر کے کہا اگر تمہارے مٹکوں کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے' رسول اللہ ﷺ نے ہر نشی چیز سے منع فرمایا ہے۔(۲)

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت:

قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں' ان میں ایک یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے' وہ مصنوعی بال لگالیتی تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورتوں کو اسکی ممانعت فرمادی تھی' آپ کے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیاتؓ نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی' چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میری بیٹی دلہن بنی ہے' لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں' کیا مصنوعی بال جوڑدوں'؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (مسند ج:۶ ص:۱۱۱)

علمی خدمات

علم تفسیر:

قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اس کی ایک آیت کسی کی شان میں نازل ہوجائے تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے چنانچہ حضرت زینبؓ کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں۔

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار گم ہوگیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام کو بھیجا وہ اس کی تلاش میں نکلے تو راستے میں نماز کا وقت ہوگیا اور لوگوں نے

---

(۱) ادب المفرد باب واخراج الذین یلعبون بالنرو (۲) سنن نسائی کتاب الخمر

بغیر وضو کئے نماز پڑھے' واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی' اس پر آیت تیمم نازل ہوئی' حضرت اسید بن حضیرؓ نے اس کو حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت سمجھا اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

جزاك الله خيرا فوالله ما نزل بك امر قط الاجعل الله لك منه مخرجاً و جعل للمسلمين فيه بركة(۱)

"خدا تم کو جزائے خیر دے تم کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا' جس سے خدا نے تمہارے نکلنے کا راستہ نہیں بنایا اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا"

حضرت عبادہؓ بن صامت کی بی بی حضرت خولہؓ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ (مجادلہ)(۲)

"خدا نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی"

اور اس نے ان کے رتبے کو اس قدر بلند کیا تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ مسجد سے آرہے تھے' راہ میں ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ان کو سلام کیا بولیں "اے عمرؓ! میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے' جب تم کو لوگ بازار عکاظ میں عمر کہتے تھے' اور اب تو تمہارا لقب امیر المؤمنین ہے' پس رعایا کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈرے گا اس پر بعید قریب ہوجائے گا اور جو موت سے ڈرے گا اس کو فوت ہونے کا خوف لگا رہے گا" ایک شخص جو ساتھ میں تھے بولے بی بی تم نے تو امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا' جانے دو یہ خولہ بنت حکیمؓ ہیں' اور عبادہ بن صامت کی بی بی ہیں' اللہ تعالٰی نے سات آسمان اوپر سے ان کی بات سن لی تھی' پھر عمرؓ کو تو اور سننا چاہیئے۔(۳)

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کے لئے کافی ہے' اس کا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے' یعنی ایک مستقل سورہ (نساء) خاص طور پر صحابیات کے احکام و معاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے سورہ نور کی متعدد آیتیں بھی انہی کے ساتھ مخصوص ہیں' ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں' اس بناء پر اگرچہ ان آیتوں اور ان سورتوں کے شان نزول' اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے' تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہیں اور جس معنی کی رو سے ایک شخص مفسر کہا

---

(۱) مسند جلد ' ص (۲) بخاری کتاب النکاح باب استعارة الثیاب العروس وغیرہا
(۳) اصابہ تذکرہ خولہ

جاتا ہے اس کے لحاظ سے تمام صحابیات میں صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر میں اکابر صحابہ کی ہمسر ہیں اور انہوں نے نہایت دقیق آیتوں کی تفسیریں کی ہیں ان سے احادیث کی کتابوں میں جو تفسیری روایات مذکور ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی ہے اور انہوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے استفسار فرمایا ہے اور آپ نے ان کی تفسیر کی ہے، مثلاً[1] ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ من حوسب عذب قیامت میں جس کا حساب ہوگا اس پر عذاب ہوگیا حضرت عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ خدا تو فرماتا ہے۔

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا

"اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا"

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اعمال کی پیشی ہے" لیکن جس کے اعمال میں جرح قدح شروع ہوئی تو وہ برباد ہی ہوا ایک دفعہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ خدا فرماتا ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

"جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے روبرو ہو جائے گی"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی۔

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ

" تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے"

لیکن جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہوں گے، آپ نے فرمایا صراط پر، قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ

— "جو لوگ جو کام کرتے ہیں خوفزدہ دل سے کرتے ہیں وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کریں گے"

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ بھی اس سے مراد ہے آپ نے فرمایا نہیں، عائشہ اس سے وہ مراد ہے، جو نمازی ہے، روزہ دار ہے زکوۃ دیتا ہے، اور پھر خدا سے ڈرتا ہے، دوسری وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا ہے، اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ان کے متعلق سوال کیا ہے

---

(۱) ماخوذ از سیرت عائشہ میں ان تفسیروں کے حوالے بھی مذکور ہیں

جس کا انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے۔ مثلاً:-

(۱) اعمال حج میں اسے ایک کوہ صفاء و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے، قرآن مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (البقرۃ)

" صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الہی میں سے ہیں، پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ ان کا بھی طواف کرے۔"

عروہ نے کہا خالہ جان! اس کے تو یہ معنی ہوئے ہیں کہ اگر کوئی طواف نہ کرے، تو بھی کچھ حرج نہیں، فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک کہا اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھ رہے ہو تو خدا یوں فرماتا۔ لاجناح ان لا یطوف بھما

اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں اصل میں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے، اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جسے پکارا کرتے تھے، منات مثلل میں نصب تھا، اس لئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کیا کرتے تھے اب کیا حکم ہے، اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ ایک محدث تھے، ان کو حضرت عائشہؓ کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا، علم اس کو کہتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا

"یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہوگئے اور ان کو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی"

عروہ نے پوچھا (کذبوا جھوٹ بولے گئے) یعنی اس سے جھوٹ وعدہ کیا گیا یا کذبوا وہ جھٹلائے گئے، فرمایا کذبوا جھٹلائے گئے عروہ نے کہا کہ اس کا تو ان کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ان کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی، یہ ظن اور خیال تو نہ تھا، اس لئے کذبوا ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا، صحیح ہے، بولیں معاذ اللہ، پیغمبران علیہم السلام خدا کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اس نے ان سے امداد و نصرت کا جھوٹ وعدہ کیا عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے فرمایا کہ یہ پیغمبروں کے پیروں کے متعلق ہے کہ جب انہوں نے ایمان قبول

کیا، اور نبوت کی تصدیق کی اور ان کی قوم نے ان کو ستایا، اور مدد الٰہی میں ان کو تاخیر نظر آئی، یہاں تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین ایمان سے ناامید ہو گئے، تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب کر دیں کہ دفعتاً خدا کی مدد آ گئی۔

(۳) جس آیت پاک میں چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (نساء)

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔"

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑوں میں ربط نہیں معلوم ہوتا، یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت میں باہم کیا تعلق ہے، چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہؓ کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی ہو جاتے تھے، ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی تھی اور وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہیں کہ ان سے نکاح کر کے ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیں، اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے ہیں، خدائے پاک انہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف سے پیش نہ آسکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو تین چار نکاح کر لو، مگر ان کو نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لے آؤ۔

(۴) اسی سورہ میں ایک اور آیت ہے:-

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ (نساء)

"ان لڑکیوں کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں، کہہ دے کہ خدا ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے، اس کتاب میں (قرآن) جو کچھ تم لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا ہے، ان یتیم لڑکیوں کی نسبت جن کو نہ تو تم ان کے مقررہ حقوق دیتے ہو اور نہ خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو"

کسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس آیت میں یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ قرآن مجید میں پہلے جو کچھ ان کے بارے میں پڑھ کر سنایا گیا ہے، اس سے وہی پہلی آیت مراد ہے، یہ حکم ان اولیا سے متعلق ہے جو یتیم لڑکیوں کو نہ خود اپنے نکاح میں لاتے ہیں کہ وہ حسن سے محروم ہیں، اور نہ دوسروں سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے ہیں کہ جائیداد مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے۔

(۵) اس آیت کے مطلب میں لوگوں کو اختلاف ہے۔

مَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

"جو تونگر ہو اس کو اس سے بچنا چاہئیے اور جو تنگ دست ہو، وہ قاعدہ کے مطابق اس سے لے لے"

یہ آیت اولیائے یتامی کی شان میں ہے کہ وہ اگر محتاج ہوں تو یتیموں کے مال میں سے لے کر کھا سکتے ہیں، لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا

" جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں"

لیکن اس آیت میں تو یہ سزا ان لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے، جو ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس آیت میں کھانے کی اجازت ہے، وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو یتیموں کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتے ہیں، ان کا کاروبار سنبھالتے ہیں اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ لینا چاہئیے اور اگر وہ مفلس اور تنگ دست ہے تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے، اس تفسیر کی بنا پر دونوں آیتوں میں کوئی تخالف نہیں ہے۔

(۶) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے:-

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (نساء)

"اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نارضامندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح تو ہر حال میں بہتر ہے"

لیکن دفع ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام ہے، اس کے لئے خدائے پاک کو اس خاص حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت اس عورت کی شان میں ہے جس کا شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں، یا بیوی سن سے اتر گئی ہے، اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں رہی ہے، زن و شوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے لیکن اس خاص حالت میں اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کر دے تو یہ باہمی مصالحت بری نہیں بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے۔

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہؓ سے اور آیتوں کی تفسیریں بھی مروی ہیں، لیکن ہم نے جن آیتوں کی تفسیریں درج کی ہیں، ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔

کہ جو آیتیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں ان کا مطلب انہوں نے کس قدر صحیح سمجھا ہے اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتیں اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو ان کو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہئیے۔

علم اسرار الدین:

علم اسرار الدین اس علم کو کہتے ہیں جن میں احکام شریعت کے علل و اسباب اور ان کے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہیں اور یہ علم اس قدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے کہ صرف چند فقہائے صحابہؓ یعنی حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عباس وغیرہ نے اس کے اصول و قواعد ممہد کئے ہیں باقی اس فن میں اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے بالخصوص اس میں صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہیں آتے لیکن تنہا حضرت عائشہؓ نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کر دی ہے وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کر دیتی ہے بلکہ اس فن میں خود صحابہ سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن حضرت عائشہؓ کے مسائل کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے' اور انہوں نے مذکورہ بالا صحابیات سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کے پردہ کشائی کی ہے۔ اور بکثرت مسائل کا علل و اسباب بیان کئے ہیں' مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اس لئے ان کو حضور ﷺ نے صلوۃ اور شرکت جماعت کی اجازت دے دی تھی لیکن جب اخیر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہو گیا تو حضرت عائشہؓ نے صاف صاف کہہ دیا:-

لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المساجد كما منعه نساء بني اسرائيل "[1]

"عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کر لئے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں"

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق و امتیازات ہیں' مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں' ان میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے' اور مدنی سورتوں میں بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے' کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم میں آیا ہے

---

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد والتشدید فی ذالك۔

اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا' جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور امر و نواہی نازل ہوئے' اگر زنا و شراب خواری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا' تو دفعتہً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات و فروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علمائے مستشرقین کو بڑا ناز ہے' لیکن حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کر دیا تھا' صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے:-

انما نزل اول ما انزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام ثم نزل الحرام والحلال لو نزل اول شئ لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابداً ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابداً لقد نزل بمكة وانا جاريه العب بل الساعة موعدهم والساعة ادهىٰ وامر وما نزلت سورة لبقرة والنساء لا وانا عنده (باب تاليف القرآن)

"قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے' جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے' یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو پھر حلال و حرام اترا' اگر پہلے یہ اترتا کہ شراب مت پیو گے تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہ چھوڑیں گے' اور اگر یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز نہیں زنا چھوڑیں گے مکہ میں جب میں کھیلتی تھی تو یہ اترا کہ ان کے وعدہ کا دن قیامت ہے' اور قیامت نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے' سورہ بقرہ اور سورہ نساء جب اتریں تو میں آپ کی خدمت میں تھی۔"

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ میں قبائل باہم خانہ جنگیوں میں مصروف تھے جن میں ان کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے ہر نئی تحریک کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں' قتل ہو گئے انصار ان لڑائیوں سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو ان سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا' چونکہ ارباب ادعاء کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا' اس لئے ان کی راہ میں کسی نے موانع پیدا نہیں کئے' اس طریقہ سے خدائے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے' یورپ کے فلسفہ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے' لیکن حضرت عائشہؓ نے ان سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا۔

كان يوم بعاث يوماً قدمه الله لرسوله ﷺ فقدمه رسول الله ﷺ وقد افترق ملوهم وقتلت سرواتهم وجرحوا فقدمه الله لرسوله فى دخولهم الاسلام

(بخاری باب القسامه فی الجاهلية)

"جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا"

تھا، رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو انصار کی جمعیت منتشر ہو گئی تھی، اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے، اس لئے خدا نے اپنے رسول کے لئے ان کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ واقعہ پہلے ہی مہیا کر دیا تھا۔

جن نمازوں میں چار رکعتیں ہوتی ہیں قصر کی حالت میں ان کی صرف دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار میں سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہیں، لیکن حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بتاتی ہیں :

فرضت الصلوة رکعتین ثم ھا جرالنبی ﷺ ففرضت اربعاً و ترکت صلوٰة السفر علی الاول (بخاری باب ھجرت)

"مکہ میں دو رکعتیں نمازیں فرض تھیں جب آپ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئیں، اور سفر کی نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی"

عبادت کا تو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے، لیکن احادیث میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل و سنت بھی جائز نہیں، اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی لیکن حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہیں :

وھم عمرانما نھی رسول اللہ ﷺ عن الصلوة ان یتحری طلوع الشمس و غروبھا (مسند احمد جلد ٦ ص ١٤٤)

"عمر کو وہم ہوا، آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے"

یعنی آفتاب پرستی کا شبہہ نہ ہو آفتاب پرستوں کے ساتھ وقت عبادت میں تشابہ نہ ہو، احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، اس بناء پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں، ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے ؟ جواب دیا :

حین حطمه الناس (ابو داؤد باب صلوٰة القاعد)

"یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپ ﷺ کو توڑ دیا، یعنی آپ کمزور ہو گئے"

ابو داؤد اور مسلم میں ان سے اس قسم کے اور روایتیں بھی مروی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبر سنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد جب نمازوں میں دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں ہو گئیں، تو مغرب میں یہ اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہؓ اس کا جواب یہ دیتی ہیں :

فانھا وتر النھار (مسند جلد ٦ ص ٢٤١)

"مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی وتر ہے"

یعنی جس طرح رات کی نمازوں میں تین رکعتیں وتر کی ہیں اسی طرح دن کی نمازوں میں وتر کی یہ تین رکعتیں ہیں۔

نماز فجر میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس میں رکعتیں اور زیادہ ہونی چاہئیں لیکن اور نمازوں سے کم ہیں حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں :

وصلوة الفجر بطول قرأتھا (مسند جلد ٦ ص ٢٤١)

"نماز فجر میں رکعات کا اضافہ اس لئے نہیں ہوا کہ دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں"

یعنی رکعتوں کی کمی کو طول قرأت نے پورا کر دیا۔

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام میں بھی واجب رہا، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اسی قسم کی روایت احادیث میں مذکور ہے، لیکن وہ نہیں بیان کرتے کہ جاہلیت میں اس دن کیوں روزہ رکھا جاتا تھا، لیکن حضرت عائشہؓ اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہیں :

کانوا یصومون یوم عاشورا قبل ان یفرض رمضان و کان یوم تستر فیه الکعبة (مسند احمد جلد ٦ ص ٢٤٤)

"اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا"

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے، لیکن رمضان کے پورے مہینے میں آپ نے تراویح نہیں پڑھی، حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہیں کہ پہلے دن جب آپ نے مسجد میں نماز تراویح ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے، دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا، تیسرے دن اور بھی جمع ہوئے، چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد میں جگہ نہ رہی، لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے صبح کو آپ نے لوگوں سے فرمایا :

اما بعد فانه لم یخف علی شانکم اللیلة ولکنی خشیت ان تفرض علیکم صلاة اللیل فتعجزوا.

"رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو"

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا،بعض مقامات میں دوڑنا،کہیں کھڑا ہونا کہیں کنکری پھینکنا بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہیں،لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

انما جعل الطواف بالبیت و بالصفا و المروة ورمی الجمار لاقامة ذکر الله عزوجل(مسند احمد بن حنبل جلد ٦ ص ٦٤)

" خانہ کعبہ' صفامروہ کا طواف کنکریاں پھینکنا تو صرف خدا کے یاد کرنے کے لئے ہے"

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بھی ایک طرز عبادت تھا چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے'اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا۔

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایام حج میں قیام فرمایا تھا' اور آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی اس میں قیام فرماتے رہے اس بناء پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو سنن حج میں شمار کرتے تھے،لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سنت نہیں سمجھتی تھیں،اور آپ کے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھیں :

انما نزله رسول الله ﷺ لانه کان منزلا اسمح لخروجه

" آپ نے یہاں صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ یہاں سے چلنے میں آسانی ہوتی تھی"

حضرت ابن عباسؓ اور ابو رافعؓ بھی اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کے ہم زبان ہیں (۱)

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے،بہت سے صحابہ کرام اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے،لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا' حضرت عائشہؓ بھی ان ہی لوگوں میں ہیں اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہیں :

لا ولکن لم یکن یضحیٰ منهم الا قلیل ففعل ذالك لیطعم من ضحیٰ من لم یضح (مسند جلد ٦ ص ١٠٢)

" یہ نہیں ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے' بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے اس لئے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کریں وہ ان لوگوں کو کھلائیں جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے"

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت میں بیان کی ہے یعنی یہ

---

(۱) مسلم استحباب النزول بالمحصب و مسند جلد ٦ ص ١٦٠

کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتوں میں قحط پڑا' اس سال آپ نے یہ حکم دیا' اور دوسرے سال جب قحط نہیں رہا' اس کو منسوخ فرمادیا' حضرت سلمہؓ بن اکوع سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔(۱)

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی تھی جس کو حطیم کہتے ہیں اور طواف میں اس کو بھی اندر داخل کر لیتے ہیں،لیکن ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں ؟

حضرت عائشہؓ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دیواریں بھی خانہ کعبہ میں داخل ہیں ؟ ارشاد ہوا "ہاں" عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہیں کر لیا؟ فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایانہ تھا' اس لئے اتنا کم کر دیا' پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ فرمایا' یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں"

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اگر عائشہؓ کی یہ روایت صحیح ہے' تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے ادھر کے دونوں رکنوں کا بوسہ نہیں دیا،لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ خانہ کعبہ اپنے اصلی اساس پر قائم نہیں ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے،لیکن آپ نے حضرت عائشہؓ سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرمادی کہ "عائشہؓ تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیم (۲) پر تعمیر کراتا"

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہو جانا خواہ وہ پہلے جہاں آباد تھے' کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو،لیکن حضرت عائشہؓ نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے۔

لا هجرة الیوم کان المومنون یفر احد هم بدینه الیٰ الله والیٰ رسوله مخافة ان یفتن علیه فامًا الیوم فقد اظهر الله الاسلام والیوم یعبد ربه حیث شاء ولکن جهاد ونیة (بخاری باب الهجرة)

" اب ہجرت نہیں ہے' ہجرت اس وقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لے کر خدا اور اس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اس کو تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے

---

(۱) مسلم کتاب الذبائح (۲) مسلم باب نقض الکعبه

لیکن اب خدا نے اسلام کو غالب کر دیا اب مسلمان جہاں چاہے اپنے خدا کو پوج سکتا ہے' ہاں جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے"

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے' ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ پیغمبر جہاں مرے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں' لیکن اس کا اصل سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد لولا ذالک ابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً (بخاری آخر کتاب الجنائز و مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱)

"آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ خدا یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بن جائے اس لئے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے۔"

علم حدیث:

محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیئے' ہیں اور تقریباً ہر طبقے میں صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہیں۔

(۱) اول طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں' حضرت عائشہؓ کا شمار اسی طبقے سے ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ' یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں' اس میں کوئی صحابیہ شامل نہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ' یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں' حضرت ام سلمہؓ اسی میں محسوب ہیں۔

(۴) چوتھا طبقہ' یعنی وہ صحابہؓ جن کی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہے اس طبقہ میں بکثرت صحابیات شامل ہیں۔ مثلاً ام المؤمنین ام حبیبہؓ' ام المؤمنین میمونہؓ' ام عطیہ انصاریہؓ' ام المؤمنین حفصہؓ' اسماء بنت ابی بکرؓ' ام ہانیؓ

(۵) پانچواں طبقہ' یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں' اس طبقہ میں بکثرت صحابیات شامل ہیں۔ مثلاً حضرت ام قیسؓ' حضرت فاطمہ بنت قیسؓ' حضرت ربیع بنت مسعودؓ' حضرت سبرہؓ بنت صفوان' حضرت کلثومؓ بنت حسین غفاریؓ' حضرت جداعہ بنت وہب وغیرہا۔

فن روایت:

روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتداء صحابیات سے ہی ہوئی یعنی حضرت عائشہؓ نے بعض روایتوں پر درایۃً تنقید کی' اور اس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوئے' مثلاً ان کے سامنے جب روایت کی گئی (۱) کہ مردے پر اس کے اہل وعیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے' تو انہوں نے درایۃً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

"ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا"

رونا اہل وعیال کا گناہ ہے' اس کا عذاب مردے پر کیوں ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو' وہ قبول نہیں کی جاسکتی' چنانچہ اس اصول کی رو سے انہوں نے متعدد روایتوں کی تنقید کی ہے' مثلاً صحابہ کرام کے دور میں یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں خدا کو دیکھا تھا' لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولیں جو شخص یہ روایت کرے' وہ دروغ گو ہے' اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

"خدا کو کوئی نگاہ نہیں پاسکتی' اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے' وہ لطیف اور خبیر ہے"

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت' گھوڑے اور گھر میں ہے' تو انہوں نے اس سے انکار کیا' اور یہ آیت پڑھی:

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا

"زمین میں یا تمہارے اندر تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں' وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں"

غزوہ بدر میں جو مارے گئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے مدفن پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا: هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

"خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا"

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں' آپ نے جواب میں فرمایا:

---

(۱) یہ روایتیں بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ صفحہ ۸' ۱۷' ۱۸' ۲۱ میں موجود ہیں اخیر روایت کے علاوہ اور روایتیں بخاری میں بھی ہیں

ما انت باسمع منهم ولکن لا یجیبون

"تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے"

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا: انهم لیعلمون الآن ما کنت اقول لهم حق

"وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا"

اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ، وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ

"اے پیغمبر تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا اور نہ اُن کو جو قبر میں ہیں"

مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے کفار آپ کی آواز سن ہی نہیں سکتے تھے (۱)

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت میں احادیث پیش کرتے ہیں، لیکن حضرت عائشہؓ کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا بلکہ فرمایا میرے تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے، پھر یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ.

"جو لوگ کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیوی یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں"

اس لئے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں (۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ حرامی لڑکا تینوں میں (ماں، باپ، بچہ) بدتر ہے۔ حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس کے علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ تینوں میں بدتر ہے"، یعنی اپنے ماں باپ سے زیادہ برا ہے، یہ ایک خاص واقعہ تھا، عام نہ تھا خدا فرماتا ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

"کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا"

یعنی قصور تو ماں کا ہے، بچہ کا کیا گناہ ہے (۳) جس کی بنا پر وہ ان سے برا قرار دیا جائے۔

---

(۱) بخاری غزوہ بدر (۲) اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم (۳) ایضاً

علم فقہ:

عہد نبوت میں علم فقہ کوئی مدون و مرتب نہ تھا کہ صحابہ باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے سوال و استفسار کے ذریعہ بے شبہ رسول اللہ ﷺ سے بہت سے مسائل دریافت کئے جا سکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن نے سوال کی ممانعت کر دی تھی آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے مسند دارمی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید میں مذکور ہیں (۱) اس بناء پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرائن و امارات سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح، واجب اور منسوخ وغیرہ قرار دیتے تھے (۲) لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عام طور پر بیان بھی نہیں کئے جا سکتے تھے اس لئے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعهن الحیاء ان یتفقهن فی الدین (۳)

"انصار یہ عورتیں کس قدر اچھی تھیں کہ تفقہ فی الدین سے ان کو حیا باز نہیں رکھتی تھی"

غرض اس طریقہ سے تعلیم سے صحابیات کو مختلف فوائد پہنچے اور اس طرح ان کے تین طبقے قرار پائے۔

(۱) مکثرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں (۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں (۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جو ان دونوں طبقوں کے درمیان میں ہیں اور ان تینوں طبقوں میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں، مکثرین میں جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ سے ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں حضرت عائشہؓ داخل ہیں۔

متوسطین جن کے فتاوے رسالوں کی صورت میں جمع ہو سکتے ہیں حضرت ام سلمہ شامل ہیں۔ مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہیں ان میں بکثرت صحابیات شامل ہیں

---

(۱) مسند دارمی ص ۲۹ (۲) حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص ۱۱۲

(۳) مسلم کتاب الطہارت باب استحباب استعمال المغتسلة من الحیض فرصة من مسک فی موضع الدم

مثلاً حضرت ام عطیہؓ حضرت صفیہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ یعلی بنت قالف، حضرت اسماءؓ، حضرت ام شریکؓ، حضرت خولاؓ، حضرت عاتکہؓ، بنت زید، حضرت سہلہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن وغیرہ۔

خاتمہ

مناقب صحابیاتؓ

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل کون ہے؟ عام اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ میں افضل ہیں اور خود خلفاء میں فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی رو سے قائم ہوئے ہیں، لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہیں اور اس مسئلہ کو انہوں نے اپنی کتاب ملل والنحل میں نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور اسی سلسلہ میں ان آیات وحدیث کے جوابات بھی دیئے ہیں جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا درجہ عموماً مردوں سے کم ہے، لیکن اس وقت ہم ان مباحث میں پڑنا نہیں چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہو سکتی ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر صحابیات کے مناقب میں صحیح حدیثیں نقل کر دیتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرامؓ کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ہے، ان میں ان کے ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل ہیں۔

اسلام میں سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل میں یہ فضیلت سب سے نمایاں ہے، لیکن اس فضیلت میں ان کے ساتھ دو عورتیں بھی شامل ہیں، یعنی حضرت خدیجہؓ اور حضرت سمیہؓ یا ام ایمنؓ، چنانچہ صحیح بخاری مناقب ابوبکرؓ میں حضرت عمارؓ سے مروی ہے:

رأیت رسول اللہ ﷺ ومامعہ الاخمسة اعبدوامراتان وابوبکر

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔"

تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الہجرت ہے اور اس فضیلت میں تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہیں، چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل اور نحل میں لکھتے ہیں:

فلسنانشك ان المهاجرات الاولات من نساء الصحابة رضی الله عنهم یشارکن الصحابة فی الفضل ففاضلة و مفضولة و فاضل و مفضول ففیهن من یفضل کثیراً من الرجال وفی الرجال من یفضل کثیراً منهن وما ذکر الله تعالیٰ منزلة من الفضل الاوّرون النساء مع الرجال فیها کقوله تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات (۱)

"ہم کو اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ کی بیبیوں میں مہاجرات اولات فضیلت میں صحابہ کی شریک ہیں، ان میں کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے، عورتوں میں بعض عورتیں بہت سے مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور اسی طرح مردوں میں بعض مرد بہت سی عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں، خدا نے فضیلت کا کوئی درجہ ایسا نہیں بیان کیا جس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو شامل نہ کیا ہو، مثلاً خدا کا یہ قول کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔"

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے، اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا، جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا، چنانچہ حضرت موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جب ہم کو مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا سال معلوم ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۳ یا ۵۲ آدمی کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، سوء اتفاق سے کشتی حبش میں جا پڑی اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے رفقاء سے ہو گئی چنانچہ حضرت جعفرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے، اور یہیں اقامت کا حکم دیا ہے، تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو ان لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا، تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں رسول اللہ ﷺ سے ملے، اس موقع پر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے، ان میں ان کے سوا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا، ان لوگوں سے بعض صحابہؓ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے حضرت اسماء بنت عمیس بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ ہی حبشہ سے آئیں تھیں، وہ ایک روز حضرت حفصہؓ کی ملاقات کو گئیں، تو حضرت عمرؓ بھی آ گئے، اور ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہؓ نے جواب دیا کہ اسماء بنت عمیسؓ ان کا نام سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا حبشیہ ہے یہ بحریہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے، حضرت اسماء

---

(۱) ملل و نحل جلد ٤ ص ۱۲٦

بنت عمیسؓ نے کہا کہ ہاں ہم ہیں' اب حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے' ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں' یہ سن کر حضرت اسماء برہم ہوئیں اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو' خدا کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہم تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے' اور ہم حبش کے دور ترین مبغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے' ہم کو ایذا دی جاتی تھی' ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لئے تھا خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے' جب تک اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کرلوں گی' نہ کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی' کجروی نہ اختیار کروں گی اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی' چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا' اور آپ نے اس کو سن کر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق ہیں عمر اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے' اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں' حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ ابو موسیٰؓ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے' اور اس حدیث کو پوچھتے تھے' ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور با عظمت نہ تھی حضرت ابو موسیٰ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے۔[1]

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے' اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات کو وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا' صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ و حضرت انسؓ کی ماں' کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لے جاتے تھے' چنانچہ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گی' تو آپ نے فرمایا' مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے۔[2]

جس لطف و محبت کے ساتھ آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے' اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گزاری بھی کرتی تھیں' بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کے لئے بچھونا بچھا دیتیں' آپ آرام فرماتے' جب سو کر اٹھتے تھے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کرلیتیں' مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ عرق مبارک بھی شامل کرلیا جائے' حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ ام حرامؓ کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا' چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قباء کو تشریف

---

(۱) مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالب و اسما بنت عمیس و اهل سفینهم (۲) صحیح مسلم باب من فضائل ام انسؓ ابن مالک و بلالؓ

لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے وہ اکثر کھانا لے کر پیش کرتیں' اور آپ نوش فرماتے' آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالوں سے جوئیں نکالتیں[1] مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں اور ان فضائل میں اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہیں' مثلاً ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہو گیا' اور میرے لڑکے ہیں (جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتوں کی یہ فضیلت بیان کی)

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناه علیٰ یتیم فی صغره ورعاه علیٰ زوج فی ذات یده[2]

"شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں' بچپن میں اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہیں' اور اپنے شوہر کے مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں"

انصاریہ کا قبیلہ اسلام میں ایک خاص درجہ فضیلت رکھتا ہے اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونوں رسول اللہ ﷺ کو یکساں محبوب تھے' چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آ رہے تھے' آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا کہ "تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو"

دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ اپنے بچے کو ساتھ لیکر آئیں اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی اور اسی سلسلہ میں دوبارہ فرمایا کہ "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو"[3]

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلفائے راشدینؓ نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا' چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمنؓ کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے' آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آؤ چلیں' جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے' اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں' چنانچہ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں' ان لوگوں نے کہا کیوں روتی ہو' خدا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے بولیں میں

---

(۱) بخاری کتاب الجهاد ص ۳۹۱ (۲) مسلم باب من فضائل نساء قریش (۳) بخاری کتاب المناقب باب قول النبی ﷺ للانصار انتم احب الناس الی

اس لئے نہیں روتی کہ میں اس سے ناواقف ہوں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا' اس پر یہ دونوں بزرگ بھی رو پڑے۔(۱)

عام صحابیاتؓ کے علاوہ ازواج مطہرات کو جو عزت حاصل تھی' عورتوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی' جب رسول اللہ ﷺ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہؓ بن عباس سجدے میں گر پڑے' لوگوں نے کہا کہ آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں ؟بولے جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو' پھر ازواج مطہراتؓ کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہو گی(۲) مقام سرف میں حضرت میمونہؓ نے وفات پائی تو حضرت عبداللہؓ بن عباس بھی ساتھ تھے' بولے کہ یہ میمونہ ہیں' ان کا جنازہ اٹھاؤ' تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو"(۳)

بعض صحابہؓ عزت و محبت کی وجہ سے ازواج مطہراتؓ پر اپنی جائیدادیں وقف کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لئے باغ کی وصیت کی تھی' جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا۔(۴)

خلفاء ازواج مطہراتؓ کا نہایت ادب واحترام کرتے تھے' حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواج مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے' جب ان کے پاس کوئی میوہ یا اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو ان پیالوں میں کر کے تمام ازواج مطہرات کی خدمت میں بھیجتے تھے۔(۵)

۲۳ھ ہجری میں جب حضرت عمرؓ امیر الحاج بن گئے تو ازواج مطہرات کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے' حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عوفؓ کو سواریوں کے ساتھ کر دیا تھا' یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے' اور کسی کو سواریوں کے قریب آنے نہیں دیتے تھے' ازواج مطہرات منزل پر اترتی تھیں تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کسی کو قیام گاہ کے متصل آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔(۶)

عام مسلمان ازواج مطہرات کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے' اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو لاتے تھے اور وہ ان کے لئے دعائے برکت فرماتی تھیں(۷) حضرت عائشہؓ بنت طلحہؓ نے

---

(۱) مسلم باب من فضائل ام ایمنؓ (۲) ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب السجود عند الآیات (۳) نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ ﷺ فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل نبیہ ﷺ (٤) ترمذی کتاب المناقب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ (۵) موطاء امام مالک کتاب الزکوۃ باب حرمۃ اھل الکتاب والمجوس
(٦) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ (۷) ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن

حضرت عائشہؓ کے دامن تربیت میں پرورش پائی تھی ان کا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس آتے تھے' اور چونکہ مجھ کو حضرت عائشہؓ سے تقرب حاصل تھا' اس لئے بوڑھے لوگ میرے پاس آتے تھے جوان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے' اور مجھ کو ہدیہ دیتے تھے' اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے۔(۱)

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کا درجہ یکساں بلند کیا' اور خلفائے راشدینؓ اور عام مسلمانوں نے اس درجہ کو قائم رکھا' لیکن صحابیات کو یہ درجہ صرف مذہب' اخلاق' اور حسن معاشرت کی بنا پر حاصل ہوا تھا اور آج بھی ان ہی چیزوں سے عورتیں اپنے درجے کو بلند کر سکتی ہیں۔

تمت بالخیر

---

(۱) ادب المفرد باب الکتابت فی النساء وجوابھن

سیرۃ اور سوانح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برہان الدین حلبیؒ
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ حصص در ۳ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ	علامہ شبلی نعمانیؒ / سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۳ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	خطبہ حجۃ الوداع سے استشہاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات	ڈاکٹر حافظ احمد ثانی
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضور کی سیاست اور علمی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدس کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین	. . . .
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	. . . .
ازواج مطہرات	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے	عبد العزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں	ڈاکٹر عبد الحی عارفیؒ
اسوۂ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا	حضور اکرمؐ سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب	. . . .
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد کامل	صحابہ کرامؓ کی زندگی کے مستند حالات، مطالعہ کے لئے نادر کتاب	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیمؒ
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم	. . . کے حالات اور علمی فضائل مع . . . عشق و محبت . . . تصنیف	مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
سیرۃ خاتم الانبیاء	بچوں کے لئے آسان زبان میں مستند سیرت، مدارس میں داخل نصاب	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم	مشہور کتاب سیرۃ النبی کے مصنف کی بچوں کے لئے آسان کتاب	سید سلیمان ندویؒ
سیرۃ خلفائے راشدین	مختصر انداز میں ایک جامع کتاب	مولانا عبد الشکور لکھنویؒ
الفاروق	حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذوالنورین	حضرت عثمانؓ	معراج الحق عثمانی

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	مختصر و آسان زبان میں	حضرت شاہ ولی اللہ
رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم	چھوٹے بچوں کے لئے نظموں کے ساتھ	سید فرید الوحیدی
النبی الخاتم	مختصر و محققانہ کتاب	مناظر احسن گیلانی
سیرۃ عمر بن عبد العزیز	عہد خلافت اور عہد کارناموں پر	عبد السلام ندوی

پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں	ڈاکٹر حقانی میاں
داستان یوسف علیہ السلام	حافظ محمد اسحٰق صاحب
بستان اولیاء	. . .
مسلمان فاتحین	احمد مصطفیٰ صدیقی

تاریخ اسلام ۴ حصص در ۱ جلد کامل	آغاز اسلام سے آخری خلیفہ کے زوال تک کی مستند تاریخ	شاہ معین الدین ندویؒ
اخبار الاخیار	ہندو پاک کے مشاہیر صوفیاء کا مستند تذکرہ	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
حالات مصنفین درس نظامی	پورے درس نظامی تصنیف کرنے والے ائمہ و علماء کے مستند حالات	مولانا محمد حنیف گنگوہی
نقش حیات	مولانا حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت سوانح	مولانا حسین احمد مدنیؒ
جنت کے پروانہ یافتہ	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جنت کی بشارت پانے والے صحابہ کے حالات	احمد خلیل جمعہ

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان، فون و فیکس (۰۲۱) ۲۲۱۳۷۶۸
قرآن پاک اور مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے / فہرست کتب مفت طلب فرمائیں